غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح
یامنطق	بالنطق	چلو	چلوں	دور کی	دوربین
٩٨	٩٨	١٢٢	١٢٢	عجوبہ	اعجوبہ
ہمنشین بھی	ہمنشین تھی	بلاکر پکڑا ہے	بلاکو پکڑا ہے	اشکنجہ	شکنجہ
٩٩	٩٩		اور	خوش ہیں	خوش ہے
مشہور ہوگیا ہے	اپنے آپکو مشہور کیا ہے	بار	کاربار	١٣٧	١٣٧
١٠٠	١٠٠	سہ پوش	سرپوش	صوتکدہ	صفوتکدہ
اہل	اور اہل	زمزۂ	زمزمۂ	١٣٨	١٣٨
اوردہار	اُودھار	١٢٤	١٢٤	مائل	مائل کیا
١٠١	١٠١	فکرجدید	فکرجدید	خوان سار	خوان سالار
کوتاہ	کوتاہ بینی	١٢٦	١٢٦	اسی کتاب کو	اسی کتاب کے قرار
لیستی	لبیتی	محل	محل		دیتے ہیں (بیشک)
١٠٢	١٠٢	پیدا ہوتا	پیدا ہوتا تھا	١٤٠	١٤٠
کہ جانتے ... کرتے	(کہ جانتے ...	١٢٧	١٢٧	گڑیاں	گڑیوں کے جو
ہیں	کرتے ہیں)	عقل ربا	عقل ربا	مت جانے والی	مٹ جانے والی ہیں
١٠٣	١٠٣	١٢٨	١٢٨	روپیہ کے	یعنی روپیہ کے
اغراض	اعراض	میرا قضا	میری قضا	-	عوض ہیں
١٠٥	١٠٥	غبار آلود ہوگیا	غبار آلود ہوگئی	١٤٣	١٤٢
اسہر	اس پہر	ہر ایک گروہ	سب گروہ	عقل سے	عقل کے
١٠٦	١٠٦	گذرسکتا ہے	گذر ہوسکتا ہے	اس چیز	جس چیز
ترصیح	ترصیع	١٢٩	١٢٩	بجا لانے	بجا لانے پر
١١١	١١١	جیتے رہو	جیتے رہو تم	کاروبار کو	کاروبار کیلئے
اگر	اگرچہ	اگر اکثر	اکثر	١٤٣	١٤٣
١١٥	١١٥	شلوک	شکوک	تعلق کے	تعلق کو
سلو	سن لے	١٣١	١٣١	سمجھتے ہیں۔	سمجھتا ہے

غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح
صفحہ ۴۹	۴۹		کاتب نے ہر جگہ صوت	۸۲	۸۲
ضابطہ	ضابط		ثانی کو ترک کیا	جیس سنے	جو اس سنے
۵۵	۵۵		ہے۔	اکبر	اکبر کے
مصائب	مصاحب	۷۲	۷۲	۸۵	۸۵
۵۷	۵۷	کامل کر	کاملین کو	طرف نسلی	نسلی
اور مجموعہ	اس مجموعہ	ہیں جو اس سواد	ابوالفضل جو اس	والوں متفرقات	والاان متفرقات
۵۹	۵۹	۷۴	۷۴	تیسری ولادت	تیسری ولادت کے
خمار الی	خمار افزا	اقبال کی پیشانی	واقبال کی پیشانی	۸۶	۸۶
۶۲	۶۲	نور	کے نور	ہیں آئے	ہیں نہ آئے
راس الماس	راس المال	ستارہ تاج کے	ستارہ کے	سوروزوار	سوروزدراز
۶۷	۶۷	اور مراتب	جو مراتب	۸۷	۸۷
تولایا جائے	تولا جائے	۷۵	۷۵	علاج کا ذکر	علاج کا ذکر کیا
اخلاق	اغلاق	مظاہر	مظاہر ہیں	۹۰	۹۰
صاف	جو صاف	۷۸	۷۸	غائب	غالب
خرد آموز	خرد آموز نے	عالم تصویروں	عام تصویروں	من قبل	من قبیل
۶۸	۶۸	چیزیں کہ ایک	چیزیں ایک	۹۱	۹۱
خیمہ	کے خیمہ	۷۹	۷۹	نبیت	زینت
۶۹	۶۹	اجزا سے	اجزا سے	بادپیماں	بادپیمایاں
برداشت	برداشت	بعجت	بصحت	۹۲	۹۲
اٹھائے گا	اٹھائے گی	لگائے تھے	لگاتا تھا	حلقہ خادر کے	حلقہ خاسے در
۷۰	۷۰	۸۰	۸۰	۹۶	۹۶
اکٹھا	اکٹھا پنجاب ہیں	دفع اشتباہ	رفع اشتباہ	جلانا	جلانا ہے
	بصورت اول ہوئے	۸۱	۸۱	رہنمائی	رہنمائی سے
	ہیں۔ اس لئے	چونکہ ہر گروہ	اور ہر گروہ	خاطروں	خاطروں کو

غلط	صحیح
اول	اوّلی
جن میں	جو
۱۴	۱۴
اولی	اوّلی
۱۵	۱۵
مشتی	مشتّی بفتح شین وتشدید تا
۱۶	۱۶
سیکری	سیکڑی ہیں
خیالوں	خیالیوں
سروسانی	سروسامانی
۱۷	۱۷
سبب ہو	سبب نہ ہو
۱۸	۱۸
اطلاح فراخ	اطلاع فراغ
۲۰	۲۰
قابلیت سے ہے	قابلیت ہے
۲۱	۲۱
اُسنے	اُس سے
قوت ہے	قوت ہی سے کہ
۲۲	۲۲
موجب	جو موجب
سارک	سالک
۲۳	۲۳

غلط	صحیح
عدم روام	عدم دوام
اشوات	شہوات
نہ ہوکر اُسے	نہ ہوکر
مرد	زرد
۲۴	۲۴
دیکھا	دیکھنا
صحیح	صحیح کے
۲۷	۲۷
تخیر	تمیز
جب بازار مقاصد میں گذر میرا	جبکہ بازار مقاصد میں گذر میرا ہوا
۲۸	۲۸
اعلاق	اطلاق
ابراتی	ایرانی
صدق اولی	صدق دلی
۲۹	۲۹
کہ جوالعد	جوالعد
نکالنہ	نکالا
دیئے بغیر	دلئے بغیر
کہ جو اس	جو اس
بھالتے	پھانسنے
بونا	بیوفا
۳۰	۳۰
مکالم مکار	مکار

غلط	صحیح
گرگ پزی	گرگ بزی
۳۲	۳۲
صفین	مصنفین
ہنوکہ	ہنوکر
۳۳	۳۳
بےگم کردان	پےگم کردان
بھینکگا	پھینکنگا
۳۴	۳۴
فاصلہ سیدھے	فاضلہ سیدھا
۳۶	۳۶
پاس	پاس سے
بعد	بعدم
۳۸	۳۸
اکٹھا	اکٹھا
سب سے	سب کے
حق	حق کی
۴۰	۴۰
تواضح	تواضع
۴۳	۴۳
کثرت	کثرت ہیں
۴۷	۴۷
اورقسم	ازقسم
۴۸	۴۸
گرہو	اگر ہو

غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح
شکوہ ہا	شکوہ	داشت	نداشت	ممبر آمد	بامی سراید

تخمیناً ساڑھے چار سو الفاظ ہونگے جن کی صحت لکھی گئی۔ ۴ر اپریل سنہ ۹۳ء

سید اولاد حسین شاداں بلگرامی

نوٹ:- ناظرین کو چاہیئے کہ ترجمہ دیکھنے سے پہلے اصل کتاب کی تصحیح اس کے موافق کر لیں اس فرہنگ کے علاوہ نسخہ ابوالفضل مطبوعہ مطبع نولکشور سنہ ۱۹۱۱ء بھی تصحیح کے لئے دیکھنا ضروری ہے کیونکہ نسخہ مطبوعہ لاہور میں جو غلطیاں نولکشوری سے زیادہ یا مختلف ہونگی۔ ان کی صحت اس تصحیح میں نہ ملے گی۔ حتیٰ الامکان تکمیل تصحیح کی کوشش کی ہے پھر بھی جو صحت رہ گئی ہوگی۔ وہ یا تو میرے تہ سمجھیے اور سہو الخیال پر دال ہوگی۔ یا سہو النظر و سہل انگاری پر۔ ۱۲

تصحیح ترجمہ دفتر سوم ابوالفضل

غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح
صفحہ ۱		۵	۵	مشورہ	سورہ
جمع صلواۃ	جمع صلوٰۃ	تہینہ	تہینہ ہے	۱۰	۱۰
۲	۲	محریات	مجربات	پرودیا ہے	پرودیا
جمع	جمع	۶	۶	۱۱	۱۱
۳	۳	آشترت	آژرت	فرودین	فرودین
مبارک	مبارک کی	۷	۷	۱۲	۱۲
اخبار	اخبار	درحالانکہ	درحالیکہ یاحالانکہ	پوشیدگی کی	پوشیدگی کے
زہریار	زہرہار	۸	۸	تعذیب	تعذیب
۴	۴	بتائی	بتائیؑ	استراف	استراق
استغاصن	استغاصن	خوبصورت	جوبصورت	۱۳	۱۳
لہام	ایہام	۹	۹	حمال	حمال بضم میم

غلط	صحیح
...ہی	اندوزی
...ودن یا آزمودن	
...و یا با قبیہ پہلے در	
۳۳۳	۳۳۳
...واب	صوب
...از گردخانہ	ومردم از گردخانہ
۳۳۴	۳۳۴
...وگزیدہ	گزیدہ
...آوردیم	برآوردیم
...حم اندوز	زخم اندوز
...یکے	یعنی یکے
ورخت	یادورخت
۳۳۵	۳۳۵
رجوع بخیرا	رجوع بخانہ
۳۳۶	۳۳۶
پدر	برادر
پوچ	کوچ
چارہ گرا سے	چارہگرا سے
۳۳۷	۳۳۷
پیوستہ دلدہی دلدہی سے قرین۔یا۔بواسطہ دلدہی۔یا لغرض دلدہی	
کرا	کرا
دلشکری	دل شکری

غلط	صحیح
۳۳۸	۳۳۸
تاریکیاں	تاریکستان
ودریں	دریں
ودرگردوے	درگردونے
پدیدآید	پدیدآمد
میشدہ	میشد
۳۳۹	۳۳۹
نیرنگی	نیز یکے
نماید	نماید
شورید	شوریدہ
سنان	شیان
درزید	وزید
۳۴۰	۳۴۰
کوئی غلطی نہیں	
۳۴۱	۳۴۱
وجوش	جوش
فرداد	مرداد
پیس	لبس
گردانیدہ بودند	عطا گردانیدہ بودند
۳۴۲	۳۴۲
گزیر	گریز
ومرا	مرا
باتنومندی	وباتنومندی
کوئی	کوئی

غلط	صحیح
پدید آید	پدید آمد
۳۴۳	۳۴۳
دانش اندوز	دانش اندوزرا
وسختان	سختان
آزمودن	یا آزمودن
ودرنخستین	درنخستین
گرفت	برگرفت
۳۴۴	۳۴۴
آفرین	آخرین
باستانی	پاستانی
علاج	وعلاج
۳۴۵	۳۴۵
خدا آگان	خدا آگاہان
پامرد	پامزد
نویسد	گوید
رودرش	روزرش
آزرم	آزرم
۲۴۸	۲۴۸
درانگاہ	وزن گاہ
زرین یا وزین	
عشرت اندوز	عشرت اندوزند
خردیاخسرو	
۲۴۷	۲۴۷
دیدار	در

غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح
۳۱۴	۳۱۴	۳۲۱	۳۲۱	زہرگیہاے	زہرگیاہے
رونمائی	رونماے	میانی	درمیانی	ازکار	کار
نامہ تنومندی	مایۂ تنومندی	قزونی	فزونی	پاسبانی	پاستانی
۳۱۵	۳۱۵	گفتگو	وبگفتگو	۳۲۹	۳۲۹
ازمن	زمن	نهاده	ننهاده	شمایند	شماید
وبیشتر سے	بیشتر سے	۳۲۲	۳۲۲	امود	آمود
۳۱۶	۳۱۶	بیانی	نہانی	وپس	پس
دست باقی	دست باقی	۳۲۳	۳۲۳	سخنہا	سخنی ہا
برمیرمو	برمیزد	خاطر	وخاطر	بدوستاں	بدستاں
خدائی	خدائے	اقتضائے	اقتفائے	۳۳۰	۳۳۰
۳۱۷	۳۱۷	۳۲۴	۳۲۴	دہی	دینی
یہ صفحہ غلطی سے والعجب خالی ہے		روشنہالی بوالعجب	روشنہائے	وسرآمد	سرآمد
		دیگراں	دیگر، آں	وزبان	درزباں
۳۱۸	۳۱۸	برآید	بابرید	۳۳۱	۳۳۱
روزگار	کہ روزگار	راست بازی	راست گذاری	وودروے	ودروے
شگرفکار	ایں شگرف کار	وانجمن	انجمن	الست	آلست
۳۱۹	۳۱۹	بزرگوارو	بزرگوار	وپرستش	پرستش
یہ صفحہ غلطی سے		بمعذرات	معذرت	خاک پنچی با	چارہ بیچی
خالی ہے		۳۲۷	۳۲۷	شورانگیزی	سورانگیزی
۳۲۰	۳۲۰	نشست	ننشست	دست حرسہ برکشاد	دست بر حربہ کشا
ازبہر	زبہر	واین	ایں	بیتابانہ	بیتابانہ خودرا
روشنی بیابان	روشنے بیاباں	معاضداں	معاضدِ آں	پذیرائی	پذیراے
یاد درآمد	یاد درآید	۳۲۸	۳۲۸	۳۳۲	۳۳۲
زبان روزگار	بزبان روزگار	اختیار	واختیار	زیانکاری	وزیانکار

غلط	صحیح	غلط	صحیح
دانازندگی	داناندگی	بپیراے	براے
بطرز	بل بطرز	۲۰۸	۲۰۸
۳۰۵	۳۰۵	کر	کرد
قلاوزی	وقلاوزی	۳۰۹	۳۰۹
کارآزما	کارآزمارا	شناسائی بزروسیم	یہ الفاظ مکرر چھپ گئے ہیں۔
ہمگی	کہ ہمگی	گران بہا	گران بہارا
آسودگی	فرسودگی	چہ جاے جہان جہان	چہ جاے درجہان فطرت
سرب ازار	سراب زار	فطرت درمتاع دنیوی	و از متاع دنیوی آرزوے
گزیند	نگزیند	آرزوے	---
ازمیکنیش	ازمیکنیش	۳۱۰	۳۱۰
سلم را	آن راسلم	پآستان	پاستان
۳۰۶	۳۰۶	نیمروزحیا	نیمروزحیات
انداز	اندازد	آن جز	ازان جز
آور	آورد	طبیعت	قصد طبیعت
یقین یا تعین		نبود	بود
وسرآئینہ	سرآئینہ	۳۱۱	۳۱۱
بساط	بسائط	شاہزادہ	شاہراہ
نیز	نیّر	۳۱۲	۳۱۲
پائے بند	کہ پاے بند	لیکن یا مگر	
افت وخیز یا آفت خیز		نیز نگاہ یا زہنگاہ نگاہ	
گنجینہ وآن	گنجینہ دان	۳۱۳	۳۱۳
چہرہ ۳۰۷	وچہرہ	بارآبندگان	بہ آرایندگان
حاصل	وحاصل	جاہاے	درجاہاے
بنیش	بینش	گسیختن	گسیختن

غلط	صحیح
میران	میزان
هوشمندانه	باهوشمندانه
گزیر	ناگزیر
با	نا
دارادابا یا دارد	
۲۹۷	۲۹۷
باین جنبش	بیک جنبش
میرد	می رد
نیرنگسار	نیرنگساز
داستان	دوستان
۲۹۸	۲۹۸
هوشربا سے	هوشربائی
آزمودن	آزموده
خشک رد	خشک رود
کدکیا	کارکیا
خودآرا سے	خودرا سے
۲۹۹	۲۹۹
دوراندیشه	دراندیشه
خوبی	دخوبی
عشوه	نغمه
فساد	فسانه
تاریک چشمه میم	تاریک تراز چشمه میم
وپے	دے
پارنامه	بارنامه

غلط	صحیح
۳۰۰	۳۰۰
عرفه	عرقه
درو	درد
دانش	ودانش
طاب یا حسب	
خریدن	وخریدن
۳۰۱	۳۰۱
اگندد	آگنده
شناسند	شناسد
انچه یا چنانچه	
نیکوشناسند	نیکوشناسد
۳۰۲	۳۰۲
چه طرف	ازین چه طرف
۳۰۳	۳۰۳
آئین یا آذین	
گزند	تاگزند
جا	جان
بادیه پیامی	بادیه پیمائی
یازوندم	بازدزدم
۳۰۴	۳۰۴
تلوهش	نکوهش
اغتبار	اختیار
مشعید یا مستعد	
تمی	ہمی

غلط	صحیح	غلط	صحیح
کامُزداسے	کامرداسۓ	زیادہ	زدہ
۲۹۰	۲۹۰	سرزنشہا	وسرزنشہا
نباشد	باشد	تازد	تازہ
نفس	نہ نفس از	۲۹۴	۲۹۴
پشین	پیشین	آں روز	آں روز کہ
نمیشود	میشود	اودربار	اورا دربار
وقلم	کہ قلم	اگرجہانیاں	کہ اگرجہانیاں
باندازہ ہائے	باندازہائے	خواہش	ایں خواہش
ہرمالک	سرمالک	زبان	زبان
تک	مالک	مداندے	بداندے
۲۹۱	۲۹۱	بزدے	نبردے
می یافت	می یافت	کشش	کش
تنومند	تنومند	دوم	تادم
نفس امارہ	سرکشی نفس امارہ	وبشناگری	مگر بہ شناگری
آشفتگی	وآشفتگی	۲۹۵	۲۹۵
سرنابیدہ	سرتابیدہ	گوئی	گوئے
۲۹۲	۲۹۲	نفرین	نفرین خود
تسخیر	بہ تسخیر	می سرآید	میسر آید
آزساں	آزستان	نیروے	بہ نیروے
بمیاں جی	بے میانجی	دشمن	دشمن و
منت	ومنت	خوشنودی	ناخوشنودی
۲۹۳	۲۹۳	دوستاں	و دوستاں
کشادہ	بکشادہ	سفلی	سفلی را
ناصرۃ	ناسرہ	۲۹۶	۲۹۶

غلط	صحیح	غلط	صحیح
۲۸۱	۲۸۱	بیالاند یا بیالاید یا پالاید	
درعطارخانه یا ازعطارخانه		جویا جویا	جویا
بینائی	بینائے	ناگزراں	ناگزراں
۲۸۲	۲۸۲	بالشش	بالش یا آرائش
خیروشررا	خیروشر	درین	خامه درین
نیز	قیز	لبوگواری	لبوگواری نشسته د
سودای	سودائی	۲۸۷	۲۸۷
وکوتهی	کوتهی	مراز	مرا
سیاہی یا سیبوئی		طلسم	وطلسم
داراد	دارد	قافله	وقافله
۲۸۳	۲۸۳	نه دهی	بوسے
خیرسگالی	خیرسگالیست	شهرستان اندیشه	ازشهرستان اندیشه د
حق پژوهی	حق پژوهی ست	انچه دل	دل انچه
مکنون ضمیر	درہائے مکنون ضمیر	۲۸۸	۲۸۸
یکتائی	یکسانی	تارک	وتارک
سخن	بنائے سخن	آدر	آذر
۲۸۴	۲۸۴	قلم	قلم را
بستهم	بستم	امروز	امروزکه
دیدنم	دیدیم	۲۸۹	۲۸۹
لوست	پوست	قرینے	نیرنگی قرینے
پریده	پدید	اندوه	با اندوه
۲۸۵	۲۸۵	داناربائی	دانا ربائے
بلندپاگی	بلند پایه که	مهبین یا تختین	
۲۸۶	۲۸۶	سیماہی یا سیمیائی	

غلط	صحیح
باردوربینی	بادوربینی
منتهی	منتجیه
خریدارآنرا	خریدارانرا
۲۷۳	۲۷۳
درخسراں	درگوخسراں
تنک	تنگ
ترسندهٔ دل	ترسنده دل
غمهاے رفتهٔ آوازمیکند	غمهاے رفته راهمه آغاز میکند
۲۷۴	۲۷۴
عنصری	نقش عنصری یعنی انسان
زی عالم	زی معلم
مدارج	ومدارج
چه دراں صورت	نه دراں صورت که
۲۷۵	۲۷۵
بزرگی یا برگزیدگی	
ردّیت	روئیت است
واگرنه یاوگرنه	
وشکرگذاری	شکرگذاری
بزبان	بزمان حال
۲۷۶	۲۷۶
پایه	پایهٔ خود
اندازپایه	اندازهٔ پایه
جر	جز

غلط	صحیح
۲۷۷	۲۷۷
نمی کنندر	نمی کند
آرزوزخدا	آرزوزازخدا
اگرنه	اگر
که گوهر	زیراکه گوهر
شاهنشاهی	شناسائی
بمکتوب به محظور	به مکتوب و ازمکتوب بمحظور
۲۷۸	۲۷۸
شوریده	این شوریده
نقدِدل یانقدحال	
وفراختناے	فراختناے
۲۷۹	۲۷۹
نادرستی	نادرستی را
تخیلات	تخیلات را
آزوآرام	ازوآرام
خشن پوشی	خس پوشی
اندیفی	اندیشی
۲۸۰	۲۸۰
ازین	ازین رو
ستر	ستر
پیشبینیا	پیشبینیاں
برروے آورد	برروے کارآورد
روشنی	روشنے

غلط	صحیح
۲۶۶	۲۶۶
ناشناسائی	بہ ناشناسائی
تسلی کردہ اند	تسلی کردہ آمد
کوفی	کوبی
رستی	رسمی
کرکہ	کہ
آمد	آید
حکایات	سوریات یا بہ آیات
رعونات	از رعونات
۲۶۷	۲۶۷
مرتبہ	مرتبۂ
قدسیہ	قدسیۂ
ہرزہ در	ہرزہ درا
دانستہ	دانستۂ
دراوقات	درآں اوقات
۲۶۸	۲۶۸
نیابد	نیابد
نشناخت	نشناخت
قبض	قبض
تبعض	وتبعض
بیمار پرستی	بیمار پرسی
مکشودہ	نکشودہ
بیمار شناسے	بہ بیمار شناسے
۲۶۹	۲۶۹

غلط	صحیح
درروزبازارسخن	درروزبازارسخن یا در روزبازوئے سخن
تربیت	ترتیب
پرچہ	ہرچہ
گردن	کردن
وبہ	بوبہ
کاخے	کاخے را
داشتہ	داشتہ اند
کہ مبلغ	مبلغ
قاہرہ دارئی	قاہرۂ داوری
اسپے رعونت	بے رعونت
درقرادال	دردنیا قرادال
غیرت بخش	عبرت بخش
۲۷۱	۲۷۱
لباس فاخرہ می پوشانند	لباس فاخرۂ ہستی می پ...
دادار جہان	دادار جہاں آفریں
زندۂ نشر اودش	زندۂ نشر ازدوش
خدایا آن	خدایا بان
اندیشہ	اندیشۂ
۲۷۲	۲۷۲
ایادرین	اما درین
حلقہ خامی	حلقہ خانے
قفل دولتخانہ	چوں قفل دولت خانہ
سرایاں	سخن سرایاں

غلط	صحیح	غلط	صحیح
اور اگر بوجہ تعظیم کشودند کا		محل	ومحل
فاعل شہزادہ سلیم کو قرار		سفیر ضمیر	بہتر ہے کہ سفینۂ ضمیر ہو
دیں۔ تو پھر "دریچہ" سے		۲۵۹	۲۵۹
پہلے کاف کے اضافہ۔		آبادی	بابادی
اور مراتب سے پہلے حذف		تابد	با بد
واو کی ضرورت نہیں رہتی۔		۲۶۰	۲۶۰
۲۵۸	۲۵۸	ظہور یافت	ظہور می یابد
تہنیت گردند حسب تجویز		معرفت را	معرفت خط را
محشی تہنیت کردند		رہبری میکنند	رہبری میکند فاعل خط
بکاف عربی یعنی مبارکباد		۲۶۱	۲۶۱
دی۔ گردند بکاف فارسی		کہ صلیب ذ	صلیب کہ
مان کر فاعل قضا و قدر		تمیز	با تمایز
ہونگے یعنی قضا و قدر برائے		۲۶۲	۲۶۲
دفع دوئی دولت مبشران تہنیت		می بندند	می بندد
غیبی شوند۔ یا تہنیت		ہودج	ہودج نشین
گو گردند یعنی مبشران غیبی		سوداولیت	سوادلیست
تہنیت گو ہوں آگے کا جملہ		بزرگان	میان بزرگان
بیان تہنیت و بشارت		۲۶۴	۲۶۴
میں ہے۔		اس صفحہ میں کوئی غلطی	
شناسند	شناند	نہیں۔	
آوردند	آورند	۲۶۵	۲۶۵
عافیت سے	عاقبت بہتر ہے	میر معز کاشی	ومیر معز کاشی
رسانیدند	رسانند	اندیشید	اندیشد
میفرماید	فرماید	حکمت آموز	با حکمت آموز

غلط	صحیح
حال ازدید	حال کہ ازدید
نگزیدہ خواہش	نگزیدہ بازخواہش
ہمت آویزہ	ہمت او آویزہ
۲۵۲	۲۵۲
نگارین ساق	نگارین ساختن
فرہنگ آرائے	یا فرہنگ دارائے
مغلطہ گوئیم	مغلقہ گوئیم
لوائینان	لوئینان
۲۵۳	۲۵۳
سیاہی بہ چشم	سیاہی شیم یا سیاہی زشیم
چنانچہ	چنانکہ
بجوشم	نجوشم
مرد بیشتر	مرد بیشرو
۲۵۴	۲۵۴
ازغم	یا درغم
دلاویزاں	دل آویز آن
حالتے	یا جائے
بوستان سرائے	یا بوستان پیرائے
سبستان حقیقت	یا آن شبستان حقیقت
۲۵۵	۲۵۵
گاردتمیر	یا گاز تمیز

غلط	صحیح
آور	آورد
پیرایہ	دپیرایہ
جاوید ناکامی	جاوید نامی
۲۵۶	۲۵۶
درنوشت	رہ نوشت
نوردۂ	نوردہ
پیر.	یا پیرہ
ظاہر	و ظاہر
۲۵۷	۲۵۷
نور بزم افروز دانش و داد - یا - نور افروز بزم دانش و داد دیدۂ حق بین آں نونہال اقبال راسرمۂ بینائی کشیدہ اند یا دیدۂ حق بین آ ن نونہال اقبال بسرمۂ بینائی کشیدہ اند	یا بدیدۂ اقبال آن نونہال اقبال سرمۂ بینائی کشیدہ اند۔
دریچہ	کہ دریچہ
مظاہر	در مظاہر
د مراتب	مراتب۔ کیونکہ یہی جملہ خبر ہے۔
کشودند تصحیح بالا کی وجہ سے کشودند کے فاعل قضا و قدر ہونگے	

غلط	صحیح	غلط	صحیح
۲۴۳	۲۴۳	از مشرب عذب تحقیق بوئے بشام جان نیک فرجام او رسیدہ۔ لفظ مشرب کے ساتھ مجھے لفظ "بو" اچھا نہ معلوم ہوا۔ لہذا اس جملہ کی یوں ترمیم کی	از مشرب عذب تحقیق آبے بمعدہ جان خرد فرجام او رسیدہ؟
داماندہ	داماندہ سجادہ یا تھا بنا دیا تھا۔		
سیکونتم	میگوئیتم		
نقش	نفس از		
سرخ رو	سرخرو		
عالم	عام		
ناخوشی ذرات جہاں	ناخوشی بقدر ذرات جہاں یا۔ ناخوشی قاذ ذرات جہاں۔	بیک خوئے	بیک نحوے
		از حالات	از مناسب حالات
۲۴۴	۲۴۴	۲۴۸	۲۴۸
فتحگاہ	فسحت گاہ	ایام بمعنی زمانہ۔ مضاف الیہ ابو الغر بمعنی بڑا دھوکا باز	یا امام بمعنی پیشوا مضاف لیطرف مجنون
پا بگلیم عمل	پا بگوئے عمل		
۲۴۵	۲۴۵		
دریافتگی	لباس دریافتگی		
تحسین پذیرد	تحسین پذیر	۲۴۹	۲۴۹
نہ بقصد	نہ بعمد۔ تاکہ اختلال قافیہ رفع ہو جائے۔	داشتہ	برداشتہ یا بازداشتہ
		غنیمت	غنیمت یا حمیت
		وبے	وبہ بے
۲۴۶	۲۴۶	۲۵۰	۲۵۰
خمار افزا	خمار شکن۔ الفاظ متن مخل معنے ہیں۔	نطفہا	لفظہا
طبیعت	معالج طبیعت یا طبیب طبیعت	سر بر زدند	سر بر زنند
		۲۵۱	۲۵۱
۲۴۷	۲۴۷	از دریا بار	دُر از دریا بار

چونکہ ابتدائی سولہ صفحات کی فرہنگ ترجمہ کے ساتھ لکھتا گیا ہوں۔ اور اس میں تصحیح بھی شامل ہے۔ اس لئے یہاں صفحہ نمبر ۲۳۴ سے تصحیح شروع کرتا ہوں۔

غلط	صحیح	غلط	صحیح
ممدوح بادشاہ نمی بودے	بہتر ہے کہ مداح بادشاہ	حالت	حالتے
مقبول بادشاہ نہ ہوتا۔	بودے پڑھا جائے	تکوّن	تکوُّن
کنج خانہ نشان	کنج خانہ نشان	تکونات	تکوّنات
۲۳۴	۲۳۴	۲۴۰	۲۴۰
مبشر بشارت دہندہ۔	مشیر بمعنی مشورہ دہندہ	افتد اسے	افتد۔ اسے
لفظ	اس سے اچھا ہے۔	دارد	آرد
شیشہ حانی	شیشہ جانی بالاضافت	مسکین را مکن	مسکین حکن را مکن
۲۳۵	۲۳۵	تکون	تکوّن
میدانند یا میدارد	ہست یا ہست	سپرے	سپری بمعنی ختم۔
۲۳۶	۲۳۶	۲۴۱	۲۴۱
میدہد۔ بجہت	میدہد۔ و بجہت	معنی یا انی	
۲۳۷	۲۳۷	داقع	واقعہ
محروم بودن	محروم نمودن	پایۂ عیش	عیش پایہ مثل خواب افسانہ
۲۳۸	۲۳۸	تقلید گذار یا تقلید گداز	
سرا پا جہان	سراپائے جہان	تیرہ روزگاری	تیرہ روزگار ناکامی
نگاہ میگرد	نگاہ میکرد	۲۴۲	۲۴۲
ہمت و طبیعت ما میرنجاند	دنائت ہمت و طبیعت	آسمان بر زمینیاں خون	آسمان بر زمینیاں از شفق
	مرا میرنجاند۔ انجار	میگرید	خون میگرید
پاسبانی	پاستانی	از پاستانی تا حال نظم و نثر	
۲۳۹	۲۳۹	انتخاب نمودہ۔ یا از پاستانی	
گرد اسیدہ اید	گرد اسیدہ آید	تا ہائے نظم و نثر انتخاب نمودہ	

تصحیح اغلاط

میرے پاس انشار ابو الفضل ہر سہ دفتر مطبوعہ مطبع نولکشور لکھنو ہے۔ جو آٹھویں مرتبہ ارچ ۱۹۱۱ء میں چھپی ہے۔ نسخہ مطبوعہ شیخ مبارک علی صاحب جو لاہور میں اب وہی ملتا ہے۔ پہلے میرے پاس تھا۔ ابتدائی سولہ صفحات کی فرہنگ اور ترجمہ ہیں۔ اسی کے صفحات مرقوم ہیں۔ اُس کے بعد ایک دوسرے کام میں مشغول ہو گیا اور ابو الفضل کو میرے ایک شاگرد غلام ناصر خاں رامپوری ایم۔ اے کی تیاری کے لئے عاریت لے گئے۔ جس کو انہوں نے اب تک واپس نہ کیا۔ اُس کام سے فارغ ہونے کے بعد پھر جب ابو الفضل کی طرف متوجہ ہوا تو صرف نسخہ نولکشوری ہے۔ ترجمہ میں کسی جگہ سے دونوں نسخوں کے صفحات لکھنے کا خیال پیدا ہوا۔ مگر لاہوری نسخہ پاس نہ ہونے کی وجہ سے یہ صورت اختیار کی کہ جب نولکشوری نسخہ کا صفحہ بدلتا ہے۔ تو ایک عدد کا اضافہ کر کے لاہوری نسخہ کا صفحہ قرار دے لیتا ہوں۔ اس لئے ترجمہ میں صفحات کی مطابقت لاہوری نسخہ سے نہ ملی ہو گی۔

چونکہ اب میرے پاس صرف نولکشوری نسخہ ہے اس لئے صفحات اسی نسخہ کے لکھوں گا۔ جو غلطیاں زیادہ یا مختلف لاہوری نسخہ میں ہو نگی۔ ان کی صحت میری اس تصحیح میں نہ ملے گی۔ ان کی صحت نولکشوری نسخہ سے ہو سکتی ہے۔ کیونکہ میں نے اپنے خیال کے موافق نسخہ نولکشوری کی مکمل تصحیح کی ہے سوائے چند اضافات و عواطف کے۔

مطبع نولکشور میں تین کتابیں ابو الفضل و اخلاق جلالی و مثنوی مولانا روم بلحاظ صحت بہت اچھی چھپیں۔ اور تینوں کے کاتب منشی کار کا پرشاد موحد لکھنوی ہیں۔ موحد کو فارسی سے دلچسپی تھی۔ اس لئے جو کتاب لکھتے تھے سمجھ کے لکھتے تھے۔ مگر ان تینوں کتابوں کے اول مرتبہ کے نسخ اچھے ہیں۔ ہر دفعہ کے چھپنے میں دوسرے کاتب غلطیاں کرتے گئے۔ اس لئے جتنے مراتب طباعت بڑھتے گئے۔ غلطیوں کا اضافہ ہوتا گیا۔ میرے پاس جو نسخہ ہے۔ وہ گیارھویں مرتبہ کا چھپا ہے۔ اس میں چار پانسو کے درمیان غلطیاں ہوں گی۔ اور وہ بھی صرف دفتر سوم میں۔

کیونکہ درباریوں میں سے ان سے کوئی خوش نہیں معلوم ہوتا۔
جوبیاری نشو دنما
اعتبارات۔ امور غیر حقیقی۔ حالانکہ اعتباریات میں مبتلا ہونا اسی دفتر سوم کے اکثر مقامات سے مترشح ہے۔
حیوانان۔ نادانان ۳۴۸
زربخشندگان اسخیا
وزنگاہ تولنے کی جگہ۔
خرم گیا گیاہ سرسبز وشاداب۔ ایک بوٹی کا بھی نام ہے۔ جس کا عربی نام مرسیجہ ہے۔ (مخزن الادویہ)
زمین پرورده پرہل زمین۔
زرین سنہرا۔ یعنی اعلیٰ۔ یا وزیں گراں بھاری
دیدبانی۔ نگہبانی
کند آوری۔ شجاعت۔

ابو الوحدة بڑا موحد
ابو الہمۃ اشجع۔
ہستی دشمن۔ خواہان فنا
ابو الفطرة بڑا عقلمند
این دودمان عالی سے مراد عقل پرستاری دنیا۔ بندۂ دنیا ہونا
این گرداب مراد دنیا
فرو رفتہ مستغرق۔
الحاد ازدین حق برگشتن۔
نکوہش تقبیح۔
سرزنش ملامت وتوبیخ۔
نفرین۔ نکوہندگان۔
آفرین۔ مدحت سرایاں
خیرسگالی بھلائی چاہنا۔
شوریده مغز دیوانہ۔ فاترالعقل
بہرہ غیر خالص۔ کھوٹا۔

ناظرین سے اُمید ہے۔ کہ صرف میرے زلات وتسامحات وسہو الخیال پر نظر کے میری باقی محنت پر پانی نہ پھیریں گے۔ غلطیوں سے خالی تو کوئی مصنف نہیں ہوتا۔ صرف کمی وزیادتی کا فرق ہوا کرتا ہے۔ ۸ راپریل ۱۹۳۰ء
شاداں بلگرامی

شمشیر آزمائی شجاعت

اورمزد ہر مہینے کی پہلی

زبان بفرمان خرد جو بات منہ سے نکلتی ہے وہ قرین عقل ہوتی ہے گذرانید خواند

تذکرہ یادگار

روز رشن ہر مہینے کی اٹھارہویں

سعادت دریا اندوار در بڑا سعید ہے۔

قبار بضم ترکی میں کنیز کو کہتے ہیں۔

آزرم مراد حیا و عفت

عیار تکمیل مراد تاریخ دینا لیا

ہندی و ایرانی و کشمیری تین بیویاں کیں

مشرب یونانی - مسلک حکیمانہ

کوکہ دودھ پلائی کا بچہ

تیرہ شب اندھیری رات

انیران ہر مہینے کی تیسویں تاریخ

فرزند نیک اختر سے مراد عبدالرحمان کا بیٹا اور ابوالفضل کا پوتا۔

مقدمات بیانی و عیانی مراد دلائل علمی و کشفی شبہ گسل رفع شکوک

پیکر عنصری جسم

سوائے بار ان بہت سی باتیں ابوالفضل نے اس کتاب میں ایسی لکھی ہیں جو ان کی بلند خیالی اور فرزانگی سے مجھے بعید معلوم ہوتی ہیں۔ یہ بھی لکھتے ہیں کہ کسی دلیل ذوقی و شہودی و کشفی و اکتسابی و فکری سے شبہات معرفت نفس ناطقہ رفع نہ ہوئے۔ مگر اس تعریف سے کہ "نفس ناطقہ ایک لطیفہ ربانی غیر بدن ہے جس کو جسم عنصری کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے"، تشفی ہو گئی۔ اول تو یہ بات ہی نئی کب ہے۔ اوروں نے بھی یہی تعریف کی ہے پھر اس تعریف سے انکشاف حقیقت کب ہوتا ہے اور ایک عقلمند آزاد خیال جویائے حقیقت کیلئے اطمینان بخش کہاں ہے اگر اسکی تعریف نتیجہ ترکیب جسمانی سے کیجائے تو توقع بایں ہوگی۔ اور شاید زیادہ بیجا نہ ہو۔

شاداں بلگرامی

پارسا گوہری نیک فطرتی۔

شکوہ بزرگان صورت شان و شوکت امرائے ذی جاہ یہ بیان اگر سچ مان لیا جائے تو کہہ سکتے ہیں کہ ابوالفضل سیاست دان نہ تھے سلطنت دنیوی کے کام زیادہ تر مکاری سے انجام پاتے ہیں۔ اسی مکاری کا دوسرا نام پالیٹکس ہے۔ سلطنت آشنا ہو کر تو انہیں خیال ذلیل نہ ہونا چاہئے تھا کہ گوشہ نشین ہوتے۔ یہ بیان ہی ان کا غلط ہے۔ چنانچہ مخدوم الملک وغیرہ کے پیام پر ابوالفضل نے جو یہ جواب دیا تھا کہ ہم بادشاہ کے نوکر ہیں بھنگیوں کے نوکر نہیں یہ جواب خود ان کی صداقت شعاری پر دال نہیں۔ اور اسی واقعہ پر کیا منحصر بہت سی باتیں ان کی۔ ان کی عدم صداقت پر دال ہیں۔

آب گرد آزرم۔ یہ بیان بھی صحیح نہیں۔

ان گناہ و نافرمانی

۳۴۱

د رحم کرد

کاری ضرر رسانی۔

کاری بدافعالی

ثرت گزیدند اے ترک کردند

رزگوئی یعنی مبارک سمجھانے لگے۔ کہ ان

الفین کو ان کے اعمال کی سزا دینا چاہئے۔

لی نعمت مراد مبارک

طولہا طول قیام

پیر حقیقت مبارک

سراسیمگی۔ پریشانی

کثرت آرائے وحدت گزیں سے مراد

ابوالفضل ادارہ نویسی دفترنویسی

پیرایہ اصلاح دل حوصلہ

گمان پردہ راز یعنی ابوالفضل جس کی نسبت

یہ خیال ہے کہ وہ راز آفرینش کا جاننے

والا ہے۔

نفس گیرائی تعلیم موثر

بس خون دل فروخورد بہت ضبط غم کیا

۳۴۲

مشتری قاضی فلک برجیس عطارد منشی

فلک تیر آب دادن سینچنا۔ رونق دینا

پیوند نفس قدسی با بدن عنصری مراد

از انعقاد نطفہ

غیر متعارف غیر معمولی

علوم مکتسبی۔ وہ علوم جو بذریعہ کسب حاصل ہوتے

ہیں یعنی درسیات مقابل علوم وہبی

دل مردہ بود دل گھٹا تھا

حجاب شرم و حیا الکنی لکنت

تنومندی سخن گذاری قوت تقریر

مظاہر کوئی مراد شخصے

علاقہ خاطر مراد عشق

کم بینی و کوتاہی شناخت قلت تمیز و عدم

امتیاز باز ماند اس لڑکے پر دل لگا رہا۔ یا

ہیں پڑھنے سے رک رہا۔

سرتاب سرکش رمیدہ نفور

بدانجا فرد آوردند جس مدرسہ میں وہ لڑکا

پڑھتا تھا میں بھی اس کی ہمنشینی اور ہمزبانی

کے خیال سے اس مدرسہ میں داخل ہوا۔

مرا ربودند و دیگرے آوردند ایسی حالت

بدلی کہ میں میں نہ رہا بلکہ کچھ اور ہی ہو گیا۔

۳۴۳

انفاس گرامی مراد تعلیم مبارک

نقاوہ خلاصہ

واگویہ و افادہ درس و تدریس

غذا اندر دمی آمد غذا علاج گرسنگی نہ ہو …

تھی۔ یا۔ غذا داخل شکم نہ ہوتی تھی۔ پہلی صورت

میں وارد معنی دوا۔ دوسری صورت …

وارد معنی داخل ہو گا۔

سخت روز ترشرو خشمگیں
آفِ سفالو۔ داروغہ
نیازمندی عجز و انکسار۔
دورِ سپہر آخر شد کیا قیامت آگئی ہے۔
آن بردبار مراد ہمایوں شاہ
آزرم دوست زمی خواہ
نکوئیٔ۔ خیر خواہی
شولیدگی۔ جنون
نام سے نام مبارک مراد ہے۔
کجگرائیٔ بدخلقی دلشکری دلشکنی

۳۳۸

ایلغر (الغ) دھاوا بیگاہ نادقت
نورستان آفتاب دن دھاڑا
تاریکستان بدگہران بدذاتوں کے ظلم کا اندھیرا۔
باراندازِ فرودگاہ۔ محط
بخشائش رحم
نورگاہ سحری نور کا تڑکا۔ بھورا رے
ناشناسا معاملہ شناس داروغہ کوتوال
دانائیٔ پڑھا لکھا ہونا
نواصی جمع ناصیہ۔ پیشانی

۳۳۹

ناشناسا اجنبی کشت وکار کھیتی باڑی
نژند غمناک و افسردہ
نااہلی نا قابلیت

شبگیر پچھلی رات سے سفر کرنا
کم نینی پست ہمتی۔ کم ظرفی۔ یہ سب صفات آگرہ ہیں۔ پیر نورانی مبارک
پیر زالیٔ بڑھاپا
عرضہ داشتن پیش کرنا

۳۴۰

آذین بستن زینت کرنا
مطاف جائے طواف
مستفیدان شاگردان
این خواہش طواف دہلی
نسبت طینی نبوت نسبت خاکی پسری
پیوندِ معنوی تعلق باطنی معرفت
ہنگامہ کثرت و ہجوم
اُوش نام قریہ
عذر خواہی ملاقات بازدید
اغانی سرود ابریشم تار ساز
روائیٔ جواز۔ اجراء
این کار وجد و سماع یا صوفیت
سبکسری بوقاری و بے تمکینی خفت
تلوین رنگارنگی۔ تلون
این غنودگان شبستان آگہی مراد فقرائے مرحومین
بدین کردار مراد وجد و سماع
گل زمین قطعہ زمین مراد دہلی
دامن آلائے دامن آلودہ

ت پروانہ وقبالہ
ن مصر نکال مراد آگرہ
طاع جاگیر بدان مردم مخالفین
بند گرفتار   اتاق گھر
طریق مختلف مختلف راستوں سے
مختلف طریقوں سے
آن بادہ مراد تخویف وتہدید

۳۳۶

رہنمون دلیل   گرانی بارخاطری
این قباحت مراد بدسلوکی۔
صلاح گونہ نہ کسی قسم کی صلاح یابات
چیت کرے۔
زر بندہ غلام۔ نوکر
مجلس۔ جائے فرحت اسپاں
نادیدہ ناآشنا
سخت پیشانی کج خلق
روئے کار صورت حال
درازنائے راہ طویل
حراست نگہبانی
خشت خانہ ہمراہی ودمسازی ہمگنان الخ
کسی کی رفاقت وموافقت کا خیال ترک کرکے
پژوہندگان جویا۔ تلاش کرنے والے
گذارہ وارند موجود ہیں
ستوہ آمدن اکتا جانا۔
شرحہ شرحہ پارہ پارہ۔

سیاہی گردن ظاہر ہونا
جاگرم نکردہ اچھی طرح بیٹھنے بھی نہ پائے تھے
رہ گرا گشتن چل دینا
دوادو دوڑ بھاگ۔
قالب تہی کردن جان نکل جائے۔
دل را باز آوردن تسلی دینا
دگرگوں متغیر
ازاں نکوہیدہ حالی بیرون نشد۔ اُنکی
وہ پریشانی اب بھی دور نہ ہوئی۔
لابہ گر خوشامدی

۳۳۷

پیوستہ بدلدہی قرین دلآسا۔ دلدہی کا
خیال لئے ہوئے آیا۔
بیچارہ شکوہ۔ طعنہ
دامن از کسے برگرفتن اس سے اعراض کرنا
دشمن کامی دشمن کے مقاصد کا پورا ہونا۔
گوشہ مراخوش نکمند میرے یہاں نہ ٹھیرو گے
یا میر اگر پسند نہ کروگے تو جائے خطرہ ہے۔
اُغرق بنگاہ ورسد خانہ یعنی گھر کی طرف
سے تو اطمینان ہوگیا۔ مراد یہ کہ جگہ ٹھیرنے
کو مل گئی۔ اس صورت میں رابدل اضافت
ہوگا۔ یا خطوط بھیج کر اہل خانہ کو مطمئن کردیا
گرم گردانیدن مستعد وآمادہ کرنا جوش دلانا
آن تمام مہر اشارہ بطرف فیضی۔ دور اندیش صفت
آن۔ دلفظ مہر مناسب صحیح۔

ہاروت منشی افسون گری۔ مکاری

سخن در راہ گفتن چلنے کی باتیں کرنا۔ شاید در راہ کی جگہ از راہ ہو۔

در بادیہ آزمون راہ نہ پیمودہ بودم تجربہ میں نے نہیں کیا تھا۔ اگر لفظ راہ کا اضافہ نہ کیا جائے۔ تو در کو کاٹ دیا جائے۔

ہمپائی۔ ساتھ دینا

گلزار ہا پئے لزج چپکدار کیچڑ

عروۂ وثقیٰ مضبوط دستہ اور کنڈا

غریب و لنگرانی عجیب پریشانی

رستاخیز قیامت بدگوہر بدذات۔ شریر

گرم خونی جوش محبت تفسیدہ گرم

۳۳۳

استصواب صلاح غرا روشن

چاؤش ہلکارہ برآغالیدہ برانگیختہ

حقیقت کار مراد گر خجستن مبارک

گرد گرفتن محاصرہ کرنا عتبہ آستانہ

آنرا پنہاں شدن را

آزرم ننگ و عار و شرم

شناسائی پذیرفت۔ تاڑ گیا۔

آویزش جھگڑا آن خرد ابوالخیر

قرق ضبط کردن

مردم از گرد خانہ برخاستند پہرا اٹھ گیا

نقیض ضد

از ہم گذرانیدن مار ڈالنا۔

داد فریاد وا ویلا زبان مقدس زبان ہمایوں

مخیل توہمی۔ خیالی۔ باتوں کی۔

از دست رفتہ ہتے سے اُکھڑ گیا۔

بے آزرمی بے حری

زبردست داہیہ مغلوب وہم

۳۳۴

گرفتہ می سپارد پکڑ کے حوالہ کر دے گا۔ پکڑا دے گا۔

در بار خود۔ اپنے معاملہ میں۔ اپنی نسبت

درین کار گرفت و گیر

کالیوہ ساختن بوکھلا دینا

مردم مراد نوکر چاکر

برآوردن دور کر دینا

دژم غمگین

مستشار جس سے مشورہ لیں

داستان حال من میری موجودہ بات پر

مومن امن۔ غیر خائن۔

دیو لاخ ظلمت اندھیری رات یا ظلمت غم

دوا دو تگاپو

پاسخ آراستند میں نے جواب دیا۔

ناپائے برجا غیر مستقل

برباد بہار مراد ناپائدار

۳۳۵

زینہار پناہ شناسائی اطلاع

حرف درمیان آوردن پیغام و سلام کرنا۔

مخترعات بتان سرفراز مردم سرفراز
ازمیان برداشتند درمیان سے الگ
کردیا ہے۔ بیچ سے ہٹادیا ہے۔ نکلوا دیا
ہے۔ قتل کرادیا ہے۔
درست بجائی برجائے خود ست حق گوئی
کو تو اپنی جگہ پر چھوڑو آخر تحقیقات کا تو دروازہ
بند نہیں ہے۔
تباہ کاری تیار ندیاخت اپنی تباہ کاری
کو پیش نہیں لے جاسکتے۔ کامیاب نہیں ہوسکتے
خاک نشینچی دنیا۔ یا۔ چارہ پیسچی تدبیر و علاج
بودنارسے فاعل فیضی سوز سرور
دست حربہ کشاد حربہ والا ہاتھ اٹھایا۔
یا۔ دست بحربہ کشاد ہتھیار کی طرف
ہاتھ بڑھایا۔ یعنی اپنے تئیں ہلاک کرنے پر
تیغہ آمادہ ہوئے۔
قصد کردن۔ ہلاک کردن۔ لفظ قصد بغیر
مضاف الیہ فارسی میں ہلاکت آتا ہے۔

۳۴۴

ناخن زدن اعتراض کرنا
دست افشاندن انکار کرنا۔
ناآشنا سے تنبیح وچہ دکنا بیاز طفل وکودک
نزبانکار عنصری بازار ترکیب بچہ۔
ناداں
آسودہ روزگار مطمئن۔ کیونکہ مصائب
زمانہ سے مبارک متزلزل نہ تھا۔ یا یہ لفظ
طعناً استعمال ہوا ہے۔ لہذا مراد پریشان حال
ہوگی۔ یا بجائے اس کے آزردہ روزگار
پڑھا جائے۔ یا۔ آں آسودہ روزگار
بنا کے اس سے مراد وہ شخص لیا جائے جس
کے یہاں گئے تھے۔
در رسیدہ شد مبارک وغیرہ وہاں پہنچے
دل از جائے رفتن اس کا دل ٹھکانے
نہ رہا۔ گھبرا گیا۔
از برآمدن پشیمان شدہ اپنے گھر سے
نکلنے پر پچھتایا۔ محشی کا خیال ہے۔ کہ ہم لوگ
گھر سے نکلنے پر پشیمان ہوئے۔ اور ہم حیران
ہوئے یعنی مبارک وغیرہ۔ دیگر اختلافات کا
ذکر میں نے عمداً چھوڑا ہے۔ اور اس کا بھی
ذکر بیکار کیا۔
برروئے دریا ماند اس کے معنی بھی محشی۔ ہم
حیران رہ گئے۔ لکھتے ہیں۔ اور میرا خیال ہے
کہ وہ ہکا بکا ہو کے رہ گیا۔ مراد ہو۔ تو
مناسب ہے۔
درآویختن یہاں صرف باتیں کرنا معنی ہیں۔
ہر آنا شیہ سخن گذاشید جب آگرہ میں کوئی
بیش آئے تو مجھے وکیل بنایا جائے۔
طیلسان زباناں برداشتہ آید ممکن ہے
میں قالفین کا راز فاش کرسکوں۔
گرو بار پسند کیا میل کردہ۔
سر باز زدن انکار کرنا۔

گلا او سیری شد یعنی طلائی قتل کر دیا گیا
شناسائی علم پذیرائی اعتقاد
مختصر پیشہ ور ادانی فرومایگان کمینے
پاجی فرومایہ مرکب از پاد جی کلمہ نسبت جیسے
میاں جی باد افراہ بدلہ بدی

۳۲۹

کیفر سزائے نیکی و بدی ہردو خیرہ رو بیحیا
افروزینہ جس چیز سے آگ روشن کرتے ہیں۔
جیسے عار و خس ستر کنہ۔ راز حقیقت
پس از درازی سخن المختصر
تشویر شرم
زنبور خانہ بھڑوں کا چھتہ مرآۃ آئینہ
ہیچ اندیشہہائے تباہ غیر واقعی خیالات
کیں توزی کینہ اندوزی
دستان مکر و فریب

۳۳۰

گفتارہائے گریہ آلود یعنی رو رو کر باتیں کہنا
از راہ بردن۔ بہکانا
قابو یافتن موقع پانا۔
بدگوہری بد طینتی۔
دوست الہی خدا پرست
سر آمد حرف سر امراد مخدوم الملک یا عبد النبی
متاع لمحہ جا۔ دنیا
بے صرفہ گوئی بکواس۔
گسستہ امید مخالفان کید مکر۔ چال۔

مستی آگہی غرور علم۔
سالوس مکار چرب زبان
حق گزاری ادائے فرض
دین آرائی اعانت دین شبخون چھاپہ
بہ پیغولہ جائے نیستی فرستاد بدبختوں
کو ہلاک کرا دیا مروا دیا نیکو ظاہر دیکھنے کے اچھے
دلو کیشان دانش علمائے بد فطرت
عزیزان مشروط بدوشیزگی۔
دوشیزگی۔ کنوارا پن
فروشند ظاہر کنند
غرزن بفتح فاحشہ۔ بدکار۔ قحبہ
گرم در زیان۔ آمادہ نقصان رسانی
دورو منافق سیہ چال تاریک غار
افسون و نیرنگ مکر و فریب
روباہ بازی مکاری
دانشگاہ مدرسہ
خریدہ بود سمجھا گیا تھا۔ مان لیا گیا تھا۔
ناراست یکروئی موافقت کاذبہ

۳۳۱

روسے دژم منہ لٹکائے
طلسمات نیرنگ جادو بھری باتیں
از جا بردن بہکا دینا بیقرار کر دینا
ارباب عمائم پگڑی والے۔ مراد مولوی
شہود گواہ
تشخیص تعیین۔

ن اژدہا وش راہ اِضافت
صفت زبان ہے۔
ے۔ مبلغے

۳۲۶

حاجت وضرورت
بہ۔ بدمعاش
باگیر وبدمعاش
ون انکار کرنا۔
ت برآری عمل صداقت یا راستگذاری
نگوئی۔
ندگان آگہی طلاب علوم
گوئی حق گوئی۔
ظاہر پرست دنیا دار
ہنگامہ آرائی جھگڑا فساد
معرکہ گیری جنگ وجدل
دوکانداری شہرت۔ کمانا کھانا
زہدگان نفرت کنندگان پرخاشجو جنگ جو
دانشہائے حقیقی معلومات تحقیقی یا معرفت
جنّت آشیانی ہمایوں میزاب پرنالہ
کاردیدہ تجربہ کار
ہمیو بقال
حق سگال خدا اندیش
عین الکمال چشم زخم
تفرقہ انتشار۔ گریز بھگدڑ

۳۲۷

سیرباری علاوہ
ترنگناے الخ اہل دنیا اُسے سن کر سچ نہ
سمجھیں گے۔
معاضد مددگار۔ دوسرے لوگوں کی واقفیت
میرے اس قول کی تصدیق کرتی ہے۔
برافگند برباد کرد فروشدند مردند
ذکور و اناث مرد و عورت
مانده باشند رہتے تھے۔
دیگہائے سفالین مٹی کی ہنڈیا۔
اسفار حقیقت بڑی بڑی کتابیں معرفت کی
رخا رزمی ضد شدت مراد خوشحالی
راست دیدہائے بلند مراد حق بینی ہائے بزرگ
آں نورانی سرشت مراد مبارک
ناتواں بینی پست خیالی
دانشیان عقلا
راہ رسم راہ ظاہرداری سرگرم مستعد
بہخواست قناعت
برآغالیدن ابھارنا
دست آویز وسیلہ
تباہ پیچی۔ بدخیالی۔

۳۲۸

انزوا گوشہ نشینی تجرد آزادی
زہر گیا ہرگیاہ قاتل
سجلہا پروانے اور فتوے
مرزبان محافظ زمین۔ مراد ازاں سلیم

کسی طریقہ خاص فقر کا پابند نہ ہونا
کلال کوزہ گر نقاوہ برگزیدہ دخلاصہ
حادثۂ لاابد موت شزت ضعف و انکسار
خلل۔ کھنڈت۔ ٹھہنہ۔ ناغہ۔ طفرہ
بخش حصہ۔ بہرہ
نحاریر جمع نحریر عالم و دانا
اقتضاء لزدم اقتفاء پیروی کردن
نیاکاں اجداد

۳۲۴

نظر حکمت ناآلہ معرفت
اصحاب عیانی و بیانی علمائے ظاہر و باطن
گازرون شیراز سے قریب ایک شہر شہر کے
کے نام اور فقرا کے حالات سے بحث
نہیں کی گئی۔
تجرید محقق طوسی کی شفا و اشارات
بوعلی سینا کی مجسطی بطلیموس کی مصنفہ کتابیں
ہیں۔ کتابوں سے بھی تعرض نہیں کرتا ہوں۔
زہاب بفتح چشمہ
بستان شناسائی حکمت و علم
بقال معنی دمعنی سبزی فروش
بمغز رسیدن کنہ اور حقیقت کو پہنچنا۔
تنتوی ساکن ٹھٹھ
شیوا زبانی فصیح بیانی
بزرگ منشی خوبی نفسانی
کبرویہ منسوب بہ نجم الدین کبری

شطاریہ منسوب بہ عبداللہ شطار
طیفوریہ فرقۂ فقرا منسوب بہ بایزید بسطامی
چشتیہ منسوب بخواجہ معین الدین چشتی
سہروردیہ منسوب بہ شہاب الدین سہروردی
ربودہ مجذوب
مستہلک مراد مستغرق شہود دیدار خدا

۳۲۵

کام برکشادن مطلب حاصل ہونا
طیلسان مراد پردہ
حرسہا العد محفوظ رکھے اللہ آگرہ کو ہر اس
چیز سے جو کراہت رکھتی ہے۔
نزول ورود صعودی ترقی والا
ایہام تناسب ہے قوسین نزولی وصعودی کی
طرف۔ قبور بضم جمع قبر۔ مجازاً اہل قبور۔
بالفتح پر وزن صبور بمعنی زمین پست و نرم
جون دریائے جمنا تاہل شادی کرلینا
مرزباں محلہ میر محلہ
مقدم آمدن۔ مصدر میمی
گرم خوئی جوش محبت
کشادہ پیشانی خندہ روئی۔
آن لباس۔ ثروت
مباحثہ بردنی۔ تدریس و تعلیم
دوجا۔ آگرہ و حجاز
گفتگوئے باستانی۔ کتب سابقین
روپوش حال حالت فقیری پر علم کا پردہ

پا بید ارشدن وجود میں آنا۔ پیدا ہونا۔

۳۲۰

آئین مقدس قوانین اکبر۔ مراد آئین اکبری
جلد پنجم و چہارم اکبر نامہ المو ذرج نموتہ
واگر سپند ترشتہ ہے اور رقز و جزاہے۔
تہید ستی مراد تہیدستی ہنر ذاتی
یاد بیۂ دلبو لاخ کنایہ از دنیا
آبائے درمیانی میان آدم و شخص منظہر
نسب۔ احتمال دیگر عدم تساوی نسب
دریں معاملہ در معاملہ نسب
دوری راہ عدم ادراک
گوہر گرامی ہنر ذاتی
از پا انداز ندھو کے ہیں ڈال دیتے ہیں۔
فاعل داستانگزاراں۔
حقیقت پژوہی تساوی نسب
پسر نوح نامش کنعان
اصلی۔ مراد آذر حسب مراد ہنر ذاتی
آں گروہ۔ جو لوگ نسب کو ہنر ذاتی پر ترجیح
دیتے ہیں۔ نابالیست غیر ضروری
نہ گی ہیئت دلباس
رمید گی نفرت سیوستان سندھ

۳۲۲

نیا بر جمع نبیرہ۔ پوتے الوس قوم و قبیلہ
آسودہ مقتدا۔ پیشوا ارشاد ہدایت
راہ آورد سوغات مراد کمالات

ہنگامہ رسدگاہ مراد ناگور
روزگار خوردہ کہنہ
رہگرا سئے عزیمت مراد شیخ خضر
تہصد و پانزدہم مگر جناب آزاد اعلی اللہ
مقامہ مبارک کی پیدائش سن نو سو گیارہ ہیں
بتاتے ہیں۔ اور فیضی کا نو سو چون ہیں پیدا
ہونا ابوالفضل اور آزاد دونوں لکھتے ہیں۔
مگر آزاد یہی لکھتے ہیں۔ کہ وقت پیدائش فیضی
مبارک کی عمر تینتالیس سال کی تھی۔
علم علم الٰہی
عین وجود خارجی ظہور
طیلسان عبا۔ وچادر معرب تالسان
بیغروسے دھم کیمیا ابنائیدخدا یا دم موثر۔
اس لفظ کو چند جگہ ابوالفضل نے صرف کیا ہے
لغات ہیں معانی مناسب محل تو درکنار لفظ
ہی نہ ملا۔ صرف قیاس سے لکھا جو کچھ لکھا۔
پایۂ والائے شناخت خداشناسی۔ معرفت
نفرت۔ گریز و تفرقہ

۳۲۳

پیر نورانی شیخ فیاضی بخاری
یگانہ بندہ ایزدی مبارک
دریوزہ تمنا
ارادت مریدی
بانیت فاعل مبارک
بے تعینی۔ وحدت وجود لاموجود الا اللہ۔

۳۱۳

یکے بدکرداری دیگرے نیکوکاری

نطع فرش۔

نیروئے دست قدرت قدرت خدا

ہستی دشمنان آنانکہ ہستی خود را دشمن دارند

جاہائے شریف مقابر متبرکہ

دریوزہ کردن دعا کردن۔

جمعیت اطمینان دلی

در پوستین کسے افتادن کسی کی عیب جوئی کرنا۔

آہو۔ عیب

مردمی تمام انسانیت کامل

منش سواری سواری طبیعت طبیعت کو رام کرنا

۳۱۴

این نقش بدگوہری سعادت بیچی۔ والا ہمتی

حریف مراد نفس پو فلموں مراد نفس

این راہ خطرناک نگاشتن عیوب خود

یک گام برداشتن نمی پارست بوجہ نابینائی راہ زدہ گمراہ کردہ

نخستین منزل بدگوہری، بیحیائی

تروا گوشہ نشینی مقالید کلیدہا

سامان غذا تحصیل معاش نور خدا

این طاسم دشوار کشا معاش و روزی حلال

مشکلات

...اسے بایہ لع معاش پسندیدہ

...و مقید و وابستہ

نبذے مختصرے

مایۂ تنومندی مراد غذا

افزائش بزرگی صورت ترقی جاہ دنیوی

جد کوشش باشن بالیدگی۔

شب از روز جدا نساختن کسی کام کو لگاتار کرتے رہنا۔

۳۱۵

دریافت دانست

لمعان شمشیر مراد سپہ گری و شجاعت

این حرفہ پیشہ سپہ گری خانگاہ معبد

چیز یکہ اے سپاہگری فسون سحریہ

این در کشودہ مراد آرزوے سپاہگری

در بر کشیدن تقرب دادن

دانشوراں علما

امرائے زمن امیران زمانہ یا۔ امراازمن امیر مجھ سے یا میرے لئے۔ یعنی امرا مجھ سے حسد کرتے ہیں۔ گرو۔ فکر۔ پابند

آہنگر خانہ آلات حرب

کارپرداز قلم قلم کارپرداز۔ صفت مقدم

باز ایستادن توقف کردن رُک رہنا

سرتافتن اعراض کردن کھنچے اندکے

جد کاری درست کاری

آن سخن سنج مراد فیضی

دم گیرا نفس گرفتہ۔ یا۔ موثر

آمیزش بکسر امتزاج د اتصال دو چیز۔ ...

جفت مثل ونظیر — احول دوبین۔ بھینگا

شمن بت — دم زدن باتیں کرنا

ناشتا گرسنہ — سراب گردشنہ

نیمروز دوپہر — دست کشادہ سخاوت

چار خوئے گرامی حکمت عفت شجاعت وعدالت

ہشت خصلت نکوہیدہ فضائل اربعہ مذکورہ
کے ہشت رذائل مراد ہیں۔ چار افراط سے اور
چار تفریط سے رذائل ہشتگانہ پیدا ہوتے ہیں
شاداں نے ان فضائل اربعہ اور رذائل ہشتگانہ
کو ذیل کے اشعار میں نظم کردیا ہے ؎

سفہ افراط حکمت است ایجان
سوئے تفریط آن بلہ را دان
دان تہور شجاعت ار افزود
در بکاہید جبن روئے نمود
شرہ افراط شہوت است شہیر
پس تو تفریط آن خمود بگیر
ظلم افراط عدل را دارند
نام تفریط انظلام آرند

دستمایہ بیش فراہم آوردن رضامندی ایزدی

ناگزیر بود۔ ضروری ہے۔

دوشادوش متصل

برسازند آرایند — ورطہ محل ہلاکت

برکنار دارند علیحدہ رکھیں

ریا مکر و فریب۔

۲۱۱

یکسو زیستن الگ تھلگ رہنا

الفختن اندوختن — غوامض باریکیاں

دو آبشخور مراد تجرد و تعلق

راو جوانمرد سخی — یکے تجرد۔ یا۔ تعلق

سوزیاں نفع — سود سرد

تمر خاں تیمور خاں صاحبقراں جد اعلائے اکبر

گران سنگ باوقار۔ بھاری۔ کثیر۔ مراد بلند

دو ملک مراد تجرد و تعلق

سر لشکر عالم تجرد و تعلق

ما بگیرے الخ اہل تجرد یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اکبر اہل تجرد
ہی میں سے ہے۔ اسی طرح اہل تعلق بھی

نامہ نویسی تاریخ نگاری

تابخانہ روشندان

۲۱۲

دور دست دور کے رہنے والے۔ یا آئندہ زمانہ
میں آنے والے — فراز بلندی

کنگرہ ہفتم آسمان ہفتم

گردش دورہا تغیر ازمنہ

سالخوردگی مرور دہور

صابی و تہلبی شعرائے عربی۔ میں نے شعرا
اور مصنفین کی لائف کیطرف توجہ احتراز طول
کی وجہ سے نہیں کی۔

ازین خزائن ایزدی مراد فضائل۔ بقائے
نام یا مضامین اکبرنامہ۔ یا ذات اکبر

بدین نزہتگاہ۔ اکبرنامہ۔ یا ناموری اکبر

روزکوران دن کے اندھے۔ نافہم

۳۰۸

بابادہ میخوار کسی کی یاد میں شراب پیتے ہیں۔

ترازو معیار   دیگر کے بعد میگیرند محذوف

نثار بسر گوہر وغیرہ کسی کے سر پر نچھاور کرنا اور خیرات کرنا۔ و بالضم نچھاور اور خیرات

ایثار برگزیدن و بخشش کردن۔

سبکسری بے تمکینی۔ بے وقاری

آزرم شرم   پرگرفت اٹھا دیا

زبان زدہ بدنام   فنون اقسام

گلہ سرائے شکوہ سنج۔ ہجو محمود جو فردوسی نے لکھی۔

دشنامیہ سرمایہ

۳۰۹

جواہر گرانبہا کنایہ از کلام او فردوسی

خلود ہمیشگی و دوام

رامی فرزند کلام مراد شاہنامہ

امور فیض رساں۔ یہ تینوں صفتیں گرامی

ندکی ہیں۔   حسد رنج بیمار حسد

اص دارو دوائے دوستی

لان بزدلان   گروہ طاقت وجرأت

بع۔ او باریدن۔ حاصل مصدر آغالیدن

میدان جس کو میدان جنگ میں جانے کی

نہ ہو کم حوصلہ۔ پست ہمت۔ بے جرأت

دل بزدل

ہ روئے فرخناک۔ بشاش

بزرگ بسیج عالی ہمت۔ بلند ارادہ

بچار سوئے شناسائی بردن شہرت د

بزرگ عطایائے ایزدی سے مراد مضامین شاہنامہ۔   ہدیہ صوری عجز و نیاز

تحفہ معنوی شکر و سپاس

درگاہ والا بارگاہ ایزدی یا محمود

نگارین نامہ اکبرنامہ

تخیل بخیلی محمدت پذیری

گرو کالی رہون

خرافت تباہی عقل بوجہ پیری

نہ درخیال الخ ابو الفضل کی طبیعت میں بھی مال و زر دنیوی کی خواہش نہیں پھر اس کی فطرت و عقل میں کب اس کا خیال ہوگا۔

نخ موئے تاب تار ریسمان۔ مراد کلی

پرند بافتہ ابریشمی و حریر سادہ

آبدار مصری شمشیر   خزف ٹھیکری

خزف ریزہ کنایہ از روپیہ۔ اشرفی۔ جواہر

دولت جاوید کنایہ از کلام

لعبتان سیمیائی۔ زر و مال

۳۱۰

غنج آرا کرشمہ ساز

آل آرزو مراد صلہ و انعام

بے معاملگی اکبرنامہ را بالعوض زر فروختن

غرفہ علیائے پروازہ بلند

شرک مراد درستی کردار

شیون گزیدہ۔ ماتم زدہ
شگرف نشان سحر پرواز۔ سے مراد علما و فقرا
روستاکدہ۔ گاؤں کی جھونپڑی مراد اپنا گھر یا جماعت

۲۰۲

ازین۔ از غلبہ بر علما و سلما۔ طرف بستن۔ فائدہ اٹھانا
بادزن۔ پنکھا۔ تیر دوز۔ دوختہ تیر۔
نفس فرو گرفتن۔ تنگی کے ساتھ سانس کا آنا جانا۔
شناسندگان کتاب۔ علما۔
تہیدستان حقیقت۔ فقرا
واژون روی۔ گمراہی۔ خلاب۔ دلدل کیچڑ
حساب زندگانی۔ اپنے محاسبہ نفس کا خیال نہیں کرتے ہیں۔
کشاورزان۔ مزارعان و کاشتکاران۔
خراج۔ لگان۔
چہار گوہر۔ جماد و نباتات و حیوان و انسان یا جان و مال و آبرو و مویشی۔
سرمایہ زندگی۔ غلہ۔ چشمہ سار زندگی۔ زراعت
فیض ایزدی۔ مراد دوسری جگہ کا مال اور اشیا
کارکیا۔ حاکم و بادشاہ

۲۰۳

سینہ سوزی۔ دفع چشم زخم۔
فرودستان۔ ماتحتان۔
اعتبار دادہ۔ جس کی عزت بڑھائی گئی ہو۔
تلخ رو۔ ترش رو۔ روزگاران۔ مدتوں کا۔

نشاطگاہ۔ دل۔ آذین و آئین۔ زینت
طبیعت گزا۔ مخالف طبع۔ کالیوہ۔ سرگشتہ
سگبانی۔ نگہبانی۔ دانائے درندہ۔ درندہ دانا
زمانہ نواختہ۔ جس کو زمانہ نے برا بنا دیا ہو۔
روزگار رنجیدہ۔ زمانہ کا ستایا ہوا۔
فرسودہ خاکہا و کہن عمارتہا۔ مراد اولیا و فقرا۔
درون آراستگان۔ جنہوں نے اپنے باطن کو درست کیا ہے۔
دل۔ خواہش و قوت۔ پائے۔ مراد طاقت
بودن۔ ماندن۔ آشوبگاہ۔ دنیا۔
نفس دزدیدن۔ چپ ہو جانا۔
برگرفت۔ نوازش کرد و بلند ساخت۔
دشوار دوا۔ لاعلاج۔
در پوست کسے افتادن۔ کسی کی عیب جوئی کرنا۔

۲۰۴

مشتے تہمت آلود اختیار۔ سے مراد انسان مجبور و لاچار ہے۔
مستعد استعداد۔ آمادہ قابلیت، مراد انسان۔
شوخگین۔ چرکین۔ ہوا۔ ہوس۔
مشعبد استعداد۔ سے بھی مراد انسان ہے اور نیرنگی کے ساتھ مشعبد کا لفظ مناسب بھی ہے اس لئے مستعد سے بہتر شاید مشعبد ہی ہو۔

چشم جستن آنکھ کا پھڑکنا۔ مرد کی بائیں آنکھ
پھڑکنے سے شگون بد لیتے ہیں۔
بسم اللہ اس کے برداشت کرنے پر آمادہ
ہوں۔
چشمۂ میم عربی کے میم (م) کا حلقہ تنگی میں
ضرب المثل ہے۔
دریا و رز۔ شناور

٢٠٠

غرقۂ خشک رود خیال۔ خیالات غیر مفید
میں متغرق
طیلسان نہانی بردوش چھپے اور مخفی
فراگرفتۂ ہمگنان دوسروں کا جمع
تابشگاہ جوبائی۔ نورشان طلب حق
دیولاخ جانگذار شناسائی مقام خطرناک
معرفت
کارشناسان شہر بند مراد دنیاداران
یک لحظہ ہزار سال درساعتے آنچنان کار کند
کہ تا مدت دراز یادگار ماند
یک جائے ہزار جائے خود تو ایک مقام
رہو۔ مگر ذکر ہر جگہ ہو۔
دارو گیا دوائی بوٹی۔
بال عنقا ناپدید۔
جابلقا ایک شہر سرحد مشرق میں کہ اس کے بعد
آبادی نہیں کہتے ہیں۔ کہ اس کے ہزار دروازہ
ہیں۔ اور ہر دروازہ پر ہزار پاسبان ہیں۔ اور

اہل تصوف کے نزدیک منزل اول سالک کی ہے
وصال حقیقت کی سعی ہیں۔
جابلسا یہ دوسرا شہر سرحد مغرب میں اسی کا نظیر
ہے۔ مگر یہ دونوں شہر عالم مثال میں ہیں مگر اعتقاد
محققین میں سعی وصول اطلاق کی سالک کے لئے
آخری منزل ہے۔
ایام فروختن نادانی و خریدن دانائی
مراد طالب علمی کا زمانہ
دست در گریبان بودن۔ قرین و نزدیک بودن
ہنگام دانائیہ و فروختن اندوختہائے آگہی
از زمانہ تدریس و تعلیم
نہ ز آدم نہ ز حوا دل اولاد آدم و حوا نہیں
بلکہ لطیفہ غیبی ہے۔
نہ زمین نہ آسمانست طلب بلکہ مطلوب
اس کا حق ہے۔
یاد بر لب گذراندن باتیں کرنا۔
تن زدن خاموش رہنا۔

٣٠١

طلسم حیلہ اندوز۔ مکر نفس
بستگی تنفس
ربودگان حسن نار تقدیس۔ مراد
چارہ نیستی علاج نفس
کشودگی بسط
زحیر پیچش۔ و بمعنی غم و اندوہ مستعمل
آگندہ گوش۔ بہرا منتوفی

دیولاخ عنصری بوجہ غلبہ قوائے بہیمیہ جسم
مراد ہے۔
مردان زن آبستن کن وہ لوگ جو صرف
عورتوں کو حاملہ کرنے کی قوت رکھتے ہیں۔
مردان مرد حکما و عرفا و صلحا و فقرا
بنازک فطرت۔ عقل کے سر کے ہیں
ابن ذبیح سار نیر رباسئے آسمان شکوہ مراد
دنیا
رہ نوردان منزل شناس مراد سالکان
راہ طریقت
بو قلموں نیرنگ ساز خود ستا مراد نفس

۲۹

دژم افسردہ غمگین
دریادل۔ فیاض و صاحب ہمت
لب ریزاں پیمانۂ استعداد جن کی قابلیت
بھرپور ہے۔
درانداشۂ دراز درفکر بسیار
گویائے خموش۔ کتاب یا (مصنف جو مر چکا
ہے) یا اندرز نامہ
شناسا ندہ اند۔ تعریف کردہ اند
وسے بیوستن بے نشان۔ لیکن اگر وہ
سیمابی سبو پھر اس طرح جڑ جائے کہ ٹوٹنے
کا نشان بھی نہ معلوم ہو۔ تو یہ بڑے نقصان کی
بات ہے پارہ متفرق و منتشر ہو جاتا ہے۔ مگر
جب ان اجزائے منتشر کو ایک جا کر دو۔ تو پھر
الیسا مل جاتا ہے۔ جیسے کہ منتشر ہوا ہی نہ تھا
سے اس محل پر ایک تشبیہ کا بالکل ذکر کیا ہے
حقیقت یہ ہے۔ کہ میں اس حلیہ کا مفہوم سمجھنے
سے قاصر ہوں۔
سیمابی سبو۔ سیماب سے تشبیہ تو غنیمت تھی۔
گر سیمابی سبو سے تشبیہ کا فائدہ کچھ سمجھ میں نہ
آیا۔ کہاں سے اس خیال کو لیا ہے۔ اس کا
بھی پتہ نہ چلا۔
آشوبخانۂ شورش دنیا
بدی بہی فروش۔ نفس
بادگیر روزن دار
کارگاہ مینا مراد دل
باد چہار موجہ ہوا و ہوس یعنی وضعی چھائی ہوا
نغمہ مرغان احادیث نفس یا ہوا و ہوس۔
سیہ گلیم۔ بدبخت آئینہ حلبی دل۔
عکس زنگی مراد خواہشات
یارنامہ کارنامہ۔ تصنیف قابل فخر
جہان فرسودہ جس کو تم نے پامال کر دیا ہے
مراد ابوالفضل
بسردی گرائیدہ دل ٹھنڈا ہو گیا ہے۔
ناموس سر در گم حق ناپیدا
در پاکستان عمامہ عمامہ کے پیچ کھل کے پاؤں
پر پڑے ہوئے۔ اور یہ حالت پریشانی پر دال ہے
دست بسر زدن۔ سر پیٹنا۔ ماتم کرنا
کام ناکام بالضرور۔ خواہی نخواہی۔

روزگار بود زمانہ زیست تھے۔ موقع ملے
خوئے پسینہ
نیم قطرہ سے مراد نصف کتاب
بو باشد۔ شاید   پذیرش قبولیت
مہربان جاوید زندہ نام مشہور
جائے در جان نہادن مقبول بنانا
ضراعت عاجزی   خود کامہ خود غرض
سود زیاں نفع
کیمیائے سعادت مراد اکبر نامہ
آں رہزن مراد نفس۔ نہلد نگذارد
چرا بردارد جبیں نیاز از سجدہ چرا بردارد
کارفرمائے ابداع خدایا اکبر
دریوزہ بھیک۔ مراد اکبر نامہ
دو دلہ متردد۔ متفکر
ہزار مشغلہ بے حد مشغول
دل ہمت و جرأت
برخوانده طلب کردہ   دیدگاہ منظر
درگشودہ دروازہ کھول کر
چگونہ تواند برداشتن اسے۔ مراد از سجدہ
طلسم ایک قسم کا نقش و تعویذ
بلاگردانی۔ دافع بلا
رنگین بساط۔ مراد دنیا۔
غوامض باریکیاں۔ دشوار بیاں۔

۲۹۸

صُلب۔ پشت۔ یہ اشعار ملا فیضی کے ہیں۔

ریعان برنائی تازگی جوانی۔ عنفوان شباب
برنا اُبھار حلقوم کا۔ چونکہ علامت جوانی یہ ہے
نقطہ کا اُبھرنا بھی ہے۔ اس لئے اس کے معنی
جوان کے ہیں۔
پا لغز لغزیدن پا۔ زلت
افزونش دانش نور عقل یا علم
خشک رود سوکھی ندی
دستیازی غلبہ
کار کیا حاکم مراد فرمانروائے شہوانیہ
پیر مراد مبارک۔
جوانی اشتر بد اعمالی جوانی سے میں چیخ اٹھتا۔
دولت من یہ میری خوش نصیبی ہے۔
شکر خندگی نشاط
زہ سست سرا مراد دل
طنطنہ۔ حکایت الصوت ہے۔ سکے دسے نقارہ
کی آواز۔ اردو لفظ ٹن ٹن کی شکل میں موجود
ہے۔ اور بغیر سینکے ہوئے نقارہ سے جو آواز نکلے
اُسے دبدبہ کہتے ہیں۔ اردو کا لفظ دھب
دھب بھی اس سے قریب ہے۔ چونکہ امراء
وشاہان کی سواری کے ساتھ نقارہ بجتی ہوتا تھا
جو منجملہ اسباب تجمل ہے۔ اس لئے یہ دونوں
الفاظ بمعنی شان و شوکت مستعمل ہیں۔
پیغولہ گزیں معطل و بیکار
خود رائے سرکش
دہ خدا گاؤں کا مالک مراد نفس امارہ

نزہتگاہ چہارم رضائے کل
نخستین گروہ مداحان پیشینان بدگویاں
صورت را بظاہر باچہرہ را
دگرگونگی تغیر
تباہ سرایاں بدگویاں
اِمارہ نویسی محاسبہ
باطل اندوزان بطلان کاران۔ لہذا اندارد
کی جگہ ندارند اچھا ہے اور اگر باطل اندوزان
بمعنی کار ہائے باطل ہو۔ تو پھر صیغہ جمع کی
ضرورت نہیں۔ (۲۹۵)
لعبت آرائی بازی گری
خودستائے خویشتن بین نفس
پائے افشاری ثابت قدمی
بابندہ گذاشتہ
ازاں نفرت گریز از خلق
سر از گریبان کسے بیروں آوردن یا
بر زدن از عہدہ گریبان کدام کس برآیم کہ بکارم
نمی آید۔ از عہدۂ کارے برآمدن
دست بدارایاں خود زدن اپنے سے آپ
مواخذہ کرنا۔ اپنی آپ مدد کرنا۔
سیہ زبانی بدزبانی یکتائی وحدت
نیروے شہودی عین الیقینی۔ مشاہدہ
دست کشادن ہاتھ بڑھانا
آزرم جوئی صلح جوئی می اندوزد حاصل میشود
عنقا گوشہ گیری و عدم آمیزش عنقا سلمات

میں سے ہے۔
تابمعنی تا آنکہ
ہرچہ رفتہ باشد ہماں میشود۔ یہ معنی نہیں ہیں
بلکہ محذوف کا اظہار ہے۔
مصارعت ایک دوسرے کو پچھاڑنا
عبرت پند پذیری
سہ تن خوئی۔ رجائی۔ تیزرو
شاد خواب خواب خوش۔ مراد موت

۲۹۶

رجائی اُمیدوار نالشگاہ مقام نور
بستگی قبض کشادگی فرح و فرج
محصلاں سزاول
آب بہ پرویزن پیمودن کار بیہودہ کردن
بادبہاون کوفتن کار بیہودہ کردن
راز درون مراد ذکر موہبت کبریٰ
رہی غلام
کوکب افق معارف مراد اکبرنامہ۔

(۲۹۷ خاتمہ دفتر دوم)

بنامیزد کلمہ تحسین۔ سبحان اللہ۔ ماشاء اللہ۔ یہ
ان کلمات میں سے ہے۔ جس پر سے فک اضافت
جائز ہے۔ جیسے صاحبدل وغیرہ
جلد بستگی۔ درست بستہ شدن
قرن ثانی تیس سے ساٹھ سال کا زمانہ
چہرہ بست پشتہ دار مستحکم
دگر تتمہ جز ثانی۔

بیماری دشوار دوا مراد وحشت و جنون
رستخیز دشمنی مراد محاسبۂ نفس
تنقیح۔ پاک کردن پیشگی فضلیات

۲۹۳

ازالۂ جواب گوئی
راہ زدن گمراہ کردن
روشن ستارگی۔ سعادت بخت
پایۂ والا مراد منطق و حکمت
سرائر جمع سریرہ رموز ناسرہ غیر خالص
ناخن زدن اعتراض کردن
بازپرس۔ مواخذہ
مکامن معتقدات میرا باطنی عقیدہ
تلبیس مکر و فریب بدنفسی بدذاتی
کردار آموز غریبا اے مسافر
خلوت در کثرت چونکہ لوگوں نے ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ اس لئے کثرت میں خلوت اپنے لئے تجویز کرتے ہیں اور کثرت میں خلوت یہ اعلیٰ مرتبہ تجرد ہے۔
خیر اندیشی نیک اندیشی یعنی ایسے لوگوں کا مجھے چھوڑ دینا میں اپنی خیر اندیشی کا عمدہ صلہ سمجھتا ہوں۔
با جہانیاں ... جی انداز۔ مبتدا۔ عالمیان ...
نشستہ اند خبر
با خود نقش ششدری انداز۔ اپنے آپکو مضطر و پریشان کرتا رہتا ہوں اور دوسروں کی بھلائی چاہتا ہوں۔
افروختنے کا فاعل ابوالفضل جس طرح زیبندہ تنے کا فاعل بھی ابوالفضل ہے۔ تازہ شادی فاعل نہیں۔ فروختہ ظاہر کردہ
ناتوان بینی حسد
ایزد توانا موید من اللہ
مہد گہوارہ مراد موجود
خندیدن صدف سیپ کو جب موتی نکالنے کے لئے چیرتے ہیں تو دونوں حصے سیپ کے کھل کر مشابہ دہن باز سے ہو جاتے ہیں۔ اس حالت کو خندانی سے تعبیر کیا ہے۔

۲۹۴

حیران آرمیدہ متحیر آسودہ مراد ابوالفضل
استنکاف استنکار دم گیرائے سخن موثر
آن ہنجار روش دشمنی درونہ دل
سر بر زدن ظاہر شدن
جا یا بہ آسودہ کسی قدر مطمئن
باد افراہ بدلہ بدی۔
واپرداختن خالی کردن
لابہ گر خوشامدی۔ (لابہ) اظہار محبت میں کتے کا دم ہلانا۔ دورویٔ نفاق
بارستے دشمن نجات پاتا
بتکدہ پرستی حق پرستی
مداہنت ڈھیل۔ چرب زبانی
نقد فی الحال۔ سر دست
دوم منزل صلح کل
سوم محبت کل۔

سپر دوزی - پناہ
ستارہ گزین خوبی وبدی کو ستارہ سے
نسبت دینے والا
کجگرائی - کج اندیشی
کنیز این عربدہ امۃ الدنیا
شورشگاہ مراد دنیا   گزیدہ منتخب
خوے عادت   نمائش تشریح
کار بآن رخنہ فراہم آید بات میں ایسا خلل
واقع ہو۔
انزوا گوشہ نشینی   نظافت پاکیزگی
تیاقداری نگہبانی   مامک ماں
سر مامک و بابک چھپی چھپول
بابک باپ   رقیب محافظ
علوم یکفنی مراد علم ظاہری

۲۹۱

حیرت خدا جوئی بمفاد اللھم زدنی حیرۃ
فبک سیا خبرت بکسر علم الشی بحقیقت و کنہ
آن رسیدا
رہنزنی - مانع آنا
آن رہبر مراد خاطر یا پدر
بادیہ سر در گم وہ صحرا جس کا نہ اور ہے نہ چھور
یعنی معرفت خداد علم باطنی۔
نفرت دگرا نفرت سخت از علوم ظاہری
واپرداختن خالی کردن
فروشدن مردن

آشفتہ بے سر و دل مراد پدر
دانشگاہ رسمی علوم ظاہری
فراختنائے قرار دادہ مراد درس مقررہ
کردہ کوس
مدارج شناسائی مراتب علمیہ
تنومند علم یا پدر
سرچشمہ نظر و نالہ مراد حکمت نظری و الہی
اشراقیان اصحاب افلاطون
مشائین اصحاب ارسطو
نیرنگساز بوقلمون مراد نفس امارہ
ناخواستہ بے اختیار   بیراہہ گمراہانہ
خدایان مجازی مراد بزرگان و منعمان و
پدران۔   مدینہ معاشرت دنیوی
فرط عنا بسیاری رنج
بلند پایگی جاہ و حشم
نگارخانہ سیمائی زینت خانہ ناپائدار مراد دنیا
آشوب درون شورش دل
پراگندہ خواہش تجرد گزینی
نفس نفس ہر دم

۲۹۲

جاؤشان نقیبان
شکوہ سطوت انداختن لے نازل شد
اعتبار رشد دہی ترفع دنیوی دبدبہ
روحانی طبیب مراد مبارک پدر ابوالفضل
دوا دوسی

فاعلن۔ رمل مسدس مقصور یا محذوف ہے۔
حشر بفتحتین۔ جمع   صریر آواز قلم
قرون جمع قرن اقل مدت سی سال نے الحال
بمعنی ممدی مستقل
آویختہ متعلق کردہ باشند
ناہار شگفتی ناشتہ کرنا
دست مایہ سند۔ سلسلہ۔ دستگاہ

۲۸۹

تن بدنی آبادی جو   صحرائی وحشی و نفور
علاقہ گسل قاطع تعلق جاں یا تعلق دنیوی
نارسائی۔ جہالت اقبالنامہ مراد اکبرنامہ
کاہ ناتوان مراد ابوالفضل
مورچہ مراد ضعیف
نیرنگی قرنے ایک سال کا واقعہ۔ ابوالفضل قرن
بمعنی سال لاتے ہیں۔
حق گذاری ادائے حق
آزر پرستان جر بیان۔
اضافات وہ باتیں جو اپنی ذات میں موجود نہ ہوں۔
آگہی معرفت الٰہی
دیولاخ شیطان زار مراد دنیا
ہوا فضا
ایں بلند آشیان معرفت
خویشتن دوست خودپسند   بار دخل
صفہ دالان   خارستان راہ موانع و دشواری
راہزناں وساوس و تعلقات دنیوی

نایافت نایابی   نمائندگان راہنمایاں
مراحل منازل   شتر دلی بزدلی
نگارین سرا دنیا   خمول گمنامی
دل شکر دل کو بہانے والی
پردہ گزیں مخفی
انفسی پزشک طبیب روحانی
سرباری علاوہ مزید برآں
دلدادہ عاشق
جاف جاف فاحشہ و قحبہ مراد دنیا
کجا شمارہ چہ بعید اند
اقبال پیش آمدن
سیمیائی سراب نمائش موہومی و خیالی

۲۹۰

ادبار روگردانیدن
فروہیدگان دانایان
لعبت باز زود زوال مشعبد و مکار فانی
مراد دنیا
پدر لعبت باز یعنی ابوالدنیا
فرتوت پیر
گسیختہ رشتۂ تمیز بے تمیز
پسری ابن الدنیا
گزار دادن منسوب کردن
خواستہ سامان
نا ملائم مکروہات   نجات و رستگاری
بندۂ نیرنگساز عبدالدنیا۔

میدرائی بیگوئی
دست بافی تازہ طرز نو

۲۸۶

بارگاہ شگرف عبارت آرائی
ارز قیمت
نزول صعودی معانی از زیں تو آسمان سے نگر
ایسے بلند ہوں جیسے آسمان ۔ مراد معانی بلند
پردگیان صفوت سرائے ضمیر مراد معانی
روحانی نژادان مراد معانی
پیوند آمیختگی ترکیب اصلی
عنصری پیکر حروف
پہلو جویا محتمل المعانی
بایستگاہ محل ضرورت۔
نکوہیدہ تکرار تکرار قبیح و مذموم
خشک رود غیر مانوس گران پیکر ثقیل
دست فرسودہ مبتذل
گرم خوئی ۔ مراد مانوس
آشنا روی ع ۔ مانوس
ہنگامہ نکوئی مجمع خوبی
دوشا دوش ۔ برابر ۔ ہم پہلو دمساز یار موافق
دستگیر ناگزران وقت ایسے وقت میں
ایک معین بہت ضروری ہے ۔
چارہ سگالی ۔ درستی و اصلاح
یکجا ساز جامع
گرو ۔ وابستہ و متعلق

درپشیمانی در از افتاد ۔ بڑی شرمندگی ہوئی کیونکہ
کام کچھ بھی نہ ہو سکا ۔

۲۸۷

پیشوا سے سخن سرایاں مراد فیضی
رودزی مشواد نصیب مباد صفیر آواز
نگاہ مراد نظر ثانی رمیدگی نفرت
از سر از سر نو
دیرانی مراد دل ابوالفضل
یہ فقرے یہ فیضی بابیہ ابوالفضل
زُفت بخل
ناخن بند کردن دخل و تصرف نمودن

۲۸۸

ارزج قدر و قیمت
کدورتکدہ دل مکدر
سپاس حمد و شکر
کاخ بے روزن دل
مہرگان نام ماہ خزاں
بیرنگ خاکہ مراد مسودہ
نیرنگی مراد طرز نو سور سرا سرائندہ نغمہ سور
دست افشانی جیدرقص بحالت وجد
شمسہ کلس بیشلاق میدان
ارمغانی برائے تحفہ
بلبل نطق یہ شعر ذو بحرین ہے ۔ اصلی وزن مفتعلن
مفتعلن فاعلن ہے ۔ بحر رجز مسدس مطوی مرفوع
اور دوسرا وزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات یا

برخوانار اداکند چون وچرا دلیل
بایستنگاه محل ضرورت

۲۸۲

خاک ذرہ امکان مراد انسان
خلوتسرائے سلطانی مراد اسرار الہی
سودائی۔ دیوانہ
آن اندیشہ خیال نفرت از تاریخ
کوتہی سخن المختصر
آویزش۔ منازعت با مورخان
نفرت تصنیف تاریخ
سترون نقش نامعزا نامناسب تاریخ جو
باتیں ہیں۔ ان کے دور کرنے کا خیال کیا۔
شناسائی فروش معلم
آگاہی طلب متعلم
ریاضت کیش۔ زاہد و سالک
معربد۔ جنگ جو
اسباب آہنگری منع نفس
سیمابی بیقراری مراد نفس یا سیمیائی خیال پرست
کاہش مشقت ورنج پیرایہ تہذیب
بنارسائی گرایند اپنی نارسائی کے قائل ہوجائیں
طائران بلند پرواز کنایہ از عقول یا عقلا صفت
وموصوف کا وحدت وجمع میں اختلاف فارسی میں جائز ہے
سراسیمگی پریشانی بے سروبن بے پایان
از ہنجار خرامی۔ بوجہ ردش عقل۔
باخود میسر ابتدا ابو الفضل با خود میگفت

برسم پیش بطور سابق
نقاب بافی منع شناسائی
کنایہ نوشتہ

۲۸۳

عموم حق پذیری راست روی بروجہ عموم نگاشتہ
قلم تقدیر نشدہ
گیہان طبیب طبیب عالم
گفت گفت من
خموشی تہی میان خموشی غیر مفید نہ خموشی حکیما۔
ازان بسیج مراد پزشکی عالم
گومگو مراد اجالا درگرو دربند
بوشاپہ طوطیا توتیا۔ سرمہ
بصحرا نہادن ظاہر کرنا
بسود دادن فروختن
اشارت فرمود حکم داد
بال پرو بازو مراد قوت
نعمت رسیدگی نعمتے کہ بداں رسیدہ ام
گرو بود بہنگام خویش کل امر مرہون باوقاتہا
نفس جان نواز تصنیف کرنے کا وقت
کان نفس وہ کلام میرے لئے جلوہ ساز جہان ہو۔
حرف گذاران مورخین
بسیج ہمت و ارادہ
زبان یکسانی ایک طرز اور ڈھنگ پر لکھتے اور
بولتے ہیں۔
سجع گوئی قافیہ بندی۔

سیری شدن دور ہا۔ زمانہ گذر جانے کے بعد
پیغولہ گوشہ
پیغولہ گزینی عقل کا فقدان
نکال وبال و عذاب
سترگ ۔ بزرگ
زبان زدگی بدنامی
آمیزہ خلط ملط ۔ گڈ مڈ ۔
خس پوشی ۔ مراد آمیزش حکایتہائے دروغ
آن نیر نور افروز شناسائی
آن تفسیدہ وحشت وہ گرم صحرا مراد تاریخ
پناہ آرامش جائے آرام ۔ جائے پناہ
سموم ہوائے گرم ۔ لو طنز فسوس
آزرستان آتش گاہ ۔ جائے گرمی
پور فرزند آہو عیب
خردہ گیری ۔ عیب جوئی ۔ اعتراض

۲۸۰

دریں صنعت گری مورخی
کین توزی دشمنی
قدسیاں عقلی مراد سخنان معقول ۔
نیائش ثنا و دعا
ابن والاجنتمش ۔ فن تاریخ
اساطیر کتب
دور دست بعید الفہم
میانہ رو متوسط العقل
نادرہ پرداز ایجاد اللہ

عین الکمال چشم بد
عمر دوم بقائے نام و شہرت

۲۸۱

نگار پرداز حقیقت طالب حقیقت
سرتابی اعراض ازاں تاریخ یا تصنیف
دست تہی از کار
دل خالی از اغیار
پژوہش مینماید میطلبد
دست آویز وسیلہ و سند
تعلقیان دنیاداران
آویزش درونی مجاہدہ بالنفس
رمیدگی نفرت ایں بیرنگ عقل مجرد
گوہر نورانی عقل
خشم و آز غضب و حرص
دو غول خشم و آز
زنگ ابدی چرک لازوال
نکوہیدہ آمیزش تعلق زبوں
آن تیرگی زنگ ابدی گاہ گاہے
تیر دریافت علم الیقین ۔ عقل
پردہ باف مانع و حائل
کارگران کردار عاملان علم
از پا افگندن عاجز کردن
نیرنگی انقلاب و تاثیر
ستردگی تجرید مشابہ مرتبہ
پردگیان شبستان تقدس اسرار حق

پردہ ور ظاہر
سر سخن گذاری خیال ادائے کلام منشیانہ طریقہ پر
چابک رو۔ تیز رو
جولانگاہ میدان تحریر
جولانگر دوندہ مراد ابوالفضل
قاصر نگذاشت قصور وار الساختن کیونکہ اس
قسم کی کتاب کی عبارت سادہ و صاف ہونا چاہئے۔
کہن پیر سالخورد مراد کلیلہ و دمنہ
عیاری کردن کھرا بنانا
این کتاب۔ مراد عیار دانش
عمیق المآرب جس کے مطالب بہت گہرے
ہیں (آرب بکسر بمعنی حاجت)
مکتوب مراد مفہوم یا عبارت
مخطور مضمر یا مضمون
جلائے مطلق کامل صفائے باطن
دفتر اول اکبر نامہ۔۔۔ صفحہ ۲۷۸
قرن۔ مدت سی سال
ابدی اعتصام متمسک بہ ابد
آسودگان نشاء خواب فنا کی میٹھی نیند سوئے
ہوئے مردوں
گفتار روانا سے مراد مفہوم شعر آیندہ
آگہی۔ شعور
دل بر گرفتن باز رہنا۔ دست بردار ہو جانا
مناط متعلق مراد مقصود و مطلوب
مرا از من گرفتند۔ مجھے بے اختیار اور مجبور کر دیا

نقل مراد تاریخ خراب ویران
آزمندان حریصان مردم رغبین
بکامروائی برائے حصول مقصد۔ اس عیب
سے ابوالفضل خود بری نہیں۔ کیسی کیسی خوشامدیں اور
تاویلیں اکبر کے واسطے کی ہیں۔
ناآزمون، ناتجربہ کار
روشنان ابداع عقلا و حکما
برگرفتہ برداشتہ
بدانستگی جان بوجھ کر
پزشکان طبیبان
۲۷۹
پذیرائی۔ قبول و اختیار کردن
پرہیز از تباہ کاری تحفظ از بداعمالی
کتب گرفتاران پابندان کتب
واردات آسمانی القا و الہام
یافہ درا بیہودہ گو۔
درازنفسی طول کلام
آزرم گفتار نرم نرم باتیں۔ خوشامد کی باتیں
آزرم رحم و شفقت نرمی۔ بزرگی و غیرت و عدل
و انصاف و راحت و سلامت
سخن سرا مراد مورخ
سر زلف خیال ناسرہ بیہودہ
درہم بفہم آشفتہ و پریشانی
گذاشتہ ادا کردہ
ترفند دروغ۔ بیہودہ۔ مکر۔

خاموشان کنج دریافت سے مراد کنایۃً ابوالفضل
مرحوم دلی۔ قابل رحم بودن
دانش فتنہ ہائے روزگار ما مراد علمائے مذہبی
زمانۂ اکبر
دار الفتن سخن خموشی میں سلامتی اور گویائی میں
ضرر ہوتا ہے اس لئے نبی اسے البلاء موکل
بالنطق سخن فساد کی جڑ ہے۔
تا انقراض عالم تا ختم دنیا
گروہ پشمینہ اور پہاڑی
سراندیپ سیلون۔ لنکا۔
فرمانروائے جہان مراد رائے داشلیم ہندی جو
تعلیم کے لئے حکیم بیدپائے کے پاس لنکا گیا تھا۔

۲۷۶

بخواب آگاہ میساختند ہندوستان کی کہانیوں
میں اس کا ذکر بہت آتا ہے کہ فلاں بادشاہ نے خواب میں
دیکھا حتیٰ کہ ایسے اذکار تصوف و مذہب میں بھی ہیں۔
شیر زمین زمین کی قید اس لئے لگائی کہ آسمان کا شیر
بھی ہے جیسے برج اسد کہتے ہیں۔
شنتربہ انوار سہیلی کی حکایتوں میں ایک بیل کا نام
عنقا از کبوتر بیم میداد بوجہ عدل اکبر
دمنہ انوار سہیلی میں لومڑی کا نام۔ مراد مکار
کلیلہ انوار سہیلی میں گیدڑ کا نام یہاں مراد سادہ دل
برانداختن۔ قلع وقمع۔ تباہ کردن
بدگوہر دن بدباطن   متالملہ عام
احتیاج احتیاج معاصدت نوک ہینڈ ھاک

دم گرم نفس شعلہ ناک
چکاوک تیتر۔ چنڈول
پا از گلیم دراز کردن۔ اپنی حد سے متجاوز ہونا
نوٹ۔ یہاں کے تمام ناموں میں حکایات انوار سہیلی
کی طرف تلمیح ہے۔
ایران دخت علم ہونا چاہئے۔ گر لغات
میں نہ ملا شاید مشاہیر میں سے ہیں
اضلال گمراہ کردن   بہا برابر قیمت
بفروختن رفتن پوچھے جانا قدر ہونا۔
نوبت بہ بزرگان نمیرسد بوجہ کثرت بزرگان
بزرگوں کی قدر کی نوبت نہیں آتی۔
احاد الناس معمولی آدمی۔
ظلمت نادانی جہالت
نور مراد علم

۲۷۷

از خدا سخن کردن خدا کی باتیں کرنا۔ اس کی کنہ
اور ذات کو بتانا۔
برائے خدا سخن کردن۔ قربۃً الی اللہ ہر
عمل کا ہونا۔
کار خرد عقل کا معیار کتابیں تھیں اب کتابوں کو
عقل سے جانچتے ہیں۔
نیست پہلے قول تھا فعل نہ تھا۔ اب فعل کے تحت
میں قول ہے یعنی زبان پابند ارادۂ قلبی ہے۔
در اقبال زدن جویائے اقبال ہونا۔
اقبال حلقہ بر درست اقبال ملازم باب ہے۔

۲۷۳

نقطہ نہادن نشان لگانا۔ خط کھینچنا
بے تمیزی مراد بیخودی۔
شیشہ دل۔ نازک دل
عیار جانچ   اہلبیت البیت نغمہ
تا بمردان چہ رسد پھر جوانمرد کیوں ڈرنے لگا۔
بکار بستن عمل کرنا۔
آواز کردن۔ بلانا
غمہائے رفتہ را ہمہ آغاز میکند گئے ہوئے
غموں کو پھر سے شروع کرتا ہے۔ جیسا کتاب میں لکھا
ہے اس کا ترجمہ۔ تمام گئے ہوئے غموں کو پھر بلاتا ہے۔
تریاق فاروق۔ ایک دافع زہر دوا کا نام چونکہ سموم
میں سے زہر کو نکال دیتی ہے اسلئے فاروق اسکی صفت ہے
سراب دریا نما کنایہ از دنیا
بے زبانان جانوران۔ کلیلہ و دمنہ میں ہر
حکایت جانوروں کے منہ سے ہے۔
بادشاہ مراد صاحب فہم
قاصد۔ مراد مترجم۔ یا ہمت
سربستہ راز سربستہ۔ مراد مشکلات
پردگی شبستان مراد۔ مراد معانی
بروئے روز انداختن۔ ظاہر کردن۔ د
فاعل انداختن ذات اکبر

۲۷۴

نقش عنبری مراد انسان
موطن تفقید ہی۔ مراد دنیا یا جسم

ہیولی جوہر مجرد قابل صورت۔ نزد صوفیہ عیان ثابتہ
و نزد متکلمین حقائق اشیا
دانا مراد کتاب کلیلہ و دمنہ
از ہند جدا افتادہ و باز بہند آمدہ یعنی حکیم
برزویہ اس کتاب کو ہندوستان سے نوشیرواں کے
پاس لیگیا۔ اب بحکم اکبر پھر اس کو ابوالفضل عیار دانش
کی صورت میں ہند میں لے آئے۔
رقمی معلم بیاض منقش
علم منشا آنست علم از یہاں سے یہاں تک
جو جملہ ہے غور طلب ہے۔
دیباچہ معنوی۔ مراد عیار دانش
اما سبب لیکن اکبر نے اسے سہل عبارت میں
مجھ سے لکھوا کر ایسا کر دیا کہ اب اس زمانہ کے
عوام بھی اُسے سمجھ سکتے ہیں۔

۲۷۵

ادانی جمع ادنی کمتران
مساہمت برابری و شرکت
تقبیل بوسیدن
سخن سنجان روزگار مصنفین زمانہ
ذرہ سے مراد عبارت ناچیز یا مدح
ردیت فکر و تامل کروں۔ یعنی لوگ محاسن اکبر میں
غور و تامل کریں۔
ارارت خود نمائی
مباہات فخر کروں۔
ستمکاران عربدہ جوئے اکبر پر طعن کرنے والے

برزویہ نام حکیمے مترجم اول کلیلہ ودمنہ۔ یہ جملہ بھی غور طلب ہے۔

۲۶۹

روز بازار رونق — بادزن مروحہ پنکھا
لوبہ آرزو وامید — سباح پیراک
گذارہ گذر — آن درگاہ اے درگاہ تجرد
ایں سراپسنان کنایہ از صلح کل
ازیں۔ عدم حصول سامان تجرد قبل از موت
نقد فی الحال۔ موجود
نسیہ ادھار۔ آیندہ
بیروشی خلاف قاعدہ — اگرچند ہر چند

۲۷۰

چربان پایہ جاری شود — بروز ظاہر
خسران نقصان۔ زیان
نقش مخلوق
ازچیزے برآوردن۔ اس سے خارج کرنا
مجبوران اسنخ۔ از مراد مخلوق خصوصاً انسان
قاہرہ غالب — داور حاکم مراد خدا
متقاصدینا ثنیہ مراد معقولہ وکشونہ ومنقولہ
ناقد پرکھنے والا — بصیر بینا
مستبصر طالب بینائی
رعونت خود آرائی۔
یکجہتی محض خالص۔ ٹھیٹ
خود دشمن اپنی ذات کا دشمن
ذلیل بندہ بندۂ ذلیل
نقش بند عجیب اللہ
عنفوان ابداع ابتدائے ایجاد
ہا ہائے افسوس افسوس

۲۷۱

ہش مخفف ہوش — مساوی برابر
ہمخوابہ جفت ونظیر — فنون بلا اقسام مصائب
وآن درحالیکہ آن — ژندہ خرقہ
دوش کتف شانہ — طاؤسی مراد زینت
سرانجام مراد اطمینان — رقم نشان
آموزی تعلیم — آموزش تعلم
خدایابان یابندگان خدا۔ خدا رسیدگان
اندیشۂ ناممکن خیال محال
جلت عظمتہ بزرگ ہے عظمت اس کی

۲۷۲

ذوفنون مکار — ممیز صاحب تمیز
بے ہنجاری بے راہی نہ دلی تمنائے باطن
اجازت صوری مہیائی اسباب ظاہری
دور ہم سپری شد زندگی بآخر رسید
ایں مجموعہ مراد کشکول۔
تہی میان پوچ ولچر
دانش رسمی علم ظاہری
نشۂ جامعہ تجرد وتعلق
گنجینۂ غیر منتہی معانی
ایلغار دھاوا۔ مارچ
داعیہ خواہش۔ مراد انتخاب مثنوی

چقد۔ صد ہزل

پائی حالِ بہر حال — انانیت خودی و منی

خدائع۔ جمع خدیعت مکر و فریب

۲۶۶

مدنی الطبع اسے نفس مدنی الطبع

ناشتا۔ ئے ناہار

گزیدہ بودم منتخب کردہ بودم۔

چون۔ چگونہ — نزہت پاکیزگی

ناشتائی گرسنگی

معاملہ نافہم۔ مراد دل۔

اشتات متفرقات — کونی ہستی

صحرائے کونی۔ دنیا

جویندگانِ علوم۔ طالب علماں

دریافت متداولات تحصیل درس رائج

مست گشت مراد فارغ شد

مطارحات سخن پیش نہادن۔ ایک دوسرے کو پچھاڑنا

مراد پڑھنا پڑھانا۔ بحث و مباحثہ مناظرہ

اسباب بدمستی تحصیل علوم جو سبب مغروری ہوتی ہے۔

رگ گردن۔ مراد تکبر دیدۂ بر غلم

شیخ عجم

التفاف طپیدن — حظ لذت۔ بہرہ

متمنا۔ آرزو مراد تصنیف

ولادت ثانی حصول عقل و تمیز

رایات علم ہا۔ یا۔ آیات نشانیہا

۲۶۷

در برگرفتن حاصل ہونا

گذارندگان سخن ناطقاں و ناقداں

سفرہ خوان

خوش آید پسندیدہ

ازدحام۔ ہجوم — مرآۃ آئینہ

مرتبۂ فرازک ایک درجہ بڑھ کے۔

لجہ سمندر کا گہرا مقام

خلاصی۔ رہائی مراد موت

عفن بودار۔ سڑا

مقصود مراد وصول الی اللہ

پیونادی بیاے خطاب دانشہ معلومات

۲۶۸

واگویہ تقریر تشریح — نژند افسردہ و غمگین

بین التحریرین کیونکہ ابو الفضل خیر غالب ہی نہیں بلکہ خیر محض کے قائل ہیں۔

خراشیدہ دل گشت دل میں خواہش پیدا ہوئی

پس کوچہ چپیڑیاں۔ چور راستہ

گلخن حمّام آتشخانہ بھٹی۔

قبض و بسط۔ تنگی و فراخی یہ دونوں حالتیں ہیں جو دل سالک پر وارد ہوتی ہیں۔

گدائے گلخن مراد اہل قبض۔

طبیب شادی مراد اہل بسط

بیمار شناس طبیب نفس

فراوان داند حکمت فراوان داند

ہیں لکھتے ہیں۔ وہ گویا ہمزہ و الف میں تمیز کر کے دو
حرف قرار دیتے ہیں۔ لہذا انتیس حرف ہو جاتے ہیں۔
دل لام الف حرف سلام کے اسم یعنی لام میں
بیچ کا حرف الف اور (م) کے اسم یعنی الف کے
بیچ کا حرف لام ہے۔ اس اتحاد قلبی کی وجہ سے الف
ساکن کو لام کے ساتھ یعنی لا لکھتے ہیں۔
بیش حرف یعنی حرف کے بائیں پہلو میں نقطہ
لگاتے تھے۔ مگر حرف سے غیر روشنائی کا

۲۶۲

اعجام ازالہ اشتباہ۔ کل حروف یعنی کو معجم اس لئے
کہتے ہیں۔ کہ جس طرح نقطہ سے رفع اشتباہ ہوتا
ہے اسی طرح نقطہ نہ ہونے سے بھی اشتباہ دور ہو جاتا ہے
حرکات فتحہ و کسرہ و ضمہ بصورت موجودہ کے موجد
خلیل ابن احمد واضع عروض عربی ہیں۔
محظوظ مبتہج خوش حسن مطلق صنع الہی
حسن مقید مصنوع
ارژنگ کتاب تصاویر مانی
مرقع معنی وضعی پیوند لگا ہوا یا مسلاح الجسم
ژندہ خرقہ۔ گدڑی۔
روزستان مراد مرقع بوجہ روشنی خط
سودائی صورت خط بلحاظ روشنائی
عقل۔ حالانکہ سودائی مزاج مجنوں ہوتا ہے مگر
خط سودائی ہو کر عقل رکھتا ہے۔
بیاض بلحاظ سپیدی کاغذ یا نور آگاہی
خط رشن بلحاظ سیاہی عارض رخسار

۲۶۳

غنج و دلال ناز و ادا۔
خبرت۔ بکسر دانائی
سر و بن۔ ابتدا و انتہا۔
پنج دریچہ۔ حواس خمسہ
اختطاط بردن۔ حظ یافتن
ہفت ہزاری۔ ابوالفضل کے زمانہ تک
سن ہبوط آدم سات ہزار تھا۔
شش دانگ۔ یعنی تمام و کمال جس طرح اردو
میں بیس یا سولہ آنے بمعنی کامل ہے۔
یک دانگ۔ $\frac{1}{6}$ این مقالہ واضع خط
یاقوت مستعصمی نام کاتب مستعصم باللہ خلیفہ عباسی

۲۶۴

دو دانگ $\frac{2}{6} = \frac{1}{3}$
ید طولیٰ۔ کمال مہارت
گذرایندہ سبقت دادہ
بدائع نادرات صفت نگارندگان
گرفت گھیر لیا۔
صاحبقران امیر تیمور
دریں وضع خاطری البتہ یعنی میر علی کے
موجد خط نستعلیق ہونے میں مجھے کلام ہے۔
نام بر آوردن شہرت حاصل کرنا

۲۶۵

نمک حسن و مزہ چہرہ دستی غلبہ
ضراعت خضوع و تذلل و ضعف و عاجزی
ابوالبدائع مراد ابوالفضل۔

جلد۔ صد ہزار
پائی حال پا بر حال   انانیت خودی ومنی
خدائع۔ جمع خدیعت مکر و فریب

۲۶۶

بدیع الطبع اے نفس بدیع الطبع
ناشتا۔ نئے نہار
گزیدہ بودم منتخب کردہ بودم
چون۔ چگونہ   نزہت پاکیزگی
ناشتائی گرسنگی
مطالعہ نافہم۔ مراد دل۔
اشتات متفرقات   کوئی ہستی
صحرائے کونی۔ دنیا
جویندگان علوم۔ طالب علماں
دریافت متداولات تحصیل درس رائج
مست گشت مراد فارغ شد
مطارحات سخن پیش نہادن۔ ایک دوسرے کو پچھاڑنا
مراد بڑھنا بڑھانا۔ بحث ومباحثہ مناظرہ
اسباب بدمستی تحصیل علوم جو سبب مغروری ہوتی ہے۔
رگ گردن۔ مراد تکبر و [illegible]
شیخ محکم
التقاط چیدن   حظ لذت۔ بہرہ
متمنا۔ آرزو مراد تصنیف
ولادت ثانی حصول عقل وتمیز
رایات علم ہا۔ یا۔ آیات نشانیہا

۲۶۷

در بر گرفتن حاصل ہونا
گذارندگان سخن ناظماں و ناثراں
سفرہ خوان
خوش آید پسندیدہ
ازدحام۔ ہجوم   مرآۃ آئینہ
مرتبہ فراز۔ کہ ایک درجہ بڑھ کے
لجہ سمندر کا گہرا مقام
خلاصی۔ رہائی مراد موت
عفن بودار۔ سڑا
مقصود و مراد وصول الی اللہ
پیونہی بیاے خطاب دانستہ معلومات

۲۶۸

واگویہ تقریر تشریح   نژند افسردہ وغمگین
بین الخیرین کیونکہ ابوالفضل خیر غالب ہی نہیں بلکہ خیر محض کے قائل ہیں۔
خراشیدہ دل گشت دل میں خواہش پیدا ہوئی
پس کوچہ چھڑیاں۔ چور راستہ
گلخن بضم آتشخانہ بھٹی۔
قبض و بسط تنگی و فراخی یہ دونوں حالتیں جو دل سالک پر وارد ہوتی ہیں۔
گدائے گلخن مراد اہل قبض۔
طبیب شادی مراد اہل بسط
بیمار شناس طبیب نفس
فراوان داند حکمت فراواں داند

یں لکھتے ہیں۔ وہ گویا ہمزہ و الف میں تمیز کرکے دو
حرف قرار دیتے ہیں۔ لہذا انتیس حرف ہو جاتے ہیں۔
دل لام الف حرف دل (ل) کے اسم یعنی لام میں
بیچ کا حرف الف اور (ا) کے اسم یعنی الف کے
بیچ کا حرف لام ہے۔ اس اتحاد قلبی کی وجہ سے الف
ساکن کو لام کے ساتھ یعنی لا لکھتے ہیں۔
پیش حرف یعنی حرف کے بائیں پہلو میں نقطہ
لگاتے تھے۔ مگر حرف سے غیر روشنائی کا

۲۶۲

اعجام ازالہ اشتباہ۔ کل حروف تہجی کو معجم اس لئے
کہتے ہیں۔ کہ جس طرح نقطہ سے رفع اشتباہ ہوتا
ہے اسی طرح نقطہ ہونے سے بھی اشتباہ دور ہو جاتا ہے
حرکات فتحہ و کسرہ و ضمہ بصورت موجودہ کے موجد
خلیل ابن احمد واضع عروض عربی ہیں۔
مخطوط و مبتہج خوش حسن مطلق صنع الہی
حسن مقید مصنوع
ارژنگ کتاب نقاش مانی
مرقع معنی وصلی پیوند لگا ہوا یا صلاح البم
ژندہ خرقہ۔ گدڑی۔
روزستان مراد مرقع بوجہ روشنی خط
سودائی صورت خط بلحاظ روشنائی
عقل۔ حالانکہ سودائی مزاج مجنون ہوتا ہے مگر
خط سودائی ہو کر عقل رکھتا ہے۔
بیاض بلحاظ سپیدی کاغذ یا نور آگاہی
خط ریشن بلحاظ سیاہی — عارض رخسار

۲۶۳

غنج و دلال ناز و ادا۔
خبرت۔ بکسر دانائی
سر و بن۔ ابتدا و انتہا۔
پنج دریچہ۔ حواس خمسہ
اختظاظ بردن۔ حظ یافتن
ہفت ہزاری۔ ابوالفضل کے زمانہ تک
سن ہبوط آدم سات ہزار تھا۔
شش دانگ۔ بمعنی تمام و کمال جس طرح اردو
میں بیس یا سولہ آنے بمعنی کامل ہے۔
یک دانگ۔ ۱/۶ — ابن مقلہ واضع خط
یاقوت مستعصمی نام کاتب مستعصم بالله خلیفہ عباسی

۲۶۴

دو دانگ ۲/۶ = ۱/۳
ید طولی۔ کمال مہارت
گذرانیدہ سبقت دادہ
بدائع نادرات صفت نگارندگان
گرفت گھیر لیا۔
صاحبقران امیر تیمور
دریں وضع خاطری البتہ یعنی میر علی کے
موجد خط نستعلیق ہونے میں مجھے کلام ہے۔
نام بر آوردن شہرت حاصل کرنا

۲۶۵

نمک حسن و مزہ — چیرہ دستی غلبہ
ضراعت خضوع و تذلل و ضعف و عاجزی
ابوالبدائع مراد ابوالفضل۔

اُسطرلاب ایک آلہ ہے جس سے ارتفاع سیارگان دیکھتے ہیں۔ لغات متداولہ میں ہے۔ کہ اُسطر کے معنے ترازو۔ اور لاب کے معنی آفتاب یا واضع آلہ کا نام ہے۔ اور یہ صحیح نہیں۔ بلکہ یہ یونانی لفظ (الیسٹر بمعنی ستارہ سے اور لاب مشتق ہے۔ لمبانو سے جس کے معنے لینا ہیں) بنا ہے۔ اس کے معنی ترکیبی ہوئے ستارہ کا لینا۔

تعبیہ کردن۔ ترتیب دینا۔ جڑنا۔ چھپانا

۲۵۹

اَرمُغان اَرمُغان تحفہ وسوغات وعراضہ وپیشکش۔

صورت بیناں ظاہر پرست۔

نارسیدن چشم۔ حفاظت نظر بد

باران روشنی۔ مراد مضامین

افتادگی۔ پڑا رہنا خط کا کتاب میں پڑا رہنا ظاہر ہے۔

روائی۔ کتابوں کا ہاتھوں ہاتھ پھرنا بھی پنہاں نہیں ہے۔

جاماندگی قیام پذیر

قلم کو خشکی کے ساتھ۔ اور دوات کو تری کے ساتھ استعارۃً کہا ہے قلم خشک چیز ہے۔ اور دوات تر ہوتی ہے۔

محمل کشادن۔ نزول کرنا۔ اترنا۔ فروکش ہونا۔

دارالملک تفیشت سے مراد دل ہے۔

رہ نورد۔ سالک رہبر۔ مراد مضمون۔ بات

تجربا سے آگاہی۔ طالب علم

۲۶۰

توقیع۔ نشان وفرمان اور سات خطوں میں سے ایک خط کا نام

ذی صورت صاحب صورت آن ذی صورت [illegible]

ہوا را سخن ساختن نفس وہوا ہی سبب تکلم [illegible]

گاہ سخن را خاک کیونکہ کتاب حامل کلام ایک مدت [illegible] میں خاک ہو جاتی ہے۔

مصنوع ایزدی۔ مراد حرف۔ کیونکہ ازل میں قلم کو لکھنے کا حکم ہوا تھا۔

۲۶۱

آن مراد صوت　　**صاحب** سخت

متصادم ٹکرانیوالا

تجوز نمودن مجاز کو دخل دینا

قلع ملی ہوئی دو چیزوں کا زور کے ساتھ الگ ہونا۔

قرع۔ دو چیزوں کا زور سے ملنا۔

سبب قریب۔ ہوائے متموج سے مراد ہے۔

سبب بعید قلع یا قرع عنیف سے مراد ہے

عارض سے مراد کیفیت اور معروض سے مراد صوت

شفا۔ نام کتاب مصنفہ بوعلی سینا۔

مبین۔ روشن وواضح

ہژدہ صورت حروف متشابہ الاشکال جیسے ب ت ث۔ ج ح خ۔ د ذ۔ ر ز۔ س ش۔ ص ض۔ ط ظ۔ ع غ ہیں سے دس حروف متشابہ لکھ کے اٹھارہ رہ جاتے ہیں۔

لام والف کو جب جو لوگ [illegible]

دبیرہ گرامی بمعنی نخستین خرد یعنی عقل اول (اہل ہند
کہتے ہیں کہ پیر بمعنی مرشد فارسی میں نہیں) فرہنگ
انجمن آرائے ناصری۔
مرشد ہادی　　چشم و چراغ عزیز
گوشتین یعنی مرکب از گوشت　طراز زینت
ننالد نہ نازد۔ فخر نکند　　نقش موجودات
نقاش پرستان خدا پرستان راہ زدن لوٹ لینا
انباز شریک　　دادار خدا
دادار رست مراد اکبر
شب نشین مرتاض و قائم اللیل

۲۵۷

بزم افروز صفت نور۔ یا۔ نور افروز بزم افروز
اسم فاعل ترکیبی اور یہ مضاف ظرف بزم کے بصورت
اول۔ نیر جہانتاب کے مطابق ہے اس لئے صورت
ثانی سے بہتر ہے
ایدی جمع ید بمعنی دست دلو اصی جمع ناصیہ بمعنی
پیشانی۔
خوانائے خطوط ایدی و نواصی نوشتہ
تقدیر کا پڑھ لینے والا۔ دانائے اسرار خفیہ مراد
اس سے اکبر
انفسی عالم مجردات　　آفاقی عالم عنصریات
نظر سیر نظر کی ایسی سیر کرنے والا اے سریع السیر
یا سیر کنندہ نظریات
خرد رخش جس کی سواری عقل ہو۔
رقم سنج دانندۂ تحریر و نقوش۔

برخورداری تمتع و فائدہ برداری۔ استفادہ
غرۂ ناصیہ سپیدی پیشانی یہ اصطلاح گھوڑے
سے لے گئی ہے جس گھوڑے کی پیشانی درہم بغلی
سے زیادہ سپید ہو اسے سعید و مبارک
سمجھتے ہیں۔
قرۂ باصرہ خنکی چشم۔ آنکھوں کی ٹھنڈک کو اچھا
سمجھتے ہیں۔
مستوثق وثوق و اعتماد چاہنے والا۔
مرضیات پسندیدگیہا　　طلیل دراز
پیری صوری۔ درازی عمر
پیری معنوی۔ خصائل حمیدہ
خدمت جو خادم　　نطاق کمر پٹکا
دید۔ نظر　　چنار بن بننا۔ ترجمہ کم خمیدہ
مراتب چہارگانہ اخلاص الخ محبت کل رضائے
کل صلح کل تفویض کل۔ یا۔ جان و مال و آبرو
و دین رب کو راہ دوست میں تج دینا۔

۲۵۸

منہی۔ خبر دہندہ　　پندار غرور
تلون دورنگی　　مظاہر نور مطلق
مظاہر شیون و شئون۔ موجودات
شعشعہ نور　　الاعلیٰ اعلیٰ بالا
دانی و لو لی۔ من دنا۔ مراد دونی
مجالی جمع مجلی جلوہ گاہ　　اقتضا خواہش
نشاۂ عالم　　حسن دوستاں دوستداران حسن
ہندسہ شکل۔

آں شبستانِ حقیقت و آن بوستان پیرائے آگہی دونوں سے مراد تصانیف فیضی یا ذات فیضی۔

بوستان پیرا یا بوستان سرا اول بمعنی اقبال و ثانی بمعنی خانہ باغ شوریدہ خط بدخط یا شکستہ خط

دور از جویائی سعی تلاش

دشوار خوان جو مشکل سے پڑھا جائے۔

چہرہ افروز شد مراد بدست آمد

ہمزبان۔ ہم صحبت۔ ہم نشین۔ یار موافق

راز گوئی نشستن مراد یہ ہے کہ مرآۃ القلوب کے اشعار بدخط پڑھنے میں فیضی کے یاروں سے مشورہ کیا اور مدد لی۔

۲۵۵

لخت لخت گردانیدن منقسم باقسام کردن

ہر طائفہ ہر صنف کلام کارد چھری یا گاز قینچی

سر سخن عنوان لحیۂ آگہی مراد مسودہ اصلی

سخن شناسان مراد ہمدمان و شاگردانِ فیضی

برادر زادہ مراد کلام فیضی ایں گروہ ہمدمان فیضی

پرآوازہ مراد طرب اندوز گیتا آوازہ بمعنی نغمہ ہے

تقدس پاکی و طہارت مراد مغفرت و نجات و نیکنامی

آں نورانی پیکر مراد فیضی یا کتاب مرکز ادوار

صماخ سوراخ گوش مفرح نام معجونے فرحت انگیز

دیریاز مدت دراز بود ایں صفت نامہ است بطور تفاؤل

بجا ماندم بجائے اینست نسخہ ابوالفضل مطبوعہ نولکشور میں بجا ماندم کے معنی بگذاشتم لکھتے ہیں۔ شاید اس مصرع کے معنی یہ قرار دئیے ہوں کہ بجا ماندم بر نام آور را دراز یعنی۔ اس نامۂ نامور کی وجہ سے اکبر کو مدت دراز تک میں نے نام آور کر دیا۔ یا بایں نامہ نام فیضی را بر فیضی تا مدت دراز گذاشتم میں با الفاظ موجودہ اس مصرع کے کوئی معنی نہیں سمجھ سکتا۔ لہذا ان اشعار کو تصنیف ابوالفضل مان کے اس مصرع کی ترمیم اس طرح کی ہے

بجا ماندم دریں نام آور دراز

یعنی اس نامۂ نامور مرکز ادوار (دیرباز) کی ترتیب کی وجہ سے میں اس دنیا میں مدت دراز تک نام آور رہوں گا اس ترمیم و معنی پر اطمینان اب کوئی نہیں۔

خط بیہی کشیدن اظہار عجز کردن

نقاش حدوث و مصور امکان کنایہ از انسان

ایں کار شگرف مراد حمد و ثنائے الہی۔

مجردات ارواح مادیات اجسام

۲۵۶

مرقع موجودات کنایہ از انسان

غیر منتہی۔ خدائے ابدی و سرمدی منتہی انسان

دست آویز دسیلہ خط تحریر

گز بماہتاب پیمودن۔ گزوں سے چاندنی ناپنا کنایہ از کار عبث و بیہودہ کردن۔

قاصر قط ناقص پر و بال قوت و طاقت

پیر یا پیر زادہ خلیفہ و ولیعہد و جانشین ارباب طریقت

ان کے جواب میں امیر خسرو اور مولوی جامی نے بھی مثنویاں کہی ہیں۔

۲۵۱

ملک و ملکوت ہر دو عالم پیشطاق محراب
شمیده رمیده ڈالا پیچیچی مانند اماد گی
گرده خاک بادسنجان قافیہ پیمائے شاعران
پنج کاخ والا اساس کنایہ خمسہ فیضی
آویزه فقمہ

۲۵۲

والغویہ گلگونہ وغازہ رام روز بست دکیم ہر ماہ
بازار بر خواب نہادن خواب کثیر آوردن
گرمی مستعدی وسرگرمی پدر افلاک
مادر زمین جان ودم مراد معرفت وعشق
مشغلہ گوئی دشوار گوئی ناطورہ معشوقہ
فرو بستگان مقاصد اہل غرض

۲۵۳

خاطر از چیزے برگرفتن اس چیز سے دل اُچاٹ ہو جانا۔
جہان نوردان مسافران وصادران
بیجو اہش بے غرض غر تو شور
بر چیزے آستین افشاندن ترک آن چیز گفتن
صاعقہ ریز برق خرمن ہیچ سوز دل افروز کنایہ از فیضی
بادل افروز بمعنی دلسوز صفت ہجر
تاریک شد از ہجر دل افروز روزم تاریک شد

راز پذیر پشیر دمستشار آویزش جھگڑا
انتظار انتظار مرگ جگر پالودن فشار دادن جگر
ناخن بر دل زدن ولخراشی کردار مراد عمل صبر
بیاوری بر شکاستن ما نع غم نگر دیدن
افروزینہ جس سے آگ روشن کریں جیسے خار وخس وغیرہ
شورش آشفتگی وپریشانی

۲۵۴

گرلوۃ پہاڑی لشتہ طیلا اندر ز تعجب
آبلہ پا بے قرار۔ بے چین۔ عاجز۔ مجبور نا قابل رفتار
گذار دہ شہد لگایا گیا۔ مشغول کیا گیا۔
اسپہبد اسپہ بمعنی سپاہ وفوج وبد بفتح بائے موحدہ بمعنی دارندہ وصاحب۔ یعنی سپہدار وسردار جیسے موبد کہ اصل میں منوبد بمعنی بزرگ مغان ہے۔
سپہ خانہ ستم زار از ہیر نگری مراد دنیا
نفس بر کشیدن سانس لینا۔ دم لینا
یارب کلمہ تعجب یاربہائے فریاد
ہزار دلہ متردد مشتغل واژون برعکس
حکمتہائے او اوکا مرجع خدا ہے
دریں بستان اشارہ بطرف حکمتہائے الہی
پژمان پژمردہ وافسردہ
گرد آوری۔ فراہم آوردن
شناسائی معرفت وشہرت
دل صد جائے درگرو مشغول اشغال کثیرہ
تازہ رویان ونو رسان دونوں سے مراد کلام فیضی

مرگستان جان کنان خواہش مضامین ستائش
امراو اظہار تمنا
ہجا زار سفلہ پرادر مراد مذمت اہل دنیا
جابجا افتادن پریشان اور تتر بتر ہونا۔
ابو الغرّ بڑا فریبی
تہی شدنی تخلیہ رذائل۔ یا مرگ
پرشدنی تحلیہ فضائل وکسب کمالات
پرشدنی معرفت سے بھرجانا۔
تہی شدنی ترک تعلق دنیوی۔ اور اس جملہ میں
صنعت طرد وعکس ہے۔
روزگار دست نوازش الخ زمانہ بہت کچھ
اپنی باطل کاری پر فخر کرے گا۔ کہ محقق طوسی ایسے
باکمال کو دوسروں پر معترض بنا دیا۔ اور اب تو
اُسے اور بھی اپنے اوپر ناز ہوگا۔ کہ میرا انبیا طالب
صلح کل مرے ہوؤں سے جھگڑ رہا ہے۔ یعنی جو
اعتراض مجھے محقق پر ہے۔ میں خود اس کا مرتکب
ہو رہا ہوں۔ یہ عبارت بھی تھوڑی دور تک پیچیدہ
ہے۔
خدلعیت۔ مکروفریب
سرسام۔ معنی ترکیبی ورم یا مرض سر۔ چونکہ اس
بیماری میں ہوش بجا نہیں ہوتے۔ اس لئے لازمی
معنی خلل دماغ ہیں۔

۲۴۹

نمیقہ نوشتہ   نمقہ۔ اس کو لکھا
مجبور استعداد مراد انسان جس کو کچھ اختیار نہیں

وسط المطالب متوسط میاں تجرد تعلق
نشیب سے مراد توسط ہے کیونکہ فراز کے مقابلہ
میں توسط بھی نشیب ہے معنی مفید اس محل پر
توسط ہیں۔   طلب طالب معرفت خدا
ثبات پائی تاکہ ماتم وسور عالم سے متزلزل نہ
ہوجاؤں
شہپر عنقائی تاکہ بوساطت بازوے فنا اڑ
کے خدا تک پہنچ سکوں۔
بود۔ اس کا فاعل مشتاق ہے۔
شد یعنی مجموعہ حکما بہجت افزا شد
خط مغشوش خط خراب۔ کتابت بد
داشت فاعل مجموعہ حکما
روز بازار فطرت باعث رونق خرد
مخدرات پردہ نشیناں تتق پردہ
نور پذیری مراد استفادہ ومطالعہ
ازیں لباس مراد عبارت یونانی یا عربی دقیق

۲۵۰

پروگیان آسمانی مخدرات معانی۔ مضامین
طراز نقش کند۔ نوید بیگانہ بود تازہ
آشنا رو مانوس   بیگانہ نامانوس
گونیا ایک لکڑی مثل مثلث قائم الزاویہ جس سے
معمار گوشہ دیوار کی کجی اور راستی دیکھتے ہیں بعض
نے بمعنی رشتہ معماران (ساہول) لکھا ہے۔
خمسہ نظامی گنجوی کی پانچ مثنویاں۔ مخزن اسرار
خسرو شیریں۔ لیلیٰ مجنوں۔ ہفت پیکر۔ سکندر نامہ

نمیکشاید حاصل نمیشود

۲۴۵

اشباح جمع شبح کالبد تن وپیکر
دریافتگی معلومات   شطرے جزوے
مواجید معلومات۔ ادراکات۔ حاصلات
شہودی عینی   وجدانی قلبی
اصنام مراد کلام   وقت فرصت
راست آمدن مناسب وسزاوار افتادن
صنمی معشوقی   عزیٰ نام بت۔ مراد کلام
شغب شور   سرہ خوب وخالص
نادیدہ ورنابینا۔ جاہل۔ بیائے تنکیر ومصدری دونوں
طرح صحیح ہوسکتا ہے۔
قحبہ زن بدکار۔ فاحشہ
باکے نیت پروائے نیست۔

صفحہ ۲۴۶

ابن ابو المدیح ہجا بندہ سے مراد انوری یا دیوان
انوری (انوری ہجو کا استاد مانا جاتا ہے)
چہ کشاید کیا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔
الوالاجداد عبارت بوجہ لفاظی وعدم خوبی معنوی
دیوان انوری مراد ہے۔
مدارا سے سوداگری۔ ارتکاب امرے بہ امید
نفع عوض نہ بخلوص نیت
برمم رنگین عام فریب کنایہ از دیوان ظہیر فاریابی
در عمل داشتن مطالعہ میں رکھنا
برداشتن فرمود انتخاب کا حکم دیا۔ فاعل فرمود
کارفرمائے ایزدی
ادائی کون پستان ہستی
رجع القہقری پیچھے پاؤں پلٹنا
بادپیمایان مدح۔ شعرائے مدح گو
تجرد نژاد بمعنی آزاد

۲۴۷

مامن اصلی۔ مقام بقا   عذب۔ شیریں
رائحیت۔ نفع وفائدہ۔
سنائی قصیدہ گو و سنائی مثنوی گو۔ کوئی دو ذاتیں
نہیں۔ بلکہ یہی ابوالمجد محمد آدم السنائی ہیں۔ پہلے شاہان
وامرا کی مدح میں قصائد کہا کرتے تھے۔ ایک
دیوانے کی باتوں سے ترک دنیا کرکے فقیر بن گئے
ان کی کتاب مثنوی حدیقۃ الحقیقۃ تصوف میں مثنوی
معنوی سے بہتر سمجھی جاتی ہے۔ بلکہ مولوی معنی
خود ان کے مداح ہیں۔
مہین برادر حکیم خاقانی حکیم سنائی غزنوی کو مدح
گوئی کی وجہ سے خاقانی کا بڑا بھائی کہا ہے۔ کیونکہ
خاقانی سے بڑھ کے پہلے انہوں نے قصائد مدحیہ
کہے ہیں۔
حکیم حقائقی۔ مراد سنائی بحیثیت قصیدہ گوئی
حکیم مجدد مراد حکیم سنائی بحیثیت مثنوی گوئی
مستمند مست بضم بمعنی غم واندوہ۔ ومند کلمہ اتصاف
سے مرکب ہے۔ لہذا اس کے معنے غمگین و دادخواہ
کے ہوئے۔

۲۴۸

فطرۃ خلقت۔ خرد
تلبیس۔ شبہ میں ڈالنا
مدحستان مراد مثنوی تحفۃ العراقین خاقانی

۲۴۱

برداشتہ منتخب
چہارسو۔ بازار۔ چوک   گزین منتخب پسندیدہ
دیہیم تاج و تخت
قلاوُز۔ سوار گشتی۔ پیٹرول۔ یہاں مراد رہنما۔
آفتابی کار آفتاب
سر بادیوار آمدن ختم ہوجانا۔ سر دیوار سے ٹکرانا
درآویختن لپٹ پڑنا۔ اُلجھ پڑنا۔ لڑنا جھگڑنا
کہنہ خیمہ کنایہ از آسمان
سَتَروَن عقیمہ۔ بانجھ   آبستن حاملہ

۲۴۲

چنانکہ آہ اے چنانچہ آہ بر آسمان میرسد
در سر آمدن ختم ہوجانا   پزشک حکیم
رو در کشیدن۔ چھپ جانا۔ خفا ہوجانا
آسمانیاں۔ ملائک
وارستگی آزادی   برگریز خزاں
بکر و غیر منافق۔ موافق۔
کارسترگ مراد انتخاب ناہمائے باستانی
پراگندہ وقت پریشان روزگار
بے آزرمی بے شرمی   ناشتا گرسنہ
گرسنہ چشمی اشتہا۔ ندیدہ پن
پیغارہ طعنہ   خردہ گیر نکتہ چین و معترض

۲۴۳

سرخوشاں مستان
سر بسنگ آمدن۔ سر پتھر سے ٹکرا جانا۔ بے قرار ہونا۔
ولولہ شور و غوغا   یاور معین
این بے آزرم مراد از نفس امارہ۔ یہاں کی عبارت بھی غور طلب ہے۔
در لباس دادن چھپائے رہنا۔
معاشرت مراد حضر   مہاجرت مراد سفر
این مزوّر مراد نفس مکار
طشت از بام افتادن راز فاش ہونا۔
ناخوشی بقدر ذرات جہان اتنی ناخوشی جو ذرات عالم کے برابر ہو۔ یا ناخوشی قاذورات جہاں را پلید بہائے عالم کی ناخوشی کو۔
جزع و فزع بیقراری و خوف

۲۴۴

پا از گلیم دراز کردن حد و اندازہ سے متجاوز ہوجانا۔
مدرسہ تحیر مقام حیرت   ملاء اعلیٰ عالم بالا
قدوہ پیشوا   فسحت گاہ منزل وسیع
عالم اطلاق رہائی از تعلقات دنیا۔ آزادی
بہ از خود مرشد و استاد   خرسندی قناعت
قوت۔ امکان۔ قابلیت۔
بہ فعل آمدن بوجود آمدن۔
بشورانند بجوش آورد   گو قعر۔ گڑھا

شعبان چونکہ اس مہینہ میں قبائل عرب متفرق
ہوجاتے تھے۔ کیونکہ شعب کے معانی اجتماع
وتفریق۔ واصلاح وافساد کے ہیں۔ یہ لغات
اضداد میں سے ہے۔ اردو میں شبرات = شب
برات کہتے ہیں۔

رمضان اس کا بیان ہوچکا۔ یہ سال کا نواں
مہینہ ہے۔

شوال اشالہ سے مشتق ہے جس کے معنی۔ دم
اٹھانا اونٹنی کا جفتی ہیں۔ ہیں۔ وقت وضع یہ زمانہ
اونٹنیوں کی مستی کا تھا اور یہ مہینہ حج کے لئے جانے
کے واسطے پہلا مہینہ ہے۔ اردو میں عید اس
مہینہ کا نام ہے۔

ذوالقعدہ چونکہ اس مہینہ میں عرب لڑائی سے
رک کر بیٹھ رہتے تھے۔ اس لئے کہ یہ ماہہائے
حرام میں سے ہے (اردو خالی

ذوالحجہ۔ کیونکہ اس مہینہ کے اول عشرہ میں حج
کرتے تھے اردو بکرید بقرعید

کالا سا ماں مراد معاملات

وارسیدن غور وفکر کرنا۔ خوب سمجھ لینا۔

تذکار نصیحت ویادگاری

تذکر یاد دلانیوالا۔ ناصح

نفسے چند مدت قلیل

عالم معاملہ جا مراد دنیا

رباط باستانی مہمان خانۂ قدیمی کنایہ از دنیا

منہی سخن المختصر۔ الحاصل یارے اتنا تو ہے

زواجر۔ جمع زاجر بمعنی مانع وسرزنش کنندہ

مرد فریب نامرد معشوق۔ کنایہ از دنیا

سرگرد کا ایزدی مراد اکبر

صفحہ ۲۳۹

طالب علم مراد ابوالفضل انکیس مراد ابوالفضل

حضیض پستی خسی کمینگی وفرومایگی

زی ہیئت ولباس

تنسیق وانتظام نظم ونسق۔ درستی کار

بدرود کردن۔ رخصت کرنا۔ چھوڑنا۔

خداع بکسر خاے معجمہ مکر۔ وخدّاع مکار

کتم پردہ وخفا

منادمت ہمنشینی

فارسست

دُہ دُہی زرخالص

مکوِّن خدا۔ یا متکوِّن بمعنی ہستی

مکنونات صحیح مکوّنات بمعنی مخلوقات

اِمکان مراد دنیا

زندیق بفتح معرب زندیک جو شخص پابند احکام
ژندہو یعنی مجوسی۔ کافر۔ آنکہ حفظ مراتب نکند

صفحہ ۲۴۰

مکوَّن ومکوِّن راہم آنجا راہ نیست اس مرتبہ میں
مخلوق اور خالق دونوں کو دخل نہیں۔ کیونکہ اس
مقام پر پہنچکے محو مطلق ہوجاتا ہے۔

در نیافتن۔ سمجھ نہ سکنا۔

مبدع ومخترع موجد

سیہ کاری تحریر وبداعمالی

مکتوب مراد مفہوم ومضمون

اوٹ پٹانگ باتیں کرنا۔ اور بے نتیجہ کام کرنے کے معنوں میں مستعمل ہے۔

محرم خودم ساختہ مرا راز دار خود ساختہ

عُلَیّہ بلند و برتر مشتق از علو۔ علی میں تائے تانیث کا اضافہ ہے۔

صفحہ ۲۳۸

جہل مرکب نجاننا اور پھر یہ جاننا کہ ہم جانتے ہیں۔

آنکس کہ نداند و نداند کہ نداند

درجہل مرکب ابدالدھر بماند

جہل بسیط نجاننا اس کے ساتھ یہ بھی جاننا کہ ہم نہیں جانتے۔

آن درستی کار خود — آز حرص

این انہاک دنیا — کار خود درستی نفس

بغیر آن اے بحسب تقدیر و اتفاق۔ یہ عبارت پیچدار ہے۔ اس لئے قابلِ غور ہے۔

رَمَضَان چونکہ وضع کے وقت اُس زمانہ میں اس مہینہ میں سخت گرمی حرارت آفتاب کی وجہ سے ہوا کرتی تھی۔ اس لئے اس مہینہ کا نام رمضان رکھا گیا۔ اس کی جمع رمضانات۔ رماضین۔ اَرمضاء و ارمضتہ آتی ہے۔ اگر اس محل پر کل ماہہائے عربی کی وجہ تسمیہ لکھ دوں۔ تو فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

مُحرّم۔ چونکہ اس مہینہ میں جنگ و خونریزی حرام تھی یہ عربی سال کا پہلا مہینہ ہے۔ عربوں کا سال قمری ہے۔ اور ان کی تاریخ اوّل شب سے بدل جاتی ہے۔ جس طرح انگریزی تاریخ بارہ بجے رات سے بدلتی ہے۔ چونکہ ترتیب وار لکھوں گا۔ اس لئے ضرورت بتانے کی نہیں کہ یہ کونسا مہینہ سال کا ہے

صفر ماہہائے حرام رجب و ذیقعدہ و محرم کے ختم ہو جانے کی وجہ سے عربوں کے گھر خالی ہو جاتے تھے۔ کیونکہ لڑائی کے لئے گھروں سے نکل جاتے تھے۔ صفر کے معنے خالی ہو جانا (اردو نیرہ تبریزی)

ربیع الاول و ربیع الآخر ان دونوں کو ملا کے ربیعان کہتے ہیں۔ عرب ان ماہہائے بہار میں حظِ بہار حاصل کرنے کے لئے باغوں میں رہتے تھے۔ (اردو۔ بارہ وفات۔ اور۔ میران جی)

جُمادیٰ الاولیٰ و جمادی الاُخریٰ ان مہینوں میں جاڑا آجاتا تھا اور شدت کی سردی ہوتی تھی اور پانی جم جاتا تھا (اردو مدار اور خواجہ مدین یعنی خواجہ معین الدین)

رَجَب اے عَظَّمَ۔ اس مہینہ کی عرب عظمت کرتے تھے۔ چنانچہ اس کا نام شہر اللہ بھی ہے۔ بوجہ تعظیم اس مہینہ میں بھی لڑائی حرام تھی۔ اس کا نام اَصَم بھی ہے یعنی بہرا۔ کیونکہ اس مہینہ میں فریادیوں کی فریاد اور ہتھیاروں کی جھنکاریں سُنائی دیتی تھی۔ اور اس کا نام اصب ہے۔ کیونکہ اس مہینہ میں ریزش (نزول) رحمت و مغفرت باری کا خیال بندگان خدا پر تھا۔ چنانچہ اس کی پندرھویں تاریخ کو روز استفتاح کہتے ہیں لکھنؤ میں رجب اور بعض شہر یوپی میں شہر اللہ کا ترجمہ کرکے خدا کا مہینہ کہتے ہیں۔

یعنی سوداء سے بنا ہے۔ چونکہ یہ مرض افراطِ
سودا سے پیدا ہوتا ہے اس لئے اس مرض
کا یہ نام ہوا۔ مالیخولیا اسی کا معرب ہے۔
سیاہ نمودن لکھنا۔ کالا کرنا۔
تذبذب جنبش و اضطراب و تردد
بدین تسوید برگزیدہ
برداشتن نقل و انتخاب کردن
آن مناسب طبیعت
خوش آمدہا مرغوب ہا۔ پسندیدہا
مباینت مشرب مراد اختلاف مسلک
مُسَوَّدَہ یا مُسْوَدَہ سیاہ کیا ہُوا۔ نوشتہ۔ محررہ
معاشرت باہم زندگانی کردن۔ ہم صحبت بودن
عبرت نصیحت و پند۔
بازار کثرت تعلقات دنیوی۔ دنیاداری
مداہنت چرب زبانی۔ چکنی چپڑی باتیں کرنا۔
نرمی۔ ڈھیل۔
مساہلت سہل انگاری۔ سستی۔
قصب السبق آگے بڑھ جانے کا بانس جیت
کا نشان۔ انگریزی گول۔
اعتبار مراد ترفع و جاہ دنیوی
اعاذنا اللہ پناہ میں رکھے (بچائے) خدائے
بزرگ و برتر ہمارے اور دوسروں کے شروں سے
صفحہ ۲۳۷
مزخرفات مزین باطل
لاطائل غیر مفید

مرضی پسندیدہ
وادیِ اَیمَن صحرا۔ دست راست جہاں موسیٰ
کو آواز آئی تھی۔ اور اصطلاح تصوف میں طریقہ
تصفیہ دل کہ قابل تجلی الٰہی و باعث مشاہدۂ جمال
حقیقی میگردد
کچکول کاسۂ گدا مرکب کچ بمعنی خمیدہ اور کول
بمعنی دوش و شانہ سے۔ اور کول بمعنی تالاب و
حوض بھی ہے۔ چونکہ کاسۂ گدا ٹیڑھا میڑھا ہوتا ہے
اور کاندھے سے لٹکاتے ہیں۔ اس لئے یہ نام رکھا
یا بمعنی حوض کج چونکہ گدا اس سے پانی پینے کے
ظرف کا بھی کام لیتے ہیں۔ اور ظرفِ آب سے
بڑا ہوتا ہے۔ اس لئے اُسے کچکول کہا اس کا مبدل
کجکول اور کشکول بھی مستعمل ہے۔ چونکہ فقیر ہر گھر
کی مختلف قسم کی بھیک کو کچکول میں رکھتے ہیں۔
اس لئے سفینۂ مختلف المضامین کو بھی کچکول کہتے
ہیں۔ اور یہاں یہی مراد ہے۔
اذاں از وادی ایمن
بزرگ زادہ مراد روح و نفس
دولتخانہ مراد ہمت
اولوش۔ دونوں واو بجائے حرکت ضمہ۔ پس
خوردہ (ترکی ہے) زلہ۔ بچا کھچا کھانا۔
ژاژ ایک سپید رنگ کی گھاس درمنہ سے مشابہ
نہایت بدمزہ اور ناگوار۔ اونٹ اُسے کتنا ہی
چباتا ہے نرم نہیں ہوتی۔ اور بدمزہ ہونے کی
وجہ سے نگلی نہیں جاتی۔ اس لئے ژاژ خائیدن

فرہنگ

چونکہ ۱۶ صفحات کی حل لغات و اصطلاحات وکنایات و استعارات ترجمہ کے ساتھ لکھ چکا ہوں کیونکہ پہلے پورا ترجمہ اسی ڈھنگ سے لکھنے کا ارادہ تھا۔ مگر جب زیادہ طول ہوتے دیکھا۔ تو فرہنگ کو ترک کیا۔ اب آخر میں صرف ضروری لغات و اصطلاحات وغیرہ کی فرہنگ لکھتا ہوں تاکہ طلبہ کیلئے کچھ سہولت ہو جائے۔ مکرر بہت سے الفاظ لکھے گئے ہوں گے۔ کیونکہ یہ یاد رہنا مشکل تھا۔ کہ فلاں لفظ آچکا ہے۔

صفحہ ۲۳۳

وانگاہ ۔ مزید براں ۔ علی الخصوص ۔ پھر

ضراعت عاجزی وزاری

بمثابہ کلاں ۔ اتنا بڑا

گو مغاک ۔ گڑھا ۔ غار ۔ کھڈ

ہمت دعا

صفحہ ۲۳۴

بہترین سفر مراد تجرد و خلوت

شیشہ جانی نزاکت و عدم تحمل

قبلۂ جان معرفت ۔ وذات الٰہی

سوراخ کن رخنہ انداز

دُکان کنایہ از دنیا

حزم پختہ کاری

وام بواو ۔ قرض ۔ مراد نعمت ہائے دنیا

گفت قول   کار عمل

دل سپید قلب روشن

آثار قلم تحریر

انوار قدم فیوض الٰہی

صفحہ ۲۳۵

وقت مختلف زمانہ متغیر ہے

جنون شوق مفرط مراد ہے

مورِد اضداد محل اضداد ۔ اضداد سے مراد

تعلق و تجرد دنیاداری و دینداری

تونگر خاطری ۔ عالم علوم ہونا ۔

دشمن مرکب ہے دو شمان بمعنی دو ضد سے

(انجمن آرا)

داد و ستد لین دین مراد معاملات

سلطان وقت باضافت تشبیہی جیسے بابائی

کہتے ہیں یعنی ۔ وقتے کہ سلطان است

شَرَہ بمعنی حرص

صفحہ ۲۳۶

رسم عرف و مجاز

مالیخولیا قسمے از جنون ۔ یونانی لفظ ملین بمعنی

زیادتی و افراط ۔ اور کولیا بمعنی صفرا سیاہ

شناسا کا گر مغز اچھا ہُوا — تو پہچان لیگا وہ کھوٹا کھرا
ہُنر کا ہے صاحب ہُنر سے ظہور — مہ و مہر سے جیسے پیدا ہو نور
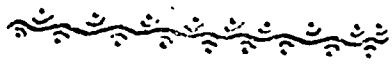
نوٹ۔ اِس کے بعد فرہنگ الفاظ مشکلہ و تصحیح اغلاط طبع اصل کتاب و سوانح عمری ابو الفضل اور اُن کے کلام پر نقد و تبصرہ لکھنا باقی ہے۔ چونکہ اس وقت بہت کام سر پر آپڑا ہے۔ اِس لئے اِن چیزوں کو دوسرے وقت پر محوّل کرتا ہوں۔ ومن اللہ التوفیق

۱۸ ؍ مارچ ۱۹۳۰ء — سید اولاد حسین شاداں بلگرامی

سمندر۔ عالم و حاکم نیک ذات اس سے قانون سیکھتے ہیں۔ اور دین داران جویائے حق
نامۂ اعمال کی اس کے ذریعہ سے حفاظت کر کے عشرت اندوز ہوتے ہیں۔ ہر مال کے تاجر
نفع حاصل کرنے کا قانون اس سے اخذ کرتے ہیں۔ اور جان نثاران میدان پہلوانی و سپہ گری
ہمت و جرأت سیکھنے کی تختی اسی سے پڑھتے ہیں۔ مرتاضان دانا نیکوکاری کا قانون اس سے
حاصل کرتے ہیں مخلصان اقبال منداس سے بے منتہی ذخیرے اور خزانے جمع کرتے ہیں۔
اور سیرگاہ حقیقت میں آرام لینے والے اس کی مدد سے کامیاب خواہش ہوتے
ہیں۔ **مثنوی**

لکھی ایک میں نے یہ نادر کتاب | کہ ہوں اس سے ہر علم پر کامیاب
کہا میں نے اس نامۂ نغز کو | کہ پڑھ کر اسے دے جلا مغز کو

ان نعمتہائے رنگا رنگ سے یہ نوید آرہی ہے۔ اور دل [illegible] افروز ہوتا ہے۔
کہ انجام کار بھلائی پر ہوگا۔ اور سعادت دائمی معین ہوگی۔ اگرچہ مبارک کا بیٹا ابوالفضل
فی الحال محل اضداد اور نصیحت نامہ اہل جہان ہو رہا ہے۔ اور [illegible] وکینہ کا ہنگامہ اس
کی وجہ سے ہیجان میں ہے۔ خدا پرستان حقیقت جو اسے مو[illegible] کامل جانتے ہیں۔ اور
یکتا [illegible] خدا لئے بے نظیر کا کہتے ہیں۔ اور پہلوانان میدان شجاعت اس کا نام عالی ہمت
رکھتے ہیں۔ اور دشمن ہستی کے یکتا لوگوں میں سے اسے خیال کرتے ہیں۔ اور بادشاہ
اس [illegible] مایشہ ابوالعقلا کہتے ہیں۔ اور اس فطرت و دانائی کے خاندان عالی کے برگزیدہ
آدم[illegible]ں میں سے جانتے ہیں۔ اور عام لوگوں کے دفتروں میں جو آشوب خانۂ بے تمیزی
ہے [illegible] تو بندۂ دنیا ہونے سے نسبت دیتے ہیں۔ اور اس بھن[illegible]ر کے ڈوبے ہوؤں
میں سے خیال کرتے ہیں۔ اور بہت سے لوگ منہمکان کفر والحاد سے سمجھتے ہیں۔ اور مذمت
و ملامت کی انجمنیں بناتے ہیں **فرد**

واقع ہوئے ہیں قصۂ عجیب بے شمار
حیران ہوں لکھوں جو میں دو تین حرف بھی

خدا کا شکر ہے کہ ان مراتب کی وجہ سے تماشائے نادرہ کا[illegible]ی زمانہ سے متجاوز
نہیں ہوتا ہے۔ اور مذمت کرنے والے اور مد[illegible]ح کرنے والے [illegible]لی خیر اندیشی سے باہر
قدم نہیں رکھتا ہے۔ اور زبان و دل کو نفرین و تحسین سے آ[illegible]دہ نہیں کرتا ہے **مثنوی**

اور ساعت سعید میں فرزند نیک اختر (عبدالرحمٰن کا بیٹا اور ابوالفضل کا پوتا) پیدا ہوا۔ اور عنایت الٰہی نے منھ دکھایا۔ اکبر نے اُس نو نہال سرابستان سعادت کا نام بشوتن رکھا اُمید ہے کہ بڑے بڑے کمالات دینی و دنیوی پر کامیاب ہوگا۔ اور دائمی سعادت سے نشاط اندوز ہوگا۔ (۲۸) اٹھائیسویں۔ کتب اخلاق کے مطالعہ کی دوستی و شغف (۲۹) اُنتیسویں حقیقت نفس ناطقہ سے واقف ہونا۔ مدتہائے دراز سے مبادیات علمی و اشراقی (کشفی) کے وسیلہ سے خواہان اسباب کا تھا۔ اور ان دونوں روش بیانی و عیانی کے صاحبدلوں سے بہت کچھ اختلاط رہا۔ اور دلائل وجدانی و عینی و کسبی و فکری و عقلی دیکھنے میں آئے مگر کسی سے راہ شبہ بند نہ ہوئی اور دلکو تسکین نہ ہوئی مگر قدرت نے میری خوش اعتقادی کی برکت سے اس عقدہ کو حل کر دیا۔ اور دل جم گیا کہ۔ نفس ناطقہ ایک لطیفہ ربانی ہے علاوہ بدن جس کو تعلق خاص اس جسم عنصری سے ہے۔ (۳۰) تیسویں نعمت یہ ہے کہ پارسائی ذات کی وجہ سے شان و شوکت امرا و شاہان دنیا مجھے حق گوئی سے روک نہ سکی۔ اور میرے علم و حکمت کی راہزن نہ ہوئی۔ اور نقصان مالی و جانی و آبروئی بھی میرے اس ارادۂ حق گوئی میں تفرقہ نہ ڈال سکا۔ اور میرے سلوک نرم نے نشو و نما کا کام دیا۔ (۳۱) اکتیسویں دنیا کی اعتباری چیزوں کی طرف دل کی بے رغبتی (۳۲) بتیسویں توفیق لکھنے اس گرامی نامہ (اکبر نامہ) کی۔ اگرچہ ابتدا و آغاز اس کتاب الٰہی (اکبر) کا تعریف خداوند تعالےٰ ہے۔ جس کو اقبال روز افزوں شاہی کی زبان کہہ رہا ہے (حمی سرایند) یا میسر ہوئی ہے (میسر آمد) اور حصول نعمت کا شکر زبان قلم سے ادا کر رہا ہے۔ لیکن اکبرنامہ ہر طرح کے علم و حکمت کا سرچشمہ ہے۔ اور ہزارہا علم کی وہ کان ہے۔ کارکن اہل جد کے لئے ہدایت و رہبر ہیں۔ اور بیہودہ بکنے والے مذاق اڑانے والوں کے لئے بھی اُس سے بہرہ وافی ہے۔ طرفہ مشرب سرمایۂ نشاط اور نادان اسباب رعونت و غرور۔ اور بڑھے تجربہ ہائے زمانہ ایک جگہ اکٹھا پائیں گے۔ اور روپیہ پیسہ دینے والے (سخی) فنون سخاوت اُس سے سیکھتے ہیں۔ بصیرت کے موتیوں کے تولنے کی جگہ۔ ترو تازہ آزادی کی گھاس کی بنی ہوئی زمین ٭

صفحہ ۱۲۸ صفحہ ۴۳۴

صبح سعادت کا وزیں (بھاری) حصہ۔ ہنر کا کارخانہ۔ آفرینش کے موتیوں کا گھرا

ہجری کو وہ پیدا ہوئے۔ اگرچہ وہ میرے مختلف البطن بھائی ہیں۔ لیکن سعادت کے مخزن ہیں۔ اور تحصیل علوم میں مشغول ہیں۔ دوسرے شیخ ابو حامد۔ ان کی ولادت روز خرداد (ہر مہینے کی چھٹی تاریخ) چھٹی ماہ دے اڑتیسویں سال جلوس مطابق دوشنبہ تیسری ربیع آلاخر سن ایک ہزار دو میں ہوئی۔ دوسرے شیخ ابو راشد۔ ان کی پیدائش اسفندارمذ (ہر مہینے کی پانچویں) پانچویں ماہ بہمن سن اڑتیس جلوس اکبر مطابق یوم دوشنبہ پہلی جمادی الاولی سنہ ۱۰۰۲ھ میں ہوئی۔ یہ دو ثمر نورسیدۂ سعادت اگرچہ لونڈی کے پیٹ سے ہیں۔ لیکن آثار اصالت کے ان کی پیشانی سے نمایاں ہیں۔ اُس پیر نورانی مبارک نے ان کے پیدا ہونے کی خبر دیکر نام بھی رکھ دیا تھا۔ اور خود ان کے پیدا ہونے سے پہلے مرگئے تھے۔ امید کہ مُبارک کے انفاس گرامی کے بدولت دولت مال وعلم مصاحب وہمنشین (دولت ہم نشین نیک کی نصیب ہو) بہروزی ہو۔ تاکہ رنگا رنگ کی بھلائیاں مجتمع ہو سکیں۔ اگرچہ بڑے بھائی فیضی نے مرکر دنیا کو غمگین کر دیا۔ مگر اللہ تعالے سے اُمید ہے کہ دوسرے درختان ثمردار (برادران ابوالفضل) کو نشاط وکامرانی وسعادت دو جہانی کے ساتھ عمر طویل دے۔ اور خوبی ظاہری وباطنی ودینی ودنیوی سے سربلند کرے (۲۵) پچیسویں تعلق مناکحت خاندان باحیا وعفت میں ہوا۔ اور دودمان علم وخاندان بصیرت سے اعتبار وعزت میں اضافہ ہو گیا۔ اور خانۂ ظاہر کو رونق اور نفس مائل بکجی کے لئے روک تھام (مہار) پیدا ہو گئی۔ (ورنہ ممکن تھا کہ بدافعالی سرزد ہوتی) اور ہندی وایرانی وکشمیری تین بیویاں باعث نشاط خاطر ہوئیں۔

صفحہ ۱۲۸۔ صفحہ ۲۷۴

(۲۶) چھبیسویں گرامی فرزند سعادت اختر ملا۔ اُس کی ولادت اٹھارہویں ماہ دے سولہ سن جلوس مطابق شب دوشنبہ بارھویں شعبان نو سو اوناسی میں ہوئی۔ مبارک نے اُس کا نام عبدالرحمن رکھا۔ اگرچہ ہندوستانی نژاد ہے مگر مسلک یونانی (حکیمانہ) رکھتا ہے۔ اور تحصیل علم کر رہا ہے۔ اور زمانہ کے نفع ونقصان (پولیٹیکل امور) سے خوب واقف ہے۔ اور نیک بختی کے علامات اُس کی پیشانی (بشرہ) سے پیدا ہیں۔ خدیو والا قدر اکبر نے اسے اپنے کوکون (اولاد مرضعہ۔ رضاعی بھائیوں) میں شامل کر دیا (۲۷) ستائیسویں۔ ماہ مرداد (بھادوں) سن چھتیس جلوس اکبر مطابق جمعہ تیسری ذیقعدہ سن نو سو ننانوے ہجری کی اندھیری رات

ہے ابوالفضل حکمت و علم و فضیلت کی دلیل
اُس کے دم سے مغز ہر معنی معطر ہو گیا
میرے اُس کے فضل میں تو سو برس کی راہ ہے
عمر میں دو تین سال اُس سے اگرچہ ہوں بڑا
باغباں کی آنکھ میں کیا قدر اس کی ہو بلند
شاخ عرعر قد میں گلبن سے جو ہو جائے سوا

اُن کی ولادت سن چار سو اُنہتر جلالی مطابق نو سو چودن ہجری میں ہوئی۔ اُن کی تعریف میں کس زبان سے کروں۔ کسی قدر اس کتاب اکبر نامہ میں لکھ کر دل کی بھڑاس نکالی ہے۔ اور غم کے آتشکدہ کو آب بیان سے بجھایا ہے۔ اور سیلاب کے روک کا بند توڑا ہے۔ اور بے صبری کا مددگار ہُوا ہوں۔ اُن کے تصانیف جو گویائی اور بینائی کی میزان ہیں۔ اور مرغان نغمہ زنکی سبزہ زار۔ اُن کی مدح سرائی کر رہی ہیں۔ اور اُن کے کمال کی اطلاع دے رہی ہیں۔ اور اُن کے عادات خوب کی یاد دلاتی ہیں +

صفحہ ۱۲۷ - صفحہ ۱۴۲

دوسرے شیخ ابوالبرکات۔ یہ آٹھویں مہر ماہ جلالی سن چار سو چھتر موافق سترھویں شوال کی رات سن نو سو ساٹھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اگرچہ مرتبہ بلند علم کا حاصل نہیں کیا۔ لیکن پھر بھی نصیبۂ کامل رکھتے ہیں۔ اور معاملہ فہمی و شجاعت و کاردانی میں متقدمین میں انکا شمار ہے اور نیک ذاتی و فقیر پرستی اور نیک خیالی میں بہت ممتاز ہیں دوسرے شیخ ابوالخیر۔ دسویں ماہ اسفندارمذ۔ آبان میں چوتھے سال جلوس مطابق دوشنبہ بائیسویں جمادی الاولیٰ سن نو سو سرسٹھ ہجری میں اِن کی ولادت ہوئی۔ عمدہ اخلاق اور اعلیٰ اوصاف ان کے خصائل حمیدہ ہیں۔ مزاج زمانہ کو خوب پہچانتے ہیں۔ تمام اعضا کی طرح زبان کو بھی مطیع عقل رکھتے ہیں۔ دوسرے شیخ ابوالمکارم۔ پہلی تاریخ کی رات اول اردی بہشت چودھویں سال جلوس مطابق شب دوشنبہ تئیسویں شوال سن نو سو چھتر ہجری کو پیدا ہوئے۔ اگرچہ کسی قدر شورش و ہنگامہ میں پڑا مگر بزرگوار کا نفس موثر پھر اُن کو راہ راست اور ڈھنگ پر لے آیا۔ اور بہت سے عقلی و نقلی علوم اُس دانائے اسرار عالم ارواح و اجسام (مبارک) کے سامنے پڑھے۔ اور کچھ یادگار (؟) سے متقدمین میر فتح اللہ شیرازی کی شاگردی کر کے سیکھے۔ خدا سے امید ہے کہ ساحل مقصود پر کامیاب ہوگا۔ دوسرے شیخ ابوتراب۔ وزرش (؟) دہر ماہ کی اٹھارھویں تاریخ کا نام) اٹھارھویں ماہ بہمن پچیسویں سال جلوس اکبر موافق جمعہ تئیسویں ذی الحجہ سن نو سو اٹھاسی

(۱۲) بارھویں بارگاہ الہٰی کی نیازمندی۔ (۱۳) گوشہ نشینان حق گزین و دانایان درست عیار سے استفادہ +

صفحہ ۱۲۶ - صفحہ ۳۴۵

(۱۴) چودھویں توفیق دائمی ایزدی۔ (۱۵) پندرھویں مہیا ہو جانا مختلف علوم کی کتابوں کا کہ بغیر ذلت سوال کے (بغیر پوچھے ان کتابوں کی بدولت) واقف ہر مذہب ہوگیا۔ مگر بہت سے مذہبوں سے دل بھی جل بھن کے رہگیا (۱۶) سولھویں ہمیشہ برانگیختہ کرتے رہنا باپ کا حصول معرفت میں۔ اور خیالات پریشان میں نہ پڑنے دینا (۱۷) سترھویں ہمنشینان سعادت افزا کا ہونا۔ (۱۸) اٹھارھویں اتنا عشق ظاہری کہ خاندان کے خاندانوں کو شورش میں لاسکتا ہے۔ اور زمین کو لرزہ میں ڈال سکتا ہے وہ میرے لئے رہنمائے منزل کمال ہُوا۔ اس عشق ابو العجائب کی نیرنگی سے ہر لحظہ نیا تعجب ہوتا ہے اور ہر ساعت دریائے حیرت میں غرق ہوتا ہے (۱۹) انیسویں ملازمت شہنشاہ عالم کی کہ یہ میرے لئے ایک نئی ولادت اور تازہ سعادت تھی (۲۰) بیسویں برکت ملازمت مالک دنیا سے خود آرائی سے دور ہو جانا۔ (۲۱) اکیسویں برکات التفات قدسی (باپ یا اکبر) سے مرتبہ صلح کل پر پہنچ جانا۔ کسی قدر یک بیک سے پیچ ناندھی۔ اور کسی قدر ہر گروہ کے نیکوں سے آشتی کے ساتھ پیش آیا۔ آخر کار بدوں کا عذر قبول کرکے اُن کے ساتھ بنیاد مصالحت ڈالی۔ اللہ تعالیٰ نور معرفت سے نقش بدی کو دور کردے۔ (۲۲) بائیسویں خوش عقیدگی واقفان خدا (اولیا) سے (۲۳) تیئیسویں بلند مرتبہ کرنا اور اعتبار دنیا تخت نشین دانا (اکبر) کا بغیر کسی کی سفارش یا میری سعی کے (۲۴) چوبیسویں برادران دانا سعادت مند خوشنودی خواہ نیک افعال۔ بڑے بھائی فیضی کی نسبت کیا کہوں کہ باوجود کمالات ظاہری اور باطنی کے مجھ شوریدہ حال کی رضا کے بغیر ایک قدم نہیں اُٹھاتے تھے۔ اور اپنے آپ کو میری دلجوئی میں وقف کر دیا تھا۔ جو میری راہ تفویض کا حق القدم اور میری نیک اندیشی کا صلہ تھا۔ وہ اپنی تصانیف میں ایسا کچھ فرماتے ہیں کہ جس کے شکریہ کی مجھ میں طاقت نہیں چنانچہ اپنے قصیدہ فخریہ میں ارشاد فرماتے ہیں قصیدہ

ذکر آجائے بلندی اور پستی کا جہاں	آسمان سے ہونگا اونچا خاک سے ہونگا گھٹا
اپنے بھائی کی فضیلت پر نہ کیوں ہو مجھکو ناز	باوجود اس باپ کے جس کی لکھی میں نے ثنا

میں سے کچھ کا ذکر کر کے اپنے دل کو قوت دیتا ہوں +

(۱) پہلی نعمت جو میں اپنے میں پاتا ہوں وہ خاندان کا عالی ہونا ہے۔ ممکن ہے کہ ان اجداد کی پاکی وطہارت سے میری گناہگاری دور ہو جاوے۔ اور بہترین تدبیر دوا و علاج جوش دلی کی ہو سکے۔ جس طرح بیماری کا دوا سے۔ آگ کا پانی سے۔ گرمی کا سردی سے اور عاشق کا دیدار سے علاج ہوتا ہے۔ (۲) دوسرے سعادت وخوبی روزگار وامن وامان زمانہ جبکہ بزرگان پیشین نے غیر مسلموں کی معدلت وانصاف پر (بفحوائے حدیث ولدت فی زمن الملک العادل) فخر کیا ہے میں اگر قوت شاہ ظاہر وباطن پر ناز کروں تو اس میں کونسی تعجب کی بات ہوگی۔ (۳) تیسرے بخت سعید کہ مجھ کو ایسے مبارک زمانہ میں مشیمۂ مشیت سے وجود میں لایا۔ اور سایۂ سلطنت پاک مجھ پر پڑا۔ (۴) چوتھے نجیب الطرفین (چونکہ ان کے دشمن ان کے نسب پر بھی طعن کرتے تھے۔ اس لئے نسب کے بیان میں پہلے بھی طول دیا ہے اور یہاں بھی اسے نعمت قرار دیتے ہیں) باپ کی نسبت تو کچھ کہہ چکا ہوں۔ اس بیگم خاندان پاکدامنی (مادر) کی نسبت کیا لکھوں۔ مردوں کی ایسی بزرگیاں اس میں جمع تھیں۔ اور ہمیشہ اپنے وقت گرامی کو افعال حمیدہ سے زینت دیا کرتی تھی۔ حیا اور قوت دلی کو ایک جگہ اکٹھا کر دیا تھا۔ اور عمل کا قول کے ساتھ تعلق موافقت پیدا کر دیا تھا۔ یعنی اس کا قول وفعل یکساں تھا۔ (سادات اپنے نسب کو سلسلہ بسلسلہ کسی امام اثنا عشر سے ملاتے ہیں۔ اور شیوخ قریش یا کسی دوسرے قبیلہ عرب سے۔ ابوالفضل اپنے پانچویں دادا شیخ موسیٰ سے پہلے کسی دادا کو نہیں جانتے یا کوئی فی ہے ورنہ ضرور لکھتے۔ اور ماں کے نسب کی بابت کچھ بھی نہ لکھنا کچھ معنی رکھتا ہے) (۵) پانچویں درستی اعضا اور اعتدال قوی اور ان کا باہم تناسب (۶) چھٹے مدت دراز تک ان دوگرامی ذات پاک کی خدمت میں رہنا۔ آفتہائے ظاہری وباطنی کے لئے ایک حصار تھا۔ اور حوادث روحانی وجسمانی کے لئے ایک پناہ تھا۔ (۷) ساتویں زیادتی صحت وتریاق تندرستی (۸) آٹھویں منزل ومکان مناسب سزاوار (۹) نویں معاش سے بے پروائی وفراغت وخوش حالی (۱۰) دسویں شوق روز افزوں رضاجوئی والدین کا۔ (۱۱) گیارھویں عطوفت ومہربانی باپ کی کہ حوصلۂ زمانہ سے بڑھ کے طرح طرح عنایتوں سے سرافراز کرتے تھے۔ حتیٰ کہ خاندان عالی کی ابدالآبائی سب مجھے مخصوص بتاتے تھے۔ یعنی مجھے فخر خاندان بتاتے تھے۔

ابتدائے تدریس میں حاشیہ اصفہانی کا ایک نسخہ دیکھنے میں آیا۔ آدھے سے زیادہ اُسے دیمک چاٹ گئی تھی۔ اور لوگ اُس سے فائدہ اُٹھانے سے مایوس تھے۔ دیمک کھائے ہوئے ورقوں کو الگ کر کے اُن کی جگہ سپید کاغذ لگایا۔ صبح سویرے تھوڑے غور کے بعد آغاز و انجام پر عبارت کا معلوم کر کے اُس کے اندازہ و قیاس پر ایک مسودہ مربوط و مناسب لکھتا پھر کتاب پر نقل کر دیتا۔ اسی اثنا میں ایک کتاب درست بھی ہاتھ لگی جب اُس کا مقابلہ کیا تو دو جگہ مترادف لفظوں کا فرق تھا۔ اور تین چار جگہ قریب قریب اُس سے عبارت تھی۔ سب حیران ہو کے رہ گئے +

جس قدر تعلق بڑھتا جاتا تھا۔ باطنی نور بھڑکتا جاتا تھا۔ بیس برس کی عمر میں آزادی و تجرد کی نوید آ پہنچی دل تعلق اولی (مشاغل علمی) سے اوچاٹ ہو گیا۔ اور پریشانی اول (عشق) سامنے آئی۔ علم کی آرائش عنفوان جوانی کے ساتھ شور انگیز۔ اور دامن ادعا (یا خواہش) وسیع۔ اور آئینہ جہاں نمائے علم و بصیرت ہاتھ میں شور و غلغلہ جنون تازہ کانوں میں آنے لگا۔ اور تمام چیزوں سے ہاتھ اُٹھا لینے کا (شوق) دامنگیر ہوا +

صفحہ ۱۲۵ - صفحہ ۴۴۳

اسی زمانہ میں شہنشاہ دانائے تخت نشین نے مجھے یاد فرمایا۔ اور گوشۂ گمنامی سے نکالا۔ چنانچہ اس بیان کو کسی قدر خاتموں میں اور کچھ کسی مناسب محل پر لکھ چکا ہوں۔ اور اظہار ثنا و شکر کر چکا ہوں۔ اس دربار میں میرے نقد کو پرکھا گیا۔ اور گرانقدری کا بازار گرم ہوا۔ اہل زمانہ اب اور ہی نظر (وقعت) سے دیکھنے لگے۔ کیسی کیسی گفتگوئیں علماء سے ہوئیں اور کن کن نفرتوں کی آگ بھڑکی۔ فی الحال کہ بیالیسواں سال الٰہی ہے پھر دل قطع تعلق دنیا کی طرف مائل ہے اور ایک نیا جنوں دل میں جم گیا ہے۔ **فرد**

جانے کیا مرغ قلب لحن داؤد   آزاد کرو کہ یہ نہیں مرغ قفس

نہیں معلوم کہ انجام کار کیا ہوگا۔ اور کس حالت میں دنیا سے سفر کرونگا۔ لیکن ابتدائے وجود سے ابتک متواتر نعمائے الٰہی نے مجھے اپنی حمایت کی پناہ میں رکھا ہے۔ خدا سے بڑی اُمید ہے کہ دم واپسین خوشنودی خدا میں صرف ہو۔ اور بری الذمہ اپنے آپ کو اُس دنیا میں پہنچاؤں۔ اور چونکہ نعمت ہائے الٰہی کا گنانا ایک قسم کی شکر گذاری ہے لہٰذا اُن نعمتوں

حکمت کی تحقیقیں اور مکتب (کتب درسیہ) کے دقیقے سب کھل گئے۔ جو کتاب کبھی دیکھی بھی نہ تھی وہ پڑھی ہوئی کتاب سے بھی زیادہ روشن ہو گئی

صفحہ ۴۱ ۔ صفحہ ۲۴۳

اگرچہ یہ عطائے خاص الٰہی تھی کہ جس نے عرش تقدس سے نزول صعودی کیا تھا لیکن تعلیم اعلائے پدر بزرگوار اور ہر علم کے خلاصے یاد کرانے اور تعلیم کا تار نہ ٹوٹنے نے بڑی مدد کی۔ اور یہ امور بہترین اسباب کشائش بنے۔ دس برس تک خود پڑھنے اور دوسروں کو پڑھانے میں دن کو دن اور رات کو رات نہ سمجھتا تھا۔ اور پیٹ بھرا اور بھوکا ہونے کی کوئی خبر نہ ہوتی تھی۔ اور خلوت وجلوت میں تمیز نہ ہوتی تھی۔ اور خوشی وغم میں فرق کرنے کی بھی مجال نہ تھی۔ سوائے نسبت کشف وشہود اور تعلق علمی کے دوسری کوئی چیز سمجھ میں نہ آتی تھی۔ میں جو دو دو تین تین روز گذر جاتے تھے اور کھانا نہ کھاتا تھا۔ اور نفس دانش اندوز کو اس کی طرف رغبت نہ ہوتی تھی۔ تو یاران طبیعت کو بڑی حیرت ہوتی تھی۔ اور ان کا اعتقاد بڑھتا تھا۔ کہ میں کوئی ولی ہوں۔ میں اُن کو یہ جواب دیتا تھا۔ کہ یہ تعجب تم کو خوگر غذا ہونے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ ورنہ دیکھو بیمار کی طبیعت جب مجادلہ مرض کے ساتھ کرتی ہوتی ہے تو کس طرح اُس بیمار کو کھانے سے روک دیتی ہے۔ مگر کسی کو اس پر تعجب نہیں ہوتا ہے۔ اگر توجہ باطنی غذا کو بھلا دے تو کیا تعجب کی بات ہے۔ بہت سی درسی رائج کتابیں پڑھاتے پڑھاتے اور سنتے سنتے نوک زبان ہو گئی تھیں۔ اور مطالب عالی پرانی کتابوں کے ازسرنو میرے صفحہ دل پر بغیر بتائے نقش ہوتے تھے۔ قبل اس کے کہ کشائش کمال علمی ہو اور پستی نادانی سے بلندی معرفت پر پہونچوں۔ (یعنی زمانہ طالب علمی ہی میں) متقدمین پر اعتراضات سوجھتے تھے۔ لوگ لونڈا سمجھ کے مانتے نہ تھے۔ دل جھنجلا جاتا تھا۔ اور طبیعت ناتجربہ کاری کی وجہ سے جوش میں آجاتی تھی۔ کہ یکایک اسی زمانہ سے قریب خواجہ ابو القاسم کا حاشیہ مطول پر لوگ لائے۔ جو اعتراضات میں ملا سعد الدین تفتازانی اور سید شریف جرجانی پر کیا کرتا تھا بعض دوست اسے لکھ لیا کرتے تھے بعینہ وہی اعتراضات اس حاشیہ میں پائے۔ جس سے دیکھنے والوں کی حیرت بڑھ گئی اور اپنے انکار سے دست بردار ہو گئے۔ اور مجھے دوسری (عظمت کی) نظر سے دیکھنے لگے۔ اب نا معلوم کا روزن مل گیا اور علم کا دروازہ کھل گیا۔

چنانچہ اپنے محل پر اس کا ذکر کسی قدر آچکا ہے۔ جب کچھ حالات اپنے آباو اجداد
چکا تو کچھ اپنی بابت بھی لکھتا ہوں اور دل خالی کرتا ہوں۔ اور سخن کو رونق دیتا ہوں
زبان پر سے بند کھولتا ہوں ؎

میرے نفس پاک کا پیوند جسم عنصری سے سن چار سو بہتر جلالی مطابق نو سو ست
ہجری میں ہوا۔ اور ماہ دے کی ستائیسویں تاریخ کی رات کو سن چار سو تہتر جلالی مطابق
یکشنبہ آٹھویں محرم نو سو اٹھاون ہجری میں مشیمہ بشری سے سیرگاہ دنیا میں چلا (پہلے
جملہ سے استقرار حمل اور دوسرے سے پیدائش مراد ہے) ایک سال سے کچھ زیاد
کی عمر میں خوب صاف باتیں کرنے لگا۔ اور پانچ برس کی عمر میں غیر معمولی ادراکات حاصل ہوگئے
اور قدرت نے نوشت و خواند و استعداد کی کھڑکی کھولدی۔ اور پندرہ برس کی عمر میں والد
بزرگوار کے کل خزائن علمی کا خزانچی بن گیا۔ اور جواہر معانی کا نگہبان و امین ہوگیا۔ اور گنج
دانش پر پاؤں جما کے بیٹھ گیا۔ اور عجیب تر یہ بات ہے۔ کہ گردش سپہر رنگارنگ سے ہمیشہ
دل علوم کسبی اور رسوم زمانہ سے پژمردہ اور خواہش نفور اور طبیعت گریزاں تھی۔ زیادہ تر
تو سمجھ ہی میں نہ آتے تھے۔ والد بزرگوار اپنے ڈھنگ پر سمجھانے بجھانے کے منتر پھونکتے
تھے۔ اور ہر فن میں ایک مختصر رسالہ لکھ کر دیتے تھے اور یاد کراتے تھے۔ اگرچہ اس سے
ہوش افزائی ہوتی تھی۔ مگر مکتب علم کی کوئی بات دل نشین نہ ہوتی تھی۔ کبھی تو بالکل سمجھ ہی
میں نہ آتی تھی۔ اور کبھی شبہات و اعتراضات پیدا ہوتے تھے۔ مگر زبان یاوری نہ کرتی تھی۔ کہ
انہیں بیان کرسکوں۔ شرم لکنت پیدا کردیتی تھی۔ اور باوجود قوت تقریر بیان نہ کرسکتا
تھا۔ اس انجمن درس میں رو دیتا تھا۔ اور اپنی آپ مذمت کرتا تھا۔ اسی اثنا میں ایک شخص
سے تعلق دلی پیدا ہوگیا۔ اور دل اس کوتاہ نظری اور عدم امتیاز سے اس تعلیم سے رک
رہا ہے۔ کچھ زیادہ دن اس عشق پہ نہ گزرے تھے کہ اس کی ہمزبانی و ہم نشینی کے خیال نے
مجھے جویائے مدرسہ بنادیا۔ اور دل سرکش و نفور کو اس کے مدرسہ میں پہونچادیا۔ قدرت
کے تماشے دیکھو کہ یکبارگی میری حالت ایسی بدلی کہ میں پہلا سا نہ رہا۔ اور کچھ اور ہی
ہوگیا۔ رباعی

مستانہ میں گیا با حضر آئے نے کر — یعنی کہ شراب سے بھرا اک ساغر
جب کیف سے اسکے ہوگیا میں بیخود — لیجا کے مجھے لے آئے شخص دیگر

علاج ہوگیا۔ اور دل کی گرہیں کھل گئیں۔ اور پرانا ناسور مندمل ہوگیا۔ القصہ جب مدتوں دارالسلطنت لاہور میں کسی مصلحت ملکی کی وجہ سے قیام ہوا تو دل اُس پیر حقیقت (مبارک) کی جدائی سے پریشان تھا۔ بتیسویں سال الٰہی مطابق نو سو پچانوے ہجری میں مبارک سے لاہور تشریف لانے کی خواہش کی۔ اُس دانائے عالم روحانی و جسمانی نے میری آرزو کو قبول فرما کے تیئیسویں ماہ مرادالٰہی مطابق ۱۰ رجب کو اُسی سن میں اپنا سایۂ عاطفت اس کثرت آرائے وحدت گزین (ابوالفضل بوجہ تعلق سلطنت و تجرد منشی) پر ڈالا۔ اور رنگا رنگ کی نوازشوں سے سرافراز کیا۔ مبارک ہمیشہ گوشہ نشینی میں خوش رہتے تھے۔ اور سب سے دست بردار ہو کر اپنے زمانہ کے حالات نویسی اور صلاح نفس عجائب کار میں اپنا وقت گزارا کرتے تھے۔ اگرچہ علوم ظاہری کی طرف توجہ کم تھی۔ لیکن ہمیشہ ذات و صفات الٰہی میں تقریر فرمایا کرتے تھے۔ اور سرمایہ عبرت و نصیحت حاصل کرتے تھے۔ اور سب سے الگ آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اور تجرد یا نجات آخرت سے متمسک تھے۔ یہاں تک کہ مزاج مبارک اعتدال عنصری سے متغیر ہوگیا۔ اگرچہ اس قسم کی بیماریاں بہت ہوا کرتی تھیں۔ اس مرتبہ سفر واپسین (موت) سے مطلع ہوگئے۔ اور مجھ شوریدہ خاطر کو بُلا کے ہوش افزا معرفت کی باتیں بیان کیں۔ چونکہ مجھے جس پرگمان رازدار حقیقت ہونیکا ہے۔ بڑے حوصلہ والا دل قدرت سے ملا تھا۔ لہٰذا بہت خون دل پیا۔ (ضبط سے کام لیا) اور اپنے آپ کو باوجود اضطراب بسیار ذرا روکا۔ اور تعلیم سے اُس پیشوائے ملک تقدس کے کسی قدر اطمینان ہوا۔ بیماری کے سات دن بعد کمال معرفت و حضور قلب کے ساتھ چھبیسویں ماہ مرادالٰہی مطابق ۱۷ ماہ ذیقعدہ (خالی) ایک ہزار ایک سن میں جنت کو سدھارے۔ ستارہ آسمان معرفت و علم چھپ گیا۔ عقل خداشناس کی آنکھ اندھی ہوگئی۔ علم کی پیٹھ ٹیڑھی ہوگئی۔ حکمت دُنیا ختم ہوگئی۔ قاضی فلک (مشتری) نے ردا سر سے اُتار دی۔ اور دبیر فلک (عطارد) نے قلم توڑ ڈالا +

صفحہ ۱۲۳۔ صفحہ ۲۴۳

جو فیلسوف دہر تھا دنیا سے چل بسا	کھولے تھے اُس نے چرخ معانی کے بستہ در
بے اُس کے اقربا ہیں یتیم و جگر فگار	عیسیٰ تھا خانداں کا قبیلہ کا بوالبشر

لغزش گاہ آگاہ دلاں سمجھتے تھے۔ اور آپ اس سے سخت پرہیز کرتے تھے۔ اور الگ رہتے تھے۔ اور دوستوں کو اُس سے روکتے تھے۔ الغرض اس رات میں یہ محفل معرفت کے سوئے ہوئے کہ جنھوں نے اسی فعل حال وقال میں سفر آخرت قبول کیا ہے بوجہ درستی نیت وصداقت فعل مبارک ایسی جستجو فرمائی یعنی رؤیا میں مبارک کے پاس آئے۔ اور دل اس پیر خدا پرست کا لے بھاگے جب تو اس کے بعد سے گانا بجانا سُننے لگے ❊

اُس سفر باسعادت دہلی میں بہت سے اُس قطعہ زمین میں سوئے ہوؤں کی قبروں پر گذر ہوا۔ اور نور دل میں چمکے اور ان کے فیض پہونچے۔ اگر واقعات کو تفصیل سے لکھوں تو اہل عالم اُس کو قصہ سمجھینگے۔ اور بدگمانی کی وجہ سے دامن آلودۂ عصیاں ہو جائیں گے ❊

صفحہ ۱۲۲ - صفحہ ۱۴۳

یہاں تک کہ مجھ کو گوشۂ تجرد سے بارگاہ تعلق میں لے گئے۔ یعنی عزلت کو چھوڑ کر تعلق سلطنت اختیار کیا۔ اور دروازہ دولت کا کھولا۔ اور پایۂ اعتبار بڑھا تو حرص کے متوالے اور حسد کے لُوٹے مارے بہت پریشان حال ہوئے۔ ان کی اس پریشانی پر میرا دل دُکھا۔ اور اُن کی اس حالت پر رحم آیا۔ خدائے یکتا سے عہد درست کیا اور اپنے دل میں ٹھان لی کہ خیال انتقام اور نقصان رسانی ان کور باطنوں کا کہ چراغ بے نور اور نشان بے نشان (عالم بے عمل وموجود کالمعدوم) ہیں دل دست کار سے بالکل نکال ڈول۔ اور ان کی برائیوں کے بدلے میں سوا بھلائی کے دوسرا خیال بھی دل میں نہ آئے۔ اعانت توفیق ایزدی سے اپنے اس خیال پر غالب آیا۔ اس فعل حسن سے مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اور میری ہمت میں نئی قوت پیدا ہوئی۔ ان لوگوں نے بداعمالی سے زندگانی خوش اختیار کی اور اطمینان کی سانس لی ❊

پدر بزرگوار نصیحت کرنے بیٹھے۔ اور ترک آتشی ومیل کجی ودروغ گوئی اور حقیقت نشناسی ابنائے زمانہ کی بیان فرمائی۔ اور ان بداعمالوں کے سزا دینے پر اصرار کیا۔ اور میں اس راز مخفی (کہ شریروں کو سزا دی جائے یا نہ دی جائے) کے ظاہر کرنے میں عنان بیان کو روکے ہوئے تھا۔ اور اس ولی نعمت (مبارک) کو جواب دیتے شرم آتی تھی۔ آخر کار مجبوراً اپنا مافی الضمیر اُن کے سامنے عرض کیا میرے جواب سے اُن کے جوش دلی کا

صفحہ ۱۲۱ - صفحہ ۱۴۰

اور جوانمردی و بزرگی کے رو سے بلا بھیجا۔ چونکہ میں دُنیا کے کاموں میں پھنسنا نہیں چاہتا تھا اس لئے ساتھ نہ گیا۔ اور مبارک فیضی کو لیکر بارگاہ ہمایوں میں گئے۔ رنگارنگ کی نوازشوں سے رُتبے بڑھے۔ اور اُن ناشکروں کے بھڑوں کے چھتے میں سناٹا چھا گیا۔ اور عالم درہم و برہم میں سکون پیدا۔ درس کا ہنگامہ گرم ہوا۔ اور خانقاہ کی آئین بندی کی گئی۔ اور زمانہ نے نیکوں کے قوانین پیش کئے رباعی

اے رات نکر تو کل کی ایسی پر خاش کل کی طرح رازِ دل نہ کرنا تو فاش

دیکھا کیسی دراز تھی کل کی رات طول شبِ وصل بھی ہو ویسا ہی کاش

اسی اثنا میں پدر بزرگوار کو دہلی شریف کے طواف کی طرف توجہ ہوئی۔ مجھ کو مع چند شاگردوں کے ہمراہ لیا۔ جس سال سے کہ دار الخلافہ آگرہ میں آکر قیام کیا تھا۔ اس گوشۂ نورانی (آگرہ) میں اس قدر تماشائے عالم علوی میں مشغول تھے۔ کہ عجائبات عالم سفلی کے دیکھنے کی نوبت ہی نہیں آتی تھی۔ دفعتہً یہ زیارت دہلی کی تمنا گریبان گیر دل ہوئی اور ہمت کا دامن پھیلایا۔ مجھ کو علاوہ نسبت آب و گلی پسری کے تعلق باطنی بھی تھا۔ کثرت نوازش سے مخصوص کر کے راز کی گٹھڑی کھولی۔ اس تفصیل کا اجمال یہ ہے کہ نور سحری میں جب کہ دل عالم بالا کی سیر کر رہا تھا۔ اور فرش حمد و ستائش پر اظہار نیازمندی ہو رہا تھا عالم رویا میں خواجہ قطب الدین اوشی اور شیخ نظام الدین اولیا دکھائی دئے اور بہت سے اولیائے کرام اکٹھا ہوئے اور بزم مصاحبت آراستہ ہوئی۔ اب میں عذر خواہی کے لئے ان کی قبروں پر جا رہا ہوں۔ اس سرزمین دہلی میں ان کے طریقہ پر اشتغال رہے گا۔

پدر بزرگوار اپنے آبا و اجداد سعادت انجام کے طریقہ پر حفاظت شریعت ظاہری فرمایا کرتے تھے۔ گانا بجانا نہیں سُنا کرتے تھے۔ اور حال و قال کو جو صوفیوں میں جاری ہے پسند نہیں کرتے تھے۔ اور جو لوگ اس رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ اُن پر طعنے کیا کرتے تھے۔ اور ہمیشہ اُن کی زبان دُربار پر آیا کرتا تھا۔ کہ بالفرض غنی و فقیر و محمدت و مذمت اور خاک و طلا برابر بھی ہو کہ یہ امور اس کام کے شرائط اجراء (جواز) میں سے ہیں پھر بھی اس فعل میں خفت تلون پائی جاتی ہے۔ یعنی وجد و سماع خلاف ثبات و یکرنگی ہے۔ اور حال قال کو

اُس بھلے مانس نے انسانیت کا برتاؤ کیا۔ لیکن معلوم ہُوا کہ یہاں بھی اُن جھوٹے جھگڑالوؤں میں
سے ایک کھیتی باڑی کرتا ہے۔ اور اکثر یہاں آیا کرتا ہے۔ اُس سے بھی دست بردار ہو کے
آدھی رات کو دل اندوہگین کے ساتھ شہر کی طرف چل پڑے۔ اور صبح ہوتے آگرہ پہنچے۔ ایک
دوست کے گھر کا گوشہ ہاتھ لگا۔ اور اُس نامرادی کے خاکدان۔ اور فراموشی کی خوابگاہ۔ اور
نااہلی کے غولستان (بھوت نگر)، اور کم ہمتی کے تنگبار میں (اُس گھر میں) آرام کا ذرا دم لیا
تھوڑی دیر بھی نہ ہونے پائی تھی کہ اُن بیحیا خدا آزار اور خود غرضان بے شرم کا ذکر اُس کی زبان پر
آ گیا۔ اور کہا کہ پڑوس میں ایک ایسا دغاباز بد دماغ فتنہ پرداز اور شریر رہتا ہے۔ میاں ان
دل کو غم تازہ نے گھیر لیا۔ اور عجیب حیرانی لاحق ہوئی۔ چونکہ قدم چلنے سے اور خیال ارادہ
سفر شب سے اور کان گھڑیالوں کی آواز سے اور آنکھ راتوں کے جاگنے سے بیکار ہو چکے
تھے۔ عجیب مصیبت دل پر چھا گئی۔ اور بڑا بھاری غم دل پر آ پڑا۔ مجبوراً فکریں دوسرے
سوچ میں پڑ گئیں۔ اور صاحب خانہ نے بھی تلاش مقام میں قدم اُٹھایا۔ دو دن اس
کشمکش باطنی میں گذارے۔ اور ہر منٹ کو دم آخری سمجھتے تھے۔ کچھ زمانہ گذرا یہاں تک کہ
اُس پیر نورانی (مبارک) کے دل پاک میں ایک سعادت منش کا خیال آیا۔ اور مالک مکان
کی کوشش اور سخت تلاش سے اُسے ڈھونڈ نکالا۔ اور ہزاروں خوشخبری سلامتی کی لایا۔ اُسی
وقت اُس کے گھر چلے گئے۔ اُس کی شگفتہ روئی اور کشادہ پیشانی سے دل بہت خوش ہُوا۔
اور کامیابی کی ہوا اُمید۔ وں کے گلبن پر چلی۔ اور چہرۂ حال پر رونق تازہ پیدا ہو گئی۔ اگرچہ وہ
مریدوں میں سے نہ تھا۔ مگر سعادت کا نصیبۂ کامل رکھتا تھا۔ گمنامی میں نیک نامی کے ساتھ
زندگی بسر کرتا تھا۔ اور مفلسی میں بھاگ کھیلتا تھا۔ اور تنگ دستی میں دریا دلی دکھاتا تھا۔ اور
بڑھاپے میں جوانی کے آثار اُس کے چہرہ سے نمایاں تھے۔ ایک خلوت دل پسند ہاتھ لگی۔
پھر از سر نو خطوط لکھے جانے لگے۔ اور تدابیر ہونے لگیں۔ دو مہینے تک اس آرامگاہ میں
ٹھیرنا ہوا۔ الحاصل مقصود کا دروازہ کھُلا۔ خیر اندیش حق جو مدد کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔
اور کار دانان اقبال مندیاری پر آمادہ ہوئے۔ پہلے تو دوستی کی محبت بڑھانیوالی اور میل
ملاپ کی میٹھی میٹھی باتوں سے فتنہ ساز حیلہ پرداز دغابازوں پر روغن قاز ملا۔ اُس کے بعد
مبارک کی خوبیاں بادشاہ کے سامنے بیان کیں۔ اور عمدہ مرحمت پیدا کرنے والے طریقوں
سے حالات کو عرض کیا۔ بادشاہ نے بمقتضائے دور بینی و قدر شناسی محبت سے بھرے جوابات دیئے

کاکوسوں پتہ نہیں۔ ٹھہرنے کو کہیں جگہ نہیں۔ نزقل کے قلم کی کیا طاقت کہ اس حال زار کو تھوڑا بھی بیان کر سکے۔ جب کہ اس کے بیان سے زبان لڑکھڑاتی ہے تو اس زبان شگافتہ قلم کی کیا مجال ہے۔ مجبوراً گھبرائے بوکھلائے ایک ویرانہ میں گھس پڑے شہر کے شوروشر اور دشمنوں کی نظر سے ذرا امان ملی۔ چونکہ بادشاہ عالم کی نوازش کا حال ابھی معلوم ہو چکا تھا اس لئے یہ رائے قرار پائی کہ چند گھوڑے مہیا کئے جائیں۔ اور دارالخلافہ (فتحپور) کو چلیں اور فلاں شخص کے گھر میں جس کی راستبازی مدت سے چلی آتی ہے اُتر پڑیں۔ ممکن ہے یہ غوغا تھم جائے۔ اور بادشاہ دست رحم و شفقت بڑھائیں۔ الغرض تجربہ کاروں کا ایسا سامان سفر کیا۔ ایسی رات میں جو حاسدوں کے دل سے بھی زیادہ تاریک۔ اور بکواس کرنے والے داستان گویوں کے قصہ سے بھی کہیں لمبی تھی ہم چل کھڑے ہوئے۔ رہنما کی ناتجربہ کاری اور گمراہی سے بھور ہوتے اُس اندھیر نگری میں پہونچے۔ وہ معاملہ نشناس اگرچہ متزلزل نہ ہوا۔ لیکن ایسے ڈراونے قصے بیان کئے کہ بیان سے باہر ہیں۔ اور ازروے مہربانی زبان پر لایا کہ اب وقت ہاتھ سے جا چکا ہے۔ اور بادشاہ کا دل تم سے کسی قدر آزردہ ہے۔ اگر اس سے پہلے آتے تو کوئی صدمہ نہ پہونچتا اور مشکل کام آسانی سے بن جاتا۔ قریب میں ایک گاؤں کا ہمیں پتہ ہے کچھ دنوں اُس گمنام مقام میں بسر کرو۔ یہاں تک کہ دل مقدس بادشاہ کا نوازش پر مائل ہو۔ ایک گاڑی میں بٹھا کر ہمیں اُدھر روانہ کر دیا۔ طرح طرح کی مصیبت سے ہم ہمکنار ہوئے۔ جب ہم اُس گاؤں میں پہنچے تو جس زمیندار کے خیال سے ہمیں وہاں بھیجا تھا وہ موجود نہ تھا۔ اس اُجاڑ نگری میں ہم بیکار جا اُترے۔ گاؤں کے داروغہ کو ایک کاغذ کے پڑھوانے کی ضرورت تھی۔ اور ہماری پیشانی سے اُس نے ہم کو پڑھا لکھا سمجھ لیا تھا۔ اس لئے ہمیں بلا بھیجا۔ چونکہ وقت تنگ تھا ہم نے جانے سے انکار کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں معلوم ہُوا کہ اُن بد دماغ ظالموں میں سے کسی ایک کا یہ گاؤں ہے۔ اور بیوقوفی سے ہم کو یہاں بھیج دیا ہے۔ بڑی بیچینی اور اندوہ کے ساتھ ہم نے اپنے آپ کو اُس مقام سے نکالا۔

صفحہ ۱۲۰۔ صفحہ ۹ ۳ ۳

اور ایک انجان رہبر کو ساتھ لیکر دارالخلافہ آگرہ کے ایک گاؤں کی طرف جہاں سے ایک آشنائی کی بو آتی تھی ہم چل پڑے۔ اُس دن قریب تیس کوس کے راہ چل کر مقصود گاہ تک پہونچے۔

کھڑے ہوئے۔ جہاں جاتے تھے۔ ایک نئی مصیبت کا سامنا ہوتا تھا۔ستانے بھی نہ پاتے تھے
کہ پھر صحرائے خطرناک کی طرف چل کھڑے ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ اس بے تابی کی دوڑ دھوپ
اور اندھیوں کی ایسی بھاگا بھاگ میں ایک باغبان (مالی) نے پہچان لیا۔ حواس جاتے رہے۔
قریب تھا کہ روح پرواز کر جائے۔ اور نقدِ حیات دے بیٹھوں۔ مگر وہ نیک بخت طرح طرح
کی مہربانی صرف کر کے ہمارے دل کو ٹھکانے پر لے آیا۔ اور از روئے خیر خواہی اپنے گھر
لے گیا۔ اور غمخواری پر آمادہ ہوا۔ اگرچہ فیضی کی وہ حالت تشویش دور نہ ہوئی۔ اور ہر لحظہ
چہرہ کا رنگ ایک آتا تھا اور دوسرا جاتا تھا۔ لیکن اُن کے برخلاف میری خوشی بڑھتی جاتی
تھی۔ اور دوستی کے علامات اُس خوشامدی کے پیشانی حال سے پڑھتا تھا۔ اور پدر بزرگوار
کی ساری توجہ خدائے یکتا کی طرف تھی۔ اور فرش معرفت پر چل رہے تھے۔ اور نیرنگی
تقدیر کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ تھوڑی رات گذری تھی کہ اُس کا مالک دلدہی کے لئے آیا۔
اور زبان شکایت دراز کی ٭

صفحہ ۱۱۸ - صفحہ ۳۲۷

کہ باوجود مجھ ایسے دوستدار عقیدت شعار کے اس شورش گاہ میں آپ کہاں رہے
اور مجھ سے کیوں کنارہ اختیار کیا جتنا وہم و گمان میں بھی نہ آئے اُتنا وہ بھلا آدمی تھا۔ میں
نے جواب دیا۔ اس طوفان کامیابی دشمن میں تمام آشنایان یکرنگ و دوستداران یکدل سے
دور رہنا مناسب معلوم ہوا کہیں ایسا نہ ہو کہ اس وجہ سے اُن کو دشمنوں کی طرف سے
تکلیف پہنچے۔ یہ جواب سن کر کسی قدر خوش ہوا۔ اور کہا اگر میرے گھر کو پسند نہ کرو گے تو
خوف خطرہ کا ہے اور ایک گوشۂ پر امن بتایا۔ اُس کی گفتار سے آثار دوستی کے نمایاں تھے
اس کی بات کو مان کر ایک خلوت خانہ پسند کر کے وہاں فروکش ہوئے۔ جیسا دل چاہتا تھا
ویسی ہی ایک پاکیزہ جگہ ہاتھ لگی۔ اُس مکان سے خطوط متضمن حقیقت حال نیک فطرتان
انصاف پسند و آشنایان صداقت پیشہ کو بھیجے۔ اور ہر ایک حالت سے واقف ہو کر
ہر ایک تدبیریں کرنے لگا۔ اور گھر والوں کو اطمینان ہوا۔ ایک مہینہ سے کچھ زیادہ
اُس آرام گاہ میں بسر ہوئی۔ اور فیضی آگرہ سے فتحپور سیکری گئے۔ تاکہ اردوئے معلی میں
پہنچکر اُن دل سوز تدبیر کرنے والوں کو گرا دے۔ ایک صبح کو وہ دور اندیش محبت کا پتلا

پریشانی لاحق ہوئی - اور بیجا حیرانی نے بوکھلا دیا - جب لوگ سو گئے تو بلا تعیین مقام منھ اُٹھا کے چل نکلے - کتنا ہی سوچا اور غور کیا کوئی جگہ آرام کی سمجھ میں نہ آئی - مجبوراً دل پریشان اور خاطر غمگین کے ساتھ اُسی امیر کے گھر جانا ہُوا - تعجب کی تو یہ بات ہے کہ اُس گھر کے لوگ ہمارے چلے جانے سے آگاہ نہ تھے - تھوڑی دیر ہم توکل سے قطع تعلق کرنے والوں نے دم لیا اور اُس پریشانی سے ذرا دُور رہے *

صفحہ ۱۱۷ - صفحہ ۳۳۶

فیضی کی یہ رائے تھی کہ اس گھر سے نکلنا بنا بر وہم تھا کوئی عقل کی بات نہ تھی - ہر چند عرض کیا گیا کہ اُس کا رنگ بدلا ہُوا ہونا ایک دلیل روشن ہے - اور نوکروں کا رُخ پھرا ہونا ایک حجت واضح ہے مگر فیضی کی سمجھ میں نہ آتا تھا - اگرچہ رکھائی کی باتیں بڑھتی جاتی تھیں مگر کوئی چارۂ کار بھی میسر نہ تھا - جب اُس کمینہ نادان واہی خیال نے دیکھا کہ ہم قباحت کے نہ سمجھنے والے کسی طرح تاڑتے ہی نہیں اور خیمہ چھوڑتے ہی نہیں تو دن ڈہاڑے نہ کچھ کہا اور نہ سُنا چپکے سے چلتا بنا - اور اس کے غلام بھی خیمہ اُکھاڑ روانہ ہوئے - ہم تین آدمی اُس جنگل میں بیٹھے رہ گئے - پاس ہی نخاسہ کا بازار لگا تھا - عجیب حالت پیش آئی - نہ رہنے کی جگہ اور نہ جانے کا ٹھکانا - اور نہ کوئی پردہ اور نہ کوئی آڑ - چار طرف آشنایان منافق - و دشمنان مکار - یا ناواقفان بدخلق و معاہدان بے وفا اِدھر اُدھر دوڑتے پھرتے تھے - اور ہم دشت بے پناہ میں خاک عاجزی و مذلت پر بیٹھے ہوئے - زمانہ غمگین و صُورت حال پریشان کے ساتھ ہم اندوہ کے لمبے لمبے کوچوں میں داخل ہوئے - بہر حال چلنا اور کسی طرف قدم اُٹھانا ضروری تھا - اُن دشمنوں کے مجمع میں سے گذرنا پڑا - حفاظت خدا نے اُن کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا - اعانت نگہبانی الہی سے اُس محل خطرناک کے بیچ کے نکل گئے - اور سبھوں کی رفاقت و موافقت کے گھر کو سیلاب کی راہ میں چھوڑا (ہر شخص سے اُمید رفاقت کا خیال دل سے نکال ڈالا) بیگانوں کی ملامت اور دوستوں کی خیر و سلامت سے دُور رہکر ایک بغیا میں پہنچے - ایک پناہ کی جگہ ملی - اور گئی ہوئی قوت پلٹ آئی - اور دل کو بڑی تقویت حاصل ہوئی - یکایک یہ معلوم ہوا کہ یہاں کچھ جاسوس بدانجام موجود ہیں - ہماری تلاش سے تھک کے یہاں تھوڑی دیر کے لئے دم لے رہے ہیں - دل پارہ پارہ اور حالت پریشان کے ساتھ یہاں سے بھی نکل

منشاء زمانہ معلوم ہو۔ اور اُن کے قہر و لطف کا اندازہ ہو سکے ٭

صفحہ ۱۱۶ - صفحہ ۳۲۵

اگر موقع ملے تو کچھ نیک خیال منصف مزاج لوگوں سے پیام و سلام کیا جائے۔ اور
زمانہ کے مزاج کا رنگ ڈھنگ دیکھا جائے۔ اگر وقت مدد کرے۔ اور زمانہ خوش بختی عطا
رے تو پھر رجوع بھلائی کی طرف ہو (یا گھر پلٹ چلیں) وگرنہ ملک خدا تنگ نہیں ہے۔
ہر پرندہ کے لئے شاخ اور گوشۂ آشیان ہے۔ اور قبالہ سکونت دوامی اس شہر عناب
(آگرہ) کا نہیں لکھدیا ہے۔ فلان شہر کے اطراف میں فلان امیر کو جاگیر پر جانے کی
اجازت ملی ہے۔ اور وہاں ٹھہرا ہوا ہے۔ کسی قدر اُس کے روزنامچہ حالات سے نور صداقت
کی سطریں پڑھی جاتی ہیں۔ اور بوے محبت اُس سے دماغ عقل دور اندیش تک آرہی ہے۔
اب سب سے ہاتھ اُٹھا کر اُس کے پاس پناہ لیجائیں۔ ممکن ہے کہ اُس گمنام جگہ میں کسی قدر آرام
میسر ہو۔ اگرچہ دنیاداروں کی آشنائی پر کوئی بھروسا نہیں کیا جا سکتا ہے۔ مگر اتنا ہے کہ اُس کا
دوسرے بدمعاشوں سے میل جول نہیں ہے۔ [illegible] بادل کے سرعت کے ساتھ چل
کھڑے ہوئے۔ جب اُس کو ان کے آنے کی اطلاع ہوئی بہت خوش ہوا۔ اور خندہ پیشانی
کے ساتھ اُن کے آنے کو غنیمت سمجھا۔ چونکہ خوف کی گرم بازاری تھی۔ اس لئے واپسی میں چند
ترکوں کو اپنے ساتھ لائے تاکہ راستہ میں کوئی گزند نہ پہونچے۔ اور ڈھونڈنیوالے بدذاتوں
کے ہاتھ میں نہ پڑ جائیں۔ شب ناامیدی میں دہ تیز دست آگاہ دل (فیضی) آئے اور اطمینان
کی خوشخبری لائے۔ اور پیام آرام دیا۔ فوراً بھیس بدل کے چل کھڑے ہوئے۔ اور ہر ایک
ایک راستہ سے اُس کے گھر پہنچا۔ بڑی خوشی ظاہر کی اور عمدہ خدمت بجالایا۔ آسائش نے مژدہ
سعادت سُنایا۔ دن بھر اُس گھر میں آرام سے رہے۔ اور جنگ جوئی و بدخوئی زمانہ سے بچے رہے
کہ یکایک جو پریشانی لاحق تھی اُس سے بھی زیادہ سخت بلائیں آسمان سے برس پڑیں۔ اُس شخص
کو دربار میں بلایا گیا۔ جس شراب سے اُس دوسرے شخص کو بیہوش کیا تھا۔ اس سیدھے سادے
کو بھی وہی شراب پلائی۔ اس نے پہلے سے بھی زیادہ مدہوش ہو کر آشنائی کا تختہ دفعۃً ایسا
اُلٹا کہ رات ہی کو اُس کے گھر سے نکلنا پڑا۔ اور ایک اور دوست سے جا کر ملے۔ اُس نے
ہمارے آنے کو بہت غنیمت سمجھا۔ چونکہ اُس کے پڑوس میں ایک بدذات فسادی رہتا تھا۔ بڑی

ورنہ ابوالخیر کو نہ چھوڑتے اور پہرا نہ اُٹھاتے۔ یہ تمام بُرے خیالات جو دل میں آرہے ہیں بظاہر
صحیح نہیں۔ جب امان واطمنان کے زمانہ میں دشمنوں کی بکواس کان تک پہنچتی تھی۔ تو منتخب
شریف لوگ فریب میں آکر دشمنی پر آمادہ ہو جاتے تھے۔ فی الحال جو آگ لگی ہوئی ہے۔
مان لو اگر مالک خانہ ڈر جائے تو کیا بعید ہے۔ اگر اُسے پکڑوا دینے کا خیال ہوتا تو ظاہری
برتاؤ کو نہ بدلتا۔ اور پکڑوا دینے میں دیر بھی نہ لگتی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ بد اندیش حرامزادوں
کی بنوٹ والی باتوں نے اُسے بوکھلا دیا ہے۔ اور نوکروں کو اس بات پر لگا دیا ہے کہ ہم اُن
کی بد خوئی مذمومہ کو دیکھ کر اُس کے گھر سے نکل جائیں۔ اور اُس کو اس بار خاطر سے
نجات دے دیں ؛

ذرا آپے میں آکر تدبیر سوچنے کی طرف ہم متوجہ ہوئے۔ پہلی رات سے بھی زیادہ بدبختی
اور اندوہناکی دکھائی دی۔ میری اُس پہلی تجویز اور مشورہ حال کی باپ اور بھائی نے تعریف
کی۔ اور مجھ کو امین مشورہ دینے والا خیال کیا۔ اور میری کم عمری سے صرف نظر کر کے عہد کر لیا
کہ آیندہ تمہاری رائے کے خلاف نہ ہوگا۔ جب شام ہوئی تو دل ہزار پارہ و دماغ پریشان
و سینۂ زخمی اور خاطر گراں بار غم کے پیا[illegible] اس غمکدۂ وحشت افزا سے نکلے۔ کوئی رفیق دھیان
میں نہیں۔ اور نہ پاؤں میں طاقت۔ اور نہ کوئی پناہ کی جگہ پیدا۔ اور زمانہ پر آشوب کہ یکایک
اُس دیدۂ خانۂ تاریک میں ایک بجلی چمکی اور خوشی سے چہرہ بھڑک اُٹھا۔ یعنی ایک شاگرد کا گھر
دکھائی دیا۔ ذرا جان میں جان آئی۔ اگرچہ اُس کا گھر اُس کے دل سے زیادہ تنگ۔ اور
اُس کا دل اس پہلی رات سے بھی زیادہ تاریک تھا۔ مگر ذرا دم لیا۔ اور اُس سرگردانی بے پایان
سے ذرا نجات ملی۔ اور پایان کار کے لئے گوشۂ گمنامی (خانۂ شاگرد) میں فکریں دوڑانے لگے۔
اور عقلوں نے سوچ میں لمبے لمبے قدم رکھے۔ چونکہ آرام کی کوئی جگہ دکھائی نہیں دیتی تھی۔ اور
اطمینان نظر نہ آتا تھا۔ تو میں نے یوں جواب دیا کہ بہترین دوستوں اور پرانے شاگردوں اور
خوش اعتقاد مریدوں کا حال ان چند دنوں میں بالکل کھل گیا۔ اب مناسب وقت یہ ہے کہ
اس شہر پر نفاق سے جو عذاب گھر علم کا اور نقصان جائے کمال ہے کہیں نکل جائیں۔ اور ان
منافق آشناؤں اور غیر مستقل دوستوں سے کہ ستون وفاداری ان کا ہوائے بہار پر ہے۔
اور درخت (یا اسباب) استقلال ان کا راہ سیلاب تن۔ میں الگ ہو جائیں۔ ممکن ہے کہ
کوئی گوشۂ خلوت مل جائے۔ اور کوئی اجنبی نیک بخت اپنی پناہ میں لیلے۔ اور وہاں حالت

سچی بات کو افسانہ۔ اور مسرت انگیزی کو ماتم سرائی سمجھ کر ہاتھ ہتھیار کی طرف بڑھایا۔ کہ اب رنگ بیڈھب ہے اور صوفیت کی باتیں اور چیز ہیں۔ اگر آپ نہیں چلتے ہیں تو میں ابھی ابھی اپنے آپ کو ہلاک کئے دیتا ہوں۔ آئندہ آپ جانئے۔ مختصر یہ ہے کہ میں اس روز مصیبت کو نہیں دیکھ سکتا ہوں۔ تعلق پدری اور باپ کی محبت سے فیضی کی بات مان لی۔ حکم سے اُس پیر نورانی مبارک کے ہیں بھی جاگا۔ مجبوراً اُس اندھیری رات ہیں یہ تین آدمی پیدل نکل کھڑے ہوئے۔ نہ کوئی رہبر مددگار تھا اور نہ چلنے کی پاؤں میں طاقت تھی۔ والد بزرگوار نظارگی تماشا نیرنگی تقدیر ہو کر بالکل چپ تھے۔ مجھ میں اور فیضی میں کہ اُس زمانہ میں کاروبار سلطنت اور دنیا کے جھگڑوں میں اپنے سے زیادہ کسی کو نادان نہیں سمجھتے تھے گفتگو ہوئی۔ اور پناہ کی جگہ کے بارہ میں باتیں ہوئیں۔ جس کو وہ بتاتے تھے میں اعتراض کرتا تھا۔ اور جس کو میں بتاتا تھا۔ وہ انکار کرتے تھے قطعہ

صفحہ ۱۱۳۔ صفحہ ۳۳۲

دشمنوں نے بڑھایا دست کیں — دوست اک مہربان نہیں پاتا
آدمی تو بہت ہیں۔ پر انسان — درمیان جہان نہیں پاتا
دشمنوں سے ملوں۔ کہ یاروں میں — کوئی غمخوار جہان نہیں پاتا

ناچار ہزار دوڑ دھوپ کے ساتھ ایک آدمی کے گھر میں جس کا صاحب حقیقت ہونا فیضی کو متیقن تھا۔ اور مجھے جو ابھی صبح وجود کا نہار۔ اور بازار ترکیب عنصری کا ناقص و ناتمام (یعنی بچہ تھا) اُس کے حقیقت منشی کا گمان بھی نہ تھا۔ داخل ہوئے۔ وہ ان بزرگان آسودہ روزگار (پریشان حال) کو دیکھ کر بے تاب و تواں اور اپنے نکلنے پر پشیمان ہوا۔ شرما حضوری جگہ رہنے کو بتائے۔ جب اُس ویران مکان میں گئے تو اُس گھر کو اُس شخص مذکور کے دل سے بھی زیادہ پریشان پایا۔ عجیب حالت پیش آئی اور طرفہ غم نے گھیر لیا۔ بڑے بھائی مجھ سے اُلجھنے لگے (جھنجھلانے لگے) کہ باوجود زیادہ ملاقات کے مجھ سے غلطی ہوئی۔ اور تم باوجود اُس سے میل جول نہ ہونے کے ٹھیک خیال کرتے تھے۔ اب تدبیر کار کیا ہے۔ اور راہ فکر کون ہے۔ اور ہم کو کہاں اطمینان کے ساتھ دم لینا چاہئے۔ میں نے جواب دیا کہ ابھی کچھ نہیں گیا ہے۔ ہم کو اپنے گھر پلٹ چلنا چاہئے۔ اور مجھے اپنا وکیل بنانا چاہئے۔ ممکن

ہوش اُڑانے والا اچھوتا قصہ اُسے پڑھا کر آدھی رات کو بھیجا *

صفحہ ۳۱۱ صفحہ ۳۲۱

وہ شعبدہ باز مکار اُس اندھیری رات میں کانپتے ہوئے دل۔ روتی ہوئی آنکھ۔ اُڑے ہوئے رنگ اور تھتھائے ہوئے مُنہ کے ساتھ تنہائی میں فیضی کے پاس آیا۔ اور مکاری کی باتوں سے اُس بھولے بھالے کو بیچین کر دیا۔ اور اُس دغا وفریب کے نہ جاننے والے کو بہکا دیا۔ خلاصۂ کلام اُس مکار کا یہ تھا کہ بڑے بڑے لوگ مُدت سے دشمنی رکھتے ہیں۔ اور کھوٹے ناشکرے جنگجوئی پر آمادہ ہیں۔ فی الحال موقع پاکر اکٹھا ہوئے ہیں۔ بہت سے عمامے والوں کو گواہ اور کچھ کو مدعی بنایا ہے۔ اور بہتانوں کے ثابت کرنے کے لئے خوب خوب بہانے تراشے ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ ان مولویوں کا بارگاہ مقدس سُلطانی میں کیسا اعتبار ہے اور اپنی گرم بازاری کے لئے کیسے کیسے سرافراز لوگوں کو نکلوا دیا (یا قتل کرا دیا) اور کیسے بڑے بڑے ظلم کئے۔ میرا ایک محرم راز دوست ان کے مشوروں میں شریک ہے۔ اِس آدھی رات کو ان امور سے اُس نے مجھے اطلاع دی۔ اور مَیں نے بیچین ہو کر تم سے آکے بیان کیا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دن ہو جائے۔ اور کار از دست رفتہ ہو جائے۔ اب لائے یہ ہے کہ اُسی وقت شیخ مبارک کو کسی گوشہ میں اس طرح لیجاؤ کہ کسی کو خبر نہ ہو۔ اور کچھ دنوں کے لئے الگ ہو جاؤ۔ تاکہ دوست اکٹھا ہو جائیں اور حقیقت حال کو ہمایوں سے عرض کر سکیں۔ فیضی کو اندیشہ پیدا ہو گیا۔ اور بڑی بیچینی کے ساتھ مبارک کی خلوت گاہ میں گئے۔ اور ماجرا اُن سے بیان کیا۔ مبارک نے کہا دشمن ہر چند غالب ہوں۔ خدا عالم اور بادشاہ عادل واقف راز۔ اور علمائے ہفت اقلیم موجود۔ اگر کچھ بیا ہن و دیانت لوگوں کو بدمستی حسد نے بیچین کر دیا ہو تو حق گوئی بھی تو قائم ہے۔ اور پوچھ گچھ (دریافت حال) کا دروازہ بند نہیں ہے۔ اور اگر تقدیر الٰہی میں ہمارا آزار نہیں لکھا ہے تو پھر سب بھی اکٹھا ہو جائیں۔ جب بھی ہمیں کوئی صدمہ نہیں پہنچا جا سکتا ہے۔ اور اپنی بدکاری پر کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اور کوئی گزند ہم کو نہیں پہنچا سکتے۔ اور اگر مرضی خدا یہی ہے تو ہم بھی خندہ پیشانی اور بشاشت کے ساتھ جان دینے پر تیار ہیں۔ اور دُنیا سے ہاتھ اُٹھا لیں گے۔ چونکہ فیضی کی عقل گم ہو چکی تھی (اس خبر وحشت اثر سے) اور غم بڑھا ہوا تھا۔ مبارک کی

ہیں وہ گروہ صادقان درستی دور چلا گیا تھا۔ سردار علماے دربار ہمایونی۔ دشمنی پر تُل بیٹھے۔ اور بدفطرتان بے شرم شیطان حرامزادوں کو موقع مل گیا۔ مبارک ایک خداپرست دوست کے گھر تشریف لے گئے تھے اور ہمراہی کی سعادت مجھے حاصل تھی۔ وہ رعونت دکھلانے والا غرور کا بڑھانے والا۔ (مخدوم الملک) اُس محفل میں آیا۔ اور باتیں بگھارنے لگا۔ میرے دماغ میں نشۂ علم و شباب سمایا ہُوا تھا۔ مدرسہ سے نکل کے دُنیا کے جھنجھٹوں میں نہیں پڑا تھا۔ اُس کی بکواس پر مجھ سے رہا نگیا یہ نوبت مباحثہ کی ہوئی کہ آخر اُسے شرمندہ ہو کر اُٹھنا پڑا۔ دیکھنے والے حیرت میں گڑ گئے۔ اُسی دن سے احمقانہ انتقام کی ٹھان لی۔ اور اس مایوس جماعت مخالف کو خوب اُبھارا۔ پدر بزرگوار ان کی چالوں سے مطمئن الخاطر (نچنت) اور میں نشۂ علم میں غافل (بےخبر) ✣

پہلے اُن دنیاپرست بیدینوں نے چالاک دھوکے بازوں کے طریقہ پر (بگمان فاسد خود) اداے فرض و اعانت دین پر مستعد ہو کر انجمنیں بنائیں۔ اور حریصوں کے دلوں پر چھاپا مار کے بہتوں کو گوشۂ عدم میں پہونچا دیا۔ جب بادشاہ نیک خیال اور نیک نیت حسن ظن رکھنے والا ہو۔ اور معاملات مذہب و علم و انصاف اُس جماعت کے سپرد کر دے جو بظاہر نیک معلوم ہوتے ہیں۔ اور خود بادشاہ عدم توجہ کی عبا اوڑھ لے۔ اور حق بات کہنے والے صداقت پیشہ کی بازار مدہم ہو۔ اور بدنفسان عالم کجرو۔ اور اراکین سلطنت اس گروہ مکار کے مددگار۔ اور تعصب کی رونق بازار تو پھر لازمی نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ خاندان کے خاندان تباہ ہو جائیں اور عزتیں برباد ہو جائیں۔ ایسے وقت بدبین بدذاتان بدافعال جو نیک نامی کے ساتھ مشہور تھے۔ مانند اُس عورت کے کہ اُس کا کنواری ہونا ظاہر کریں مگر وہ فاحشہ نکلے۔ اور دنیا داران بے شرم کو غلبہ تھا۔ اور تنگ نظران کور باطن متفق تھے۔ اور دوستداران محب دور پڑے ہوئے تھے۔ اور سچی بات کہنے والے گوشہ نشین تھے۔ اور بیدینوں[ملہ] کا ہنگامہ کشمکش آمادہ۔ نقصان پہونچانے پر۔ انہوں نے باہم مشورہ کیا۔ اور دل آزاری کے عہد کو از سر نو تازہ کیا مکر و حیلہ کے اندھے کنوئیں کے ہاروت اور مکاران منافق میں سے ایک شخص کو کہ مکاری سے پدر بزرگوار کے مکتب میں نیک سمجھا گیا تھا۔ اور اُس جماعت کاذبان کے ساتھ موافقت اور میل جول رکھتا تھا۔ ڈھونڈ نکالا۔ اور خدا کی ناراضی والا مکر اور

ملہ اور بیدینان آمادۂ نقصان کا ہنگامہ کشمکش تھا ۱۲ ✣

اُس ملامت کی وجہ سے پھر مبارک پر شیعہ ہونے کا الزام لگایا۔ لیکن مدد خدا سے ہمیشہ
بد گو کے چہرہ پر گرد شرمساری بیٹھا کرتی تھی اور خجالت زدہ ہو کر پائمال غم ہوتے تھے۔
اور اپنی بد ذاتی اور اندھے پن سے پھر بھی عبرت نہیں لیتے تھے۔ اور اُسی بدخیالی پر چلیہ جوئی
کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ نیرنگی زمانہ اور عجائب کاری روزگار نقش عجیب سامنے لایا۔ اور
عظیم افتراق نے چہرہ عبرت کو روشن کردیا ❊
(چودھویں سال جلوس مطابق ۹۷۰ھ میں پدر بزرگوار گوشہ نشینی سے نکلے۔ اور
عجیب عجیب باتیں پیش آئیں کچھ اُن میں کی بیان کرتا ہوں۔ اور ایک نصیحت نامہ کہتا ہوں۔
اگرچہ ہمیشہ حسد کی بھڑوں کا چھتہ شورش میں رہا کرتا تھا۔ اور دشمنی کے بل کا سانپ جوش
میں۔ اور دوستی کا شب چراغ بے نور۔ اور نیکان زمانہ بدی پر آمادہ اور دروازہ مغایرت
کا کھولے ہوئے تھے۔ جیسا کہ پہلے اس کی طرف اشارہ کیا جاچکا ہے۔ لیکن اِس وقت
جبکہ پایۂ علم بہت بلند ہو چکا تھا۔ اور بزرگان زمانہ شاگرد ہو چکے تھے۔ اور ہنگامہ مردم
گرم تھا۔ اور پدر بزرگوار اپنی روش کے موافق دوسروں کے عادات مذمومہ کو بتایا کرتے
تھے اور دوستوں اور نیک خواہوں کو اُن سے روکتے تھے تو علمائے زمانہ اور مشائخ
روزگار جو ذات مبارک کو اپنے عیوب کا آئینہ جانتے تھے۔ بداندیشی اور اُس کی چارہ
سازی پر آمادہ ہوئے اور اپنے آپ کو بڑے بیسروپا اور بدخیالات کا بیمار پایا۔ اور اپنے
دل میں خیال کیا اگر ان عیوب میں سے تھوڑے سے بھی دل نشین شہنشاہ ہمایوں عادل ہو
جائیں۔ تو ہمارے پُرانے اعتبار کی کیا عزّت رہ جائیگی۔ اور انجام کار کس برے حال پر قرار
پائے گا۔ لہٰذا پائمال غم واندوہ ہو کر دشمنی کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور تہمت والزام
کے راستہ میں لمبے لمبے قدم اُٹھائے۔ اور مکاری وحیلہ گری سے بہت سے مقربین آستانہ
مبارک کو روروکے باتیں سُنا کر بہکادیا (منحرف کردیا) اور عداوت بد ذاتی کو دینی حمایت
میں ظاہر کرکے اُنہیں پر انگیختہ کر دیا (اُبھارا)

صفحہ ۱۱۲۔ صفحہ ۳۳۰

اگرچہ مُدّت دراز سے طرز ناپسندیدہ بھی تھا۔ لیکن ہر زمانہ میں مدد خدا سے سچ بات
کہنے والے نیک بخت اِن بدذاتوں کے جوش بازار کو تتر بتر کر دیتے تھے۔ اور اس وقت

کو اُبھارتے تھے۔ اور اپنی بدخیالی سے دل آزاری میں سعی کرتے تھے۔ سارا وسیلہ ان کی بدارادگی کا واقعہ شیخ علائیؒ کا تھا۔ ایک جماعت ہندوستان میں رہتی ہے۔ جو میر سید محمدؒ جونپوری کو مہدی موعود جانتے ہیں۔ اور اس عقیدہ میں مبالغہ کرتے ہیں۔ باوجود علم و عمل و تہذیب اخلاق بہت سے روایات قطعی کو بھول کر اپنے اس عقیدہ پر غور نہیں کرتے۔ زمانہ سلیم شاہ میں شیخ علائیؒ نام ایک جوان باوجود عالم ظاہر و باطن ہونے کے اس محل ہلاکت میں پڑ گیا۔ (یہ مذہب اختیار کیا) ٭

صفحہ ۱۱۰ - صفحہ ۳۲۸

اُس مقر سعادت (مسکن مبارک) میں پہلے بوجہ گوشہ نشینی و ترک تعلق مبارک سے ملنے آئے۔ فتنہ پردازان حیلہ جو کی زبان بیہودہ گوئی میں کھل گئی۔ اور باتیں بنانے کا موقع ہاتھ لگا علمائے عصر جو نادان مظہر دانائی و زہر گیاہ (زہریلی گھاس) نوش دارمت - تریاق) نماہیں علائیؒ کے کینہ پر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اُس کے قتل کے لئے بڑا ہلڑ مچایا۔ اور فتوے لئے مبارک نے مفتیوں سے موافقت نہ کی اور عقل اور شریعت دونوں کو معین مفتیان نہ پایا۔ اکبر کے سامنے اس جھگڑے کو پہونچایا۔ اور اپنی بدخیالی و خبث باطنی سے قتل علائی میں بڑی کوششیں کیں۔ اور سنہ آرائے حکومت اکبر نے علمائے عصر کو جمع کیا۔ اور فتوائے شرعی کی جستجو میں سعی کی۔ میرے باپ کو بھی اُس انجمن میں بُلایا۔ اور جب ان سے فتویٰ لیا تو برخلاف جاہ طلب باتیں بنانے والوں کے جواب دیا۔ اُس دن سے کینہ پر آمادہ ہو کے پیروی دین مہدویہ کا الزام لگایا۔ اور اِس بات میں کہ وجود مہدی کی حدیث خبر احاد میں سے ہے اتنی کوشش کی کہ علائیؒ بیچارہ مارا گیا۔ اور کچھ بدذاتوں نے شیخ مبارک کو مذہب شیعہ کا دل سے معتقد قرار دیکر راہ ملامت پر چلنا شروع کیا۔ اور نہ سمجھ سکے کہ علم اور چیز ہے اور اعتقاد اور یعنی شیخ مبارک واقف مذہب شیعہ تھے مگر شیعہ نہ تھے۔ دوسری خاص بات یہ ہے کہ اس زمانہ میں سادات عراق میں سے ایک شخص جو وحید عصر تھے اور علم کو عمل سے ملا دیا تھا۔ اور اُن کا قول و فعل یکساں تھا دامن آلودہ تہمت بنایا۔ تو جہ اکبر سے اُس پر قابو نہ پا سکے۔ ایک دن محفل ہمایوں میں عرض کی کہ سید عراقی کی امامت جائز نہیں۔ کیونکہ جس کسی کی گواہی نامقبول ہو وہ پیش نمازی کا سزاوار کیسے ہو سکتا ہے۔ اور چند روائتیں حنفی مذہب کی

صفحہ ۱۰۹ - صفحہ ۳۲۷

اُس پیر روشن ضمیر (مبارک) نے اُسی گوشۂ پاک میں پائے ہمت کو جمائے رکھا۔ اور کبھی گرد سستی مُبارک کے صفو تکدۂ باطن پر نہ بیٹھی۔ راقم اکبر نامہ (ابوالفضل) اِس زمانہ میں پانچ سال کے تھے۔ اور نور ادراک ایسا ایوان بصیرت میں چمکتا تھا۔ کہ اُس کی شرح گفتگو کے سانچے میں نہیں سما سکتی۔ اور اگر سمائے بھی تو اہل زمانہ کی سماعت کی تنگ گلی میں کب داخل ہو سکتی ہے۔ یعنی اُسے لوگ کب مان سکتے ہیں۔ مجھے یہ واقعۂ قحط و وبا اچھی طرح یاد ہے۔ دوسرے دیکھنے والوں کی واقفیت میرے اس قول کی موید اور شاہد ہے۔ (یا۔ ایسے ہی قصّے ادراک کم سنی بوعلی سینا وغیرہ کے میرے اس بیان کے موید ہیں) مصیبت زمانہ نے خاندانوں کو برباد کر دیا۔ اور بہت سے آدمی مر گئے۔ جس گھر میں مبارک رہتے تھے اُس میں مرد عورت چھوٹے اور بڑے سب ملا کے ستر لوگ رہا کرتے تھے۔ ان کی فراخی حال اور نشاط قلبی اہل زمانہ کی حیرت کو بڑھاتی تھی۔ کوئی کیمیا گر اور کوئی جادوگر خیال کرتا تھا۔ کبھی ایک سیر غلہ ہاتھ لگتا تھا اُس کو مٹی کی ہنڈیا میں اُبالتے تھے۔ یہی جوش کیا ہوا پانی ان ستر آدمیوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ اور عجیب تر یہ بات تھی کہ غم روزی اس گھر میں نہ تھا۔ اور سوائے خیال عبادت خدا کوئی بات دل نہ آتی تھی۔ اور سوا جانچ پڑتال نفسانی اور مطالعہ کتب معرفت کے اور کوئی کام نہ تھا۔ یہاں تک کہ آفتاب رحمت الٰہی سب پر چمکا اور بڑی ارزانی چہرۂ شادمانی کو روشن کر دیا۔ ماہچۂ علم شاہی نے اپنا نور ڈالا۔ اور جہان کو معدلت روز افزوں سے روشنائی خاص عطا کی۔ بارگاہ خرد بڑھنے لگی۔ اور اسباب علم کی بڑی قیمت ہو گئی۔ فنون حکمت و اقسام علوم سامنے آ گئے۔ اور بیانہائے تازہ و سرسبز اور حق بینی و ادراکات پست۔ یدہ ظاہر ہو گئے۔ اور طرح طرح کے لوگ خزانہ عقل سے فوائد بیحد حاصل کرنے لگے۔ اور خلوت کدہ اُس نورانی فطرت مُبارک کا مجمع عاقلان ہفت کشور بن گیا۔ اور بات کو رفعت حاصل ہوئی۔ حسد جو دلوں میں بجھ چکے تھے پھر بھڑک اُٹھے اور بد ذاتوں کی کوتاہ نظری ترقی پذیر ہوئی۔ مبارک اپنی روش قدیمی پر مستعد رہکر طریقہ ظاہر داران دنیا اختیار نہیں کرتے تھے۔ اور دروازہ قناعت پر بیٹھ کر حاجت کے راستہ پر نہیں چلتے تھے اور مردم تنگ دست و کوتاہ نظر بیقرار ہو کر تہمت لگاتے تھے۔ زیادہ تر مہدیہ فرقہ سے اُن کو منسوب کرتے تھے۔ اور اوٹ پٹانگ باتوں سے قصّے گڑھ لیتے تھے۔ اور بھولے بھالے اہل زمانہ

قدر و منزلت بڑھ گئی۔ چونکہ رہنمائی بشر قضا و قدر نے اُن کی ذات میں مخمر کردی تھی۔ اور درگاہ
خدا سے فرمان ادائے صداقت و راست گوئی ملا تھا۔ اور حکم اولیائے زمانہ کا معین اور مہربانی
دوستداروں کی روز افزوں تھی اس لئے مجلس میں آنے والوں اور معرفت کے جویاؤں سے
ہمیشہ حق بات کہا کرتے تھے۔ اور لوگوں کی عادت خراب پر ملامت کیا کرتے تھے۔ دنیا داران
خود پسند رنجیدہ ہوتے تھے۔ اور خیالات نامعقول پیدا کرتے تھے۔ چونکہ ہنگامہ آرائی کا
ارادہ دل میں نہ تھا۔ اور دکانداری کے جھگڑے کا قصد دل میں آتا ہی نہ تھا۔ اس لئے
نہ تو سچی بات کہدینے اور بد اعمالوں کی ملامت میں کچھ کمی کرتے تھے۔ اور نہ جنگجویان متنفر
کی استمالت کی طرف توجہ کرتے تھے۔ اگرچہ ہمیشہ اپنے اوقات عزیز کو گفتگوے علمی میں
صرف کرتے تھے۔ مگر زمانہ حکومت شیر شاہ سلیم شاہ افغان میں دانش حقیقی (معرفت و حکمت)
کی باتیں کمتر منھ سے نکالتے تھے۔ جب علم حکومت ہمایوں نے کمک شاہ ایران صفوی سے
دوبارہ ہندوستان کو ایک نیا فروغ عطا کیا۔ اور کچھ ایرانی اور تورانی لوگ اُس شناسائے
رموز روحانی و جسمانی (مبارک) کے مکتب (صحبت) میں آئے تو انجمن دانائی میں ایک اور
ہی رونق پیدا ہوگئی۔ اور قحط تمیز کے پیاسوں کے پرنالے جاری ہوگئے۔ اور سالکان راہ
تصور و حقیقت نے سیرگاہ میں جائے آرام پائی۔ ابھی ہنگامہ طالبان علم ہدایت کی پورے
طور سے رونق نہ ہونے پائی تھی کہ نظر بد لگ گئی۔ اور ہیمو بقال نے دست غلبہ بڑھایا۔
زمانہ کے کچھ نیک لوگ گوشۂ گمنامی میں چھپ رہے۔ اور کچھ نے سفر ناکامی اختیار کیا۔
پدر بزرگوار نے قوت دلی سے اُسی گوشۂ عزلت میں ثبات و استقلال سے کام لیا۔ تائید
خدا سے ہیمو بقال نے تجربہ کاروں کو بھیجکر معذرت چاہی۔ اور سفارش سے اُس خدا اندیش
(مبارک) کے بہت سے تنگنائے غم سے نزہت گاہ شادی میں آئے ✤

پہلے سال میں جلوس اکبر کے تخت خلافت پر (جیسا کہ کالادانہ دولت کے لئے جلاتے
ہیں اور اُس سے نظر بد سے محفوظ رہنا سمجھتے ہیں) بڑا بھاری کال پڑا۔ لوگ بہت سے
بھاگ گئے۔ اور وہ معمورہ (آگرہ) ویران ہوگیا۔ اور سوا چند گھروں کے کوئی نشان باقی نہ
رہا۔ اور وبائے عام (مرگا مرگی) مزید بر آن قحط۔ اور اس شورش عظیم نے اہل عالم کو
بڑا صدمہ پہونچایا۔ اور اکثر حصہ ہندوستان میں یہ مفلسی و وبا تھی ✤

کو حاصل ہوئے تھے۔ اور حکمت کی کتابوں کے مغز تک پہونچے اور اُن کے مطالب کی فصاحت
اور اُن کی تعریف زبان حال سے
ادا کیا ہے۔ چنانچہ اُن کے تصانیف اِس بات پر دال ہیں۔
تی ہیں۔ نیز اُس شہر فیض (ناگور) میں پدر بزرگوار۔ شیخ عمر ٹھٹوی کے پاس جو اکابر اولیاے
مانہ سے تھے۔ لزوماً آنے جانے لگے۔ اور اُس گوہر شب افروز نے (مُبارک) میں سرمایہ کامل
خلوص کا پاکر خوبی نفس اور معرفت کو بطریقۂ نجم الدین کبریٰ تعلیم کیا۔ اور بہت سے پرانے
سلسلوں کے سجادہ نشینوں (مثل فرقہ عبداللہ شطاری و بایزید بسطامی و معین الدین چشتی
و شہاب الدین سہروردی) سے ملکہ فیض پذیر ہوئے۔ اور اُسی شہر مُبارک (ناگور) میں شیخ
یوسف کی صحبت میں جو ہشیاران سرمست و مجذوبان آگاہ دل سے تھے پہنچے۔ اور ایک
نیا سرمایہ عرفان کا جمع کر لیا۔ اور وہ ہمیشہ غرق دریائے شہود رہتے تھے۔ اور کبھی آداب
بندگی میں سے کوئی ادب چھوٹنے نہیں پاتا تھا۔ اُن کی صحبت بزرگ کی برکتوں سے اِس
بات کے متمنی ہوئے کہ نقوش علوم رسمی ان کے میدان ضمیر سے دور کر دیئے جائیں۔ اور
رسوم و عادات سے دست بردار ہو کر محو جمال مطلق ہو جائیں۔ وہ (یوسف) جان لینے والے
رموز صفوت گاہ دل تاڑ گیا۔ اور اس ارادہ سے شیخ مُبارک کو روکا۔ اور زبان دربار سے
فرمایا کہ سفر دریا کا راستہ بند ہے لہذا دار الخلافہ آگرہ کی طرف قدم طلب اٹھانا چاہیئے۔
اور اگر وہاں کار برآری نہ ہو تو بطرف ایران و توران چلا جانا چاہیئے۔ اور جہاں کہیں (کسی
ولی کا) حکم ہو اور فرمان آپہونچے وہیں قیام کر لینا چاہیئے۔ اور علم رسمی کو پردہ اپنی حالت
باطنی کا بنانا چاہیئے۔

صفحہ ۱۰۷ - صفحہ ۳۲۵

اسم حکم مبارک کی وجہ سے یکم ماہ اردی بہشت ۴۶۵ جلالی مطابق ششم محرم
۹۵۰ھ کو بدھ کے دن محل سعادت دار الخلافہ آگرہ (محفوظ رکھے اللہ اس کو ہر مکروہ سے)
ورود ارتقائی فرمایا۔ اُس آبادی دولت (آگرہ میں شیخ علاء الدین مجذوب سے جو دلوں کی تختیوں میں
اور زمین کی چھپی ہوئی چیزوں سے واقف تھے اتفاق صحبت ہوا۔ انہوں نے اُس حالت جذب
سے ہوشیار ہو کر فرمایا کہ حکم خدا اس طرح ہے کہ تم اِس شہر اقبال میں قیام کرو۔ اور پھرنا چھوڑ دو
اور عمدہ خوشخبریاں دیں۔ اور دل مائل سفر کو اطمینان بخشا۔ کنارۂ دریائے جمنا پر میر رفیع الدین
صفوی الحسینی کے پڑوس میں نزول کیا۔ اور ایک قریشی خاندان میں جو زیور علم و عمل سے

اور گجرات میں بڑے بڑے عالموں سے ملے۔ اور نئی معلومات حاصل کیں۔ اور ہر بڑے فن میں اعلےٰ سرٹیفکیٹ پائے اور مذاہب مالکی و شافعی و حنفی و حنبلی میں انواع تحقیقات اصولاً و فروعاً بہم پہونچائے۔ اور سعی فراوان سے مرتبۂ اجتہاد حاصل ہو گیا۔ اگرچہ بحسب پیروی (اقتفا) آبا و اجداد مذہب حنفی رکھتے تھے۔ مگر ہمیشہ اپنے افعال کو احوط سے آرایش دیتے تھے۔ اور جس فعل میں نفس کو دشواری لاحق ہو اُسے اختیار کرتے تھے۔ اور سعادت فطرت اور خوش بختی سے علم ظاہری سے حقایق باطنی میں گذر ہُوا اور بہت گاہ ظاہر سے ہادیٔ ملک حقیقت ہو گئے ۔

صفحہ ۱۰۹ - صفحہ ۳۲۴

بہت سی کتابیں تصوف و اشراق کی پڑھیں۔ اور کثیر کتابیں حکمت و معرفت (علم مابعد الطبیعت و فلسفہ اولی) کی دیکھیں۔ خصوصاً حقایق شیخ ابن فارض و شیخ صدر الدین قونوی۔ اور بہت سے علمائے ظاہر و باطن نے اُن پر نظر عاطفت ڈالی۔ اور کشایش بیحد حاصل ہوئی۔ اور بوالعجب روشن ضمیری کی روشوں میں اضافہ ہُوا۔ بڑی نعمت خدا میں سے یہ بات ہے کہ خطیب ابو الفضل گازرونی کی خدمت میں اُنہیں شرف اختصاص حاصل ہُوا۔ انہوں نے قدردانی اور مردم شناسی سے اُنہیں اپنا بیٹا بنالیا۔ اور طرح طرح کے علوم کی تعلیم میں ہمت صرف کی۔ اور بہت سے مراتب تجرید محقق طوسی کے اور بہت سے رموز شفا و اشارات بوعلی سینا کے اور باریکیاں تذکرۂ علامۂ قطب الدین و محسطی بطلیموس کی بتائیں۔ باغ حکمت میں نئی تازگی پیدا ہو گئی۔ اور چشمۂ بصیرت کے مرتبۂ روانی میں اضافہ ہو گیا۔ وہ مرد دانا جویاے حکمت (خطیب ابو الفضل گازرونی) صوبہ داران گجرات کی کوشش سے اس ملک میں آیا۔ اور باغ حکمت و علم میں ایک فروغ تازہ اپنے ساتھ لایا۔ اس نے بہت سے عالمان زمانہ سے تعلیم پائی تھی۔ لیکن علوم حقیقی عقلی میں شاگرد مُلّا جلال الدین دوانی مصنف اخلاق جلالی کے تھے۔ جناب محقق دوانی نے ابتدائی کتابیں پہلے اپنے باپ سے پڑھیں۔ اور بعد اُس کے شیراز میں درس مولانا محی الدین اشکبار اور خواجہ حسن شاہ بقال میں علم سیکھتے رہے۔ اور یہ دونوں بزرگ اشکبار و بقال بہترین شاگردان سید شریف جرجانی سے تھے۔ اور کسی قدر مکتب مولانا ہمام الدین گلباری میں کہ جن کا حاشیہ مفید طوالع پر ہے۔ آمد و رفت کی تھی۔ اور چراغ ادراک روشن کیا تھا۔ اور رہنمائی بخت سے نادر انکشافات

اور اُن پر بھروسا کر کے تلاش حقیقت (تساوی نسب) سے کیوں ہاتھ اُٹھائے۔ کنعان پسر نوح
کو نوح کی خدا شناسی سے کیا فایدہ۔ اور ابراہیم خلیل اللہ کو بت پرستی آزر سے کیا نقصان **شعر**
بندۂ عشق ہے تو چھوڑ نسب کو **جامی** کیونکہ اس رہ میں فلان ابن فلان کچھ بھی نہیں
لیکن سرنوشت آسمانی سے ظاہر پرستان پابند رسوم میں آ پڑا۔ اور ایسے گروہ سے مل
گیا جو نسب کو قابلیت ذاتی پر ترجیح دیتے ہیں۔ مجبوراً کچھ نسب کی نسبت لکھتا ہے۔ اور
اس گروہ مرجح نسب کے لئے دستر خوان بچھاتا ہے۔ شمار آباء کرام ایک طویل قصہ ہے۔
میں اپنے عزیز وقت کو غیر ضروری وقت کے عوض میں کیوں بیچ ڈالوں +
کچھ میرے باپ دادا لباس ولایت میں۔ اور ایک گروہ علماے ظاہر۔ اور ایک جماعت
بیت امرا میں۔ اور بعض معاملہ گذاری (ملازمت) اور کچھ گوشہ نشینی میں بسر کرتے تھے۔ مدت
دراز سے ملک یمن وطن ان عالی خاندان بیدار دل کا تھا۔ **شیخ موسیٰ** پانچویں دادا کو ابتدائے
حال میں نفرت مخلوق سے پیدا ہوئی اور گھر بار چھوڑ کے سفر اختیار کیا۔ اور برفاقت
علم و عمل آبادی جہان کو پائے نصیحت سے طے کیا۔ نویں صدی میں قصبہ ریل میں کہ جو سیستان
کی سیرگاہوں میں سے ہے بتقدیر عزیز عزلت اختیار کی۔ اور تعلق دوستی طالبان
فدائے حقیقت جو سے صاحب خانہ بن گیا۔ (شادی کرلی)

صفحہ ۱۰۴ صفحہ ۳۲۲

اگرچہ صحرا سے شہر میں آیا (عزلت کو چھوڑا) لیکن تجرد چھوڑ کے تعلق اب بھی اختیار
نہ کیا۔ اُسی فرش معرفت پر رہے اوقات عزیز کو اپنی اصلاح میں صرف کرتا تھا۔ اور زندگی
بے نظیر کو درستی نفس پر قلموں میں مصروف رکھتا تھا۔ اُس کے سعید بیٹے اور پوتے
اُس کے طرز کے پیرو تھے۔ اور اسی رنگ میں خوش رہتے تھے۔ اور علم ظاہری و باطنی
سیکھتے تھے +
دسویں صدی کی ابتدا میں شیخ خضر کو کچھ اولیاے ہند کے دیکھنے اور حجاز کے
لئے دریا کا سفر کرنے اور اپنے قوم و قبیلہ سے ملنے کی آرزو نے سفر پر آمادہ کر دیا اپنے
کچھ دوستوں اور عزیزوں کے ساتھ بطرف ہند ناگور میں پہونچے۔ **یحییٰ بخاری آجی**
جو جانشین مخدوم جہانیاں (جد مترجم) جہاں گشت کے تھے۔ اور ولایت باطنی سے نصیب

کی۔ اور ابتدا سے نظر ڈالی۔ اگرچہ ساری کوشش درستی مقاصد اور انتظام مطالب میں قابل شکر یہ تھی۔ لیکن اس لئے کہ مصنّفین بصیر نظم کو نمک نثر سمجھتے ہیں اشعار مناسب کا لانا کہ جو اس ساز سخن سے ہم آہنگ ہوں نیز مقصود تھا۔ لہٰذا بہت سعی کی گئی اور بہت کچھ گھٹایا اور بڑھایا گیا ٭

اُن کثیر اشغال سے قطع نظر کر کے حقیقت یہ ہے کہ آدمی زاد لپنے اور اپنے کلام (یا اولاد) کے عیوب دیکھنے میں چشم بند رکھتا ہے۔ چاہے کتنی کوشش کرے اپنے عیبوں کو ہنر کی قیمت میں لیتا ہے میں جو اپنی دشمنی اور اہل عالم کی دوستی کا عادی ہوں اپنے عیوب کے دیکھنے کا سرمہ نہ بنا سکا۔ اور بینائی کے پر بال کا علاج نہ سوچ سکا (میں بھی اپنے عیوب نہ دیکھ سکا) لیکن اس پانچ مرتبہ کی تکرار سے طرز جدید کی شہرت نے عالم کو گھیر لیا۔ کچھ برادران عصر نے میرے طرز تحریر کے تتبع میں اور بہتوں نے سرقہ کر کے ہنگامہ نشاط اپنے لئے درست کیا۔ اور میری نظم و نثر کو پیروی یا سرقہ کے طور پر اپنے کلام میں لانا شروع کیا۔ مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ چھٹی مرتبہ پھر اپنے دل تشویش ناک کو خالی کرے اور طریقہ دور بینی و دشوار پسندی کو عمل میں لائے لیکن اکبر کے تقاضے نے اتنی مہلت نہ دی۔ اور مجبوراً وہی پانچویں مرتبہ کا لکھا ہُوا پیش کر دیا۔ اور زینت سعادت سرمدی حاصل کی۔ اشعار

اس سے پہلے کان سے کس کی ہوئے گوہر عیاں	اس قدر اقوال نادر بولی ہے کس کی زباں
اس کے ہر ہر حرف کی تہ میں ہے اک عالم نہاں	اس کے ہر نقطہ کی وسعت ہے جہاں اندر جہاں
ہر در اس کا زیور ہر دو سرا ہے بیگماں	گر نہ پہچانے کوئی اس کو۔ تو ہے کس کا زیاں

اُمید کہ برکت نیت سے و سزاواری سے اس کام کی کہ مدنظر دل شکر گذار تھی آئین دلکش کے ساتھ انجام پائے گا۔ اور دل اندیشہ ناک کسی قدر اس شورش سے رُک جائے گا۔ بارادہ درست و ہمت نادر سات سال کی مُدت میں آدم سے لیکر اکبر تک مجملاً تحقیق کے ساتھ لکھا گیا۔ اکبر کے پیدا ہونے کی ابتدا سے آج تک کہ بیالیسواں سال جلوس ہے اور ہجری ۱۰۰۱ ہے اُس نونہال اقبال حسن (اکبر) کے پچپن سالہ حالات اختتام پا چکے۔ اور کسی قدر دل اُس بار گران سے سبکدوش ہوا۔ مثنوی

جو زینت ٹھیک رکھے شاہ کشور	گیا سے جائے گل پیدا ہوں گوہر
کشاد و تنگی افراد گیہاں	ہے بیشک منحصر بر رائے سلطان

تھا۔ برکت دولت روز افزوں۔ وہمت افزائی بادشاہ دانش اندوز۔ وبلند مرتبگی
اخلاص طالب (ابوالفضل) ویاوری بخت بیدار سے اپنے خواہش پر کامیاب ہو گیا
اور مقصود کی بلندی پر چڑھ گیا۔ اور جب اس پشتۂ دشوار گذار کو آرام کے ساتھ طے
کر گیا تو ایک بڑا دفتر تیار ہو گیا۔ چونکہ اس منزل خطرناک میں ترتیب واقعات میں زیادہ
باریک بینی سے کام نہیں لیا تھا۔ اور سال و ماہ میں ترتیب مناسب نہ تھی لہذا از
سرِ نو نغمہ سخن سازمیں لایا۔ اور پھر سے لکھنا شروع کیا۔ اور بہت تکلیف اُٹھائی۔
خصوصاً تاریخ جلوس اکبر میں بڑی کوشش کی گئی۔ چونکہ کارکنان ایجاد معین و
مددگار تھے یہ کام بھی آسانی سے ہو گیا۔ اور ایک دوسرا نسخہ تیار ہو گیا۔ اور جب
مددِ غیبی سے پیام ترتیب نو کا گوش ہوش میں آیا اُس اگلی گدڑی کو اُتار کر اعلیٰ
خلعت ہمت کا تارہ بنا ہوا پہنا دیا۔ اور تائید الٰہی سے یہ کارِ عجیب دشوار نما بھی
ختم ہو گیا۔ اور طرح طرح کی نشاط نے چہرۂ اقبال کو منور کر دیا۔ چونکہ دنیا آگاہ دلوں
کے رہنے کی جگہ نہیں ہے۔ خصوصاً جبکہ میانقان نیک بخت پردۂ خفا میں ہیں۔
اور ناشکرے معاملہ کے نہ جاننے والوں کے ہنگامے۔ اور دل آرائش ظاہری سے
اس فرش مکار (دنیا) کے اوچاٹ ہر دن کو موت کا دن سمجھتا تھا۔ اور سوا اُس بات
کے جو سفرِ آخرت میں کام آئے اور کسی کام میں مشغول نہ ہوتا تھا۔ اس تباہ حالی میں
سرعت کے ساتھ راہ رو تھا۔ اور کارہائے ضروری حسب دلخواہ منتظم نہ ہوتے تھے۔
جب بتقدیر الٰہی زندگی میں مہلت مل گئی۔ چوتھی مرتبہ پھر حک و اصلاح اکبر نامہ میں
اہتمام کیا گیا۔ اگرچہ آغاز میں اس مرتبہ سعی اس امر کی تھی کہ تکرار مذموم کو دور کر دیا
جائے۔ اور ربط و سلسلۂ کلام میں خوبی پیدا کی جائے۔ لیکن اس خیال کے پورا کرتے
تک اور باتیں بھی ذہن میں آئیں اُن کا لحاظ کرکے اصلاح کی گئی۔

صفحہ ۱۰۱۔ صفحہ ۳۱۹

اور چونکہ نو سفر اور غمزدہ اور بے یار و مددگار تھا اس مرتبہ بہت غم لاحق ہوا
کہ باوجود اتنی جستجو اور احتیاط کے اتنی ایک لغزشیں ہو گئیں اور بہت سے غلطیاں
دکھائی دیں۔ حال کیا ہوگا۔ اور کام کا کیا حشر ہوگا۔ پانچویں مرتبہ پھر دیکھ بھال شروع

آشنایان دیرینہ نے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ بارِ تعلق دُنیا کاندھے پر اُٹھانا۔ اور راہ بلند پر دوڑنا۔ اور خطرناک راستہ طے کرنا پڑا۔ اکیلا آدمی ایسی حالت دشوار میں کہاں آدھا راستہ طے کر سکتا ہے اور کب منزل کی طرف دوڑ سکتا ہے۔ باغ قدس (بہشت) میں چلا جانا (مر جانا) دو ایک ملکان دوستی (صاحب دوستی) کا جو اس قحط سال مردمی میں ہاتھ لگ گئے تھے۔ تمام مصیبتوں پر فوقیت لے گیا۔ تعجب اس بات کا ہے کہ باوجود اتنے ایک وسائل وحشت اور تعلق ظاہری و باطنی ہاتھ اُس لکھنے سے نہیں اُٹھاتا تھا۔ اور ارادہ میں سستی لاحق نہیں ہوتی تھی ÷

صفحہ ۹۹۔ صفحہ ۳۱۷

اور ہر دم ہمت میں قوت بڑھتی جاتی تھی۔ اور یہ عجیب لڑائی درمیان وحشت و ارادہ بڑھتی جاتی تھی۔ اور ظاہر و باطن کی کھینچا تانی میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ نورِ حقیقت چمکا۔ اور گرہ بستہ کھل گئی۔ اور عالم کے مالک کے نفس پاک کی نادر نشانیاں دلنشین ہوئیں اور دل و چشم کو ایک عجیب نور نے گھیر لیا۔ اور تحریر حکمائے متقدمین نے اپنی واقعیت و حقیقت کو مجھ پر ظاہر کر دیا۔ اور اس ویران دل فناجو پر رحم کیا۔ بیان حکمائے سلف یہ ہے کہ:-

"قافلہ سالار ملک تقدس (انبیا) کو خاص اور عام دونوں پر غلبہ ہوتا ہے۔ اور بزم ہنگام ظاہر و باطن اُس یکتائے عالم معرفت ربی کے پرتو عاطفت سے آبادی قبول کرتا ہے۔ اور حاکم ظاہر (بادشاہ) کو کہ جس کو ہزار ہا مخلوق میں سے پراگندگی عالم کے انتظام کے لئے انتخاب کرتے ہیں اگرچہ تمام آدمی اُس کے دبدبہ فرمان کے تحت میں رہتے ہیں مگر ان کے ظاہر پر اس کی حکمرانی ہوتی ہے اور بطون سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔ اور دوسرے وخیدان عالم معرفت (اولیا و اصفیا) صرف باطن صاف پر تصرف کر سکتے ہیں جیسا کہ اطوار عام اولیا اور تمام اصفیا سے معلوم ہوتا ہے۔ اور علما و حکما جو دو کاندار دنیا ہیں وہ صرف قلوب عامہ پر اثر ڈال سکتے ہیں۔ اور ان کے کلام کی تاثیر صرف دل ویران عامہ پر کام کرتی ہے" ÷

چونکہ ہمارے زمانہ کے تخت نشین (اکبر) کو حاکم عالم معنی بھی بنایا ہے لہٰذا انکے نفس پاک نے مجھ نادرست زبان (غیر فصیح) بے یار و اعوان۔ ہیچ مدان میں اس طرح کی تاثیر پیدا

صفحہ ۹۸ - صفحہ ۳۱۶

ابھی دفتر اوّل کا آدھا بھی تیار نہیں ہُوا تھا۔ کہ زمانہ نے یہ نیرنگی دکھائی کہ اُس آزاد خاطر
حکیم فیضی نے سفر آخری اختیار کیا (مرگیا) دل کو عجیب اندوہ لاحق ہُوا۔ اور جب بوجہ طلسم الطاف
شاہی ارادۂ صحرا نوردی سے شہر خدمتگذاری میں آیا تو اُنہوں نے نوازشہائے گوناگون سے
میرے ناسور باطنی کا علاج کر دیا۔ اور تصنیف اکبرنامہ کے کار اہم میں بیحد اہتمام سے کام لیا۔
یہ بات ظاہر ہوئی کہ اکبر کا اس بارہ میں خیال کیا ہے۔ اور نظر بلند اُن کی کیا بات چاہتی ہے
اُسی خیال پر دل لگایا۔ بعنایت الٰہی راہ تصنیف پر چل کھڑا ہُوا۔ درد عدم استعداد۔ اور جان
اندوہگین اور کثرت اشتغال دُنیا کو تو ایک طرف رکھو (کہ جس کا علاج بڑی کامیابی دُنیا سے بھی
نہیں ہو سکتا ہے۔ اور افراط حصول مرادات دنیوی بھی اُس ناسور کی دوا نہیں ہو سکتی ہے)
مدّ و جزر دریائے دل کا کیا علاج کیا جائے کہ اس حالت میں ارادۂ انسانی کوئی کام نہیں کر سکتا
ہے اور اسی نہ ترک دنیا میں اور نہ اختیار دنیا میں کسی طرح روکا جاسکتا ہے۔ بڑا فرق ان دو
حالت عجیب کا کیونکر لکھوں۔ اور شرکت ان دو اطوار نادرہ کا رکی کس بوتے پر کہوں۔ اوّل (مدّ)
دریا باری و فوارہ جوشی و تراوش بارانی و ریزش شبنمی صفا خانہ دل سے پیدا کرتا ہے۔ اور ہزاروں
نئی داستانیں گڑھ دیتا ہے۔ اور بہت سے عجیب آسمان بنا دیتا ہے۔ اور صاحبدل کو بلندی
حقیقت پر پہونچا دیتا ہے۔ اور محفل مُبارک دانائی کی صدر نشینی سے مخصوص کر دیتا ہے۔ اور
دوسرے (جزر) سے نشان سنگ سخت اور آثار خشتی اور آئین کلوخی اور ریزش خاک
سیاہ آسمان سرچشمہ عالم سے ظاہر ہو کر چہرۂ عبرت و پند پذیری بھڑک اُٹھتا ہے۔ اِس کا
نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہکلاپن (عدم فصاحت) ناسزا گوئی۔ تفاخر۔ بکواس ہر ساعت نئے نئے طریقوں سے
پیشگاہ ظہور میں آتی ہیں۔ اور میلان پستی و ہمصحبتی کمینگان اُس کے خصوصیات میں سے ہے۔ اور باوجود
اس تباہی جانی و سرگردانی و حیرانی کے پیچش بے یاوری و تنہائی ہر ساعت الگ جوش زن تھی۔
حالانکہ عادت زمانہ یہ ہے تعلق موافقت کو کمتر وفا کرتا ہے۔ اور ہمیشہ سلسلہ دوستی کو توڑا پھوڑا کرتا
ہے مگر میری صداقت اور ڈھیل نہ دینا میرے زمانہ کا معین ہوگیا۔ دوستان باربری[1] (قدیمی) اور

[1] محشی باربری بمعنی قدیمی لکھتے ہیں۔ ممکن ہے کہ باربری بمعنی حمال اثقال ہو یعنی دوسروں کی مصیبت
میں شریک ہونے والے ۱۲ +

مل ہوئی - اور مراتب ظاہر و باطنی پر غلبہ پا گیا - خزانہ حقیقت کی خزانچی گری عطا کی گئی - اور
فتگو کی کنجیوں کا امین بنا دیا گیا - جیسا کہ خاتمہ دفتر اوّل و دوم میں مجملاً لکھ چکا ہوں - جو کچھ دل
ں تھا - اُسے تحریر میں لایا - اور ایک نصیحت نامہ لکھا - اور گفتار کے جسم میں جان پھونک
ی - اور بسا اوقات تحصیل معاش میں کہ جس کا اجزاء سلطان خرد کی نظر حقیقت جو میں
سندیدہ ہے دل کو سرگردانی رہتی تھی - جو کچھ کہ پرانی کتابوں میں دیکھا تھا وہ پریشانی کے
ڑھنے کا باعث ہُوا - صبح کے وقت بارگاہ الٰہی میں دعائے حصول نور کرتا تھا - اور اس طلسم
شوار کشا یعنی تدبیر معاش کے ظہور کو چاہتا تھا - چونکہ بخت مددگار اور دل بیدار تھا - ستارہ
اقبال نے اپنا نور ڈالا - اور عجیب معمّا حل ہو گیا - اور ظاہر ہو گیا کہ رزق وابستہ عدل سلطانی
اور خدمت گذاری بندگان شکر گذار پر ہے - چنانچہ تھوڑا سا اس بارہ میں ابتداء دفتر آخرین
میں لکھ چکا ہوں - اور عجیب تر یہ ہے کہ ہر چند ارادہ تجرد جو میرے خمیر میں ہے - ہر وقت
جوش زن رہتا ہے - پھر بھی خیال ترقی جاہ دنیا بڑھ رہا تھا - اور انصرام شائستگی غذا و
سرمایہ قوت میں کہ ہر کام کی سعادت اُسی غذا کی طرف رجوع کرتی ہے طرح طرح کے اسباب سے
ہاتھ اُٹھا کر صرف کار سپہ گری میں کوشش کی - اور مثل وابستگان دامن آلودہ دنیا کہ ارادہ
پاکی اُن کے دل میں کبھی آتا ہی نہیں - شب اور روز میں امتیاز نہ کر کے یعنی رات دن سعی
کر کے منتظر نتیجہ تھا ؛

صفحہ ۹۷ - صفحہ ۳۱۵

چونکہ اس پیشہ کو سرمایہ حیات اور وسیلہ تحصیل کمال حقیقی سمجھا تھا لہٰذا پورا ارادہ یہ تھا -
کہ نور تدبیر کو تلوار کی چمک سے ملا کر چند ایسے کام کئے جائیں اور ایسی روشنی ظہور میں لائی جائے
کہ تجربہ کاران بیکار تعجب میں رہ جائیں - اور پرانی کتابوں کے پڑھنے والے حیرت میں پڑ جائیں
تاکہ شکر گذاری اس پیشہ پسندیدہ عقل کی ہو جائے - اور لوازمات اس کام کے جسے میں نے
اختیار کیا ہے پُورے ہو جائیں - ہر دم یہ آرزو بڑھتی جاتی تھی - چونکہ محل اور موقع نہ تھا -
اس لئے زبان سے نہ نکال سکتا تھا - معیار و مدرسہ سے بارگاہ سلطنت میں آیا تھا - ظاہر
پرستوں کے خیال میں جو چیز نہیں آ سکتی تھی (یعنی سپاہ گری) اُس کا خیال میرے دل میں تھا - اور
ان لوگوں کی ظاہری حالت سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اگر اس در کشودہ (آرزوئے سپہ گری)

مرتبے [illegible] عالم متعارف کا کھولا ۔ اور بہت سے مرتبے
[illegible]یان قلبی حاصل ہُوا ۔ راستہ دانش رسمی یعنی علم متعارف کا کھولا ۔ اور بہت سے مرتبے
[illegible] ... رعونت عجیب نے چہرۂ غرور کو برافروختہ کر دیا ۔ رہنمائی
[illegible]اسائی کے دل کے سامنے ظاہر ہو گئے ۔
[illegible]عادت سے مصنفات متقدمین سے یہ بات دلنشین ہوئی کہ انسان تین حالتوں سے خالی نہیں ۔
[illegible]ل کو بدذاتی اور نکوہش سے تعبیر کرتے ہیں ۔ اور وہ لوگوں کی مذمت اور غیبت کرنا اور ان کی
[illegible]یوب ظاہر کرتا ہے ۔ دوسرے سعادت پسیجی و نیک اندیشی کہ اس خصلت کے لوگوں
[illegible]و آدھا مرد کہتے ہیں ۔ کثرت علم و فراخی ادراک سے اہل عالم کو نیکی سے یاد کرتے ہیں ۔
[illegible]سرے عالی ہمتی و علو مرتبت کہ اسی کا نام آدمیت کامل ہے ۔ صاحب اس صفت کا اپنی بلند
[illegible] ارادگی سے لوگوں تک کو تو یاد نہیں کرتا پھر اُن کی نیکی اور بدی سے اسے کیا مطلب ۔ دوسرے
کا تو اس کے دل میں خیال تک نہیں آتا ۔ اور ہمیشہ اپنے میدان دل میں طبیعت پر سواری
گانٹھتا ہے ۔ اور اپنے عیبوں کو معلوم کر کے اُن کا علاج کرتا رہتا ہے ۔ پس اُس نکوئی حقیقی
سے صفحۂ دل کو آراستہ کرتا رہتا ہے ۔ کہ شاید اس وسیلہ سے بلندی آزادی پر جگہ پا جائے
اور کامیاب دولت جاویدی ہو جائے ٭

صفحہ ۹۶ - صفحہ ۲۱۴

جب ان عقل کی باتوں سے یہ نقش نفس کا زیر کرنے والا اور پست دیدہ پڑھا تو کسی قدر
اُس غفلت سے جاگا ۔ اور جستجو کی طرف متوجہ ہُوا ۔ اور سب باتوں سے دست بردار ہو کر دشمنوں
کی طرح اپنی ہی گھات میں بیٹھا ۔ اور اپنے عیوب کی کتاب لکھنے پر آمادہ ہوا ۔ جب کسی قدر
اس راہ خطرناک کو طے کیا تو تہ بتہ پردے بصیرت کے سامنے لٹکا دیئے ۔ اور یہ حالت ہوئی
کہ ایک قدم اُٹھانا ممکن نہ ہُوا اور سوائے اُن چند بُرائیوں کے جو ابتدا حال میں اپنے لئے
تجویز کیں باقی بالکل اپنے آپ کو معصوم مان لیا ۔ مگر اس وجہ سے کہ اس نفس کی بدتلمدی پر کسی
قدر اطلاع حاصل تھی لہذا اس نفس کی گمراہی میں نہ پھنسا ۔ لامحالہ واپس گیا ۔ اور اُس پہلی منزل
بار گوہری و ہجابیں جو نابود ہو چکی تھی اُتر پڑا ۔ اور دوسرے انسانوں کی عیب نویسی کو اپنے
عیبوں کا آئینہ رونما بنایا ۔ اور بہت سے اپنے خصائل مذمومہ پر آگاہی ہو گئی ۔ اور اس کشمکش
(کھینچا تانی) روحانی و نفسانی و پریشانی ظاہر و باطنی میں گوشۂ عزلت سے نکل کے درگاہ ہمایونی
اکبری میں پہنچا ۔ اور خوش اقبالی کا ستارہ افق مراد پر چمکا ۔ کثرت توجہ مالک عالم سے فتح و فیروز

نم دریں نام آور دراز ÷ مصرع اوّل میں دیر یاز کو بطور تفاول صفت نامۂ نامور قرار دیتا
ں - اور دیرین بمعنی دردنیا - لہٰذا ترجمہ یہ ہوا - اس نامور نامہ دیر بقا کی وجہ سے اس دنیا میں
ت دراز تک میں مشہور رہوں گا - (معنی محشی) بر اکبر نام اور تا مدت دراز گذاشتم ۱۲
کوئی یا آسمان اپنی نیرنگی اور خود بینی سے میری اس غرض کو نپا سکے - اور یہ بافتۂ پاک (اکبر کا
دو تعلق یا اپنا مشہور ہونا) اُس پر پوشیدہ رہے تو اتنا تو ضرور سمجھ سکے گا - اور اس قدر
سرمایۂ بینش ہر انجام پائے گا - کہ غرض دلی مصنف (ابوالفضل) اور وجہ ہمت خیر اندیش (ابوالفضل)
ام انسانوں کی سعادت جوئی اور کل عالم کی دولت افزائی ہے - اولاً اس کارنامۂ آگاہی سے تمیز
یک و بد کر سکے کہ بہتوں کے قدم جستجو اُس کے میدان میں تھک گئے اور کوئی کام بن نہ آیا ÷

صفحہ ۹۵ - صفحہ ۳۱۳

اور بعد اُس کے اُن نتائج نیکو کاری و بدکاری کو کہ جن سے یہ کتاب پڑھے معلوم کرے -
ایک یعنے بدکاری سے تو طریقہ گھر کی صفائی کا پہچانے - اور دوسرے یعنے نیکو کاری سے اپنا
خیمہ زندگی بنائے - اور خوبی زمانہ و خوشی میں سے جو پیش آئے اگر ویسی بہروزی کا پتہ گذشتہ
لوگوں میں نہ ملے تو پھول نہ جائے - اور اگر کوئی غم دل کو لاحق ہو جس کی نظیر اسلاف میں نہ ملتی
ہو تو اپنے آپ کو مغلوب اُس غم کا نہ بنا دے - اور ہمیشہ نیرنگسازی زمانہ (خوشی و غم) میں فرش
آگاہی پر بیٹھ کے (عقل سے کام لیکر) نیایش و نیازمندی خدائے یکتا کی طرف مائل ہو - اور
گذشتہ زوروں کی عاجزی و لاچاری معلوم کر کے دست قدرت کی قوت کامل کا معترف
ہو جائے - میں گونگی زبان والا پریشان خاطر و سودائی کہاں - اور سامان بیان کلام و نکتہ پیرائی
کہاں - گمنامی طلبان و دشمن ہستی کو باتیں بنانیوالوں بکواس کرنیوالوں پابند دُنیا سے کیا نسبت -
اور اپنے سامان کے نرخ گھٹانے والوں کو اینڈ مال کے زینت دینے والوں سے کیا مناسبت

شعر: مجھی کو رغبت دل سے شکست پر اپنی — مگر ہیں گبر و مسلمان رواج کے خواہاں

عجائب نگاری زمانہ کو کیا لکھوں - اور نیرنگسازی چرخ ناہنجار کو کیونکر بتاؤں - ابتداء شعور
میں ہوا سے ہستی سے تنگ ناسے غم میں بسر کرتا تھا - یعنی زندگی سے بیزار تھا - اور مزارات
مقدسہ اور ایام مُبارک میں موت کی دعا کیا کرتا تھا - ناگاہ تعلق دلی مجھ کو بجبر مکتب حکمت
آموزی میں لے گیا - اور اُس شورش دلی میں کہ انسان کو آوارگی کی طرف لیجاتی ہے - مجھ کو

اُن مناقب کو کہتا رہتا ہے اور ہاتھوں ہاتھ پھراتا ہے (مشہور کرتا ہے) لیکن نیرنگی زمانہ سے حوادث سے لاحق ہو سکتے ہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ مگر جب اُن کارنامہائے حیرت افزا کے دفتر بنا دیں اور الواح زمانہ پر لکھا دیں تو بالضرور انقلاب کا ہاتھ اُن تک نہیں پہنچ سکتا ہے اور مدتوں وہ قائم رہتے ہیں۔ جس بنا کی بنیاد نیکو کاری پر رکھی جائے اُس کے ایوان کی بلندی ساتویں آسمان سے ملجاتی ہے۔ اور جو اساس قاعدہ سعادت پر رکھی جائے تغیر ازمنہ سے بھی وہ ویران نہیں ہوتی شعر

جزائے حسن عمل دیکھ اب تلک دوران خراب کر نہ سکا بارگاہ کسریٰ کو

ظاہر ہے کہ قدیم شاہان والا شکوہ سے اُس زمانہ کے واقف کاروں کی تاریخوں کے سوا کوئی یادگار باقی نہیں رہی۔ اور بجز سخن سرایان نیک اندیش کی داستان ہائے گوہرین کے کوئی اور نشان نہیں ہے۔ با وجود کہنگی وہ داستانیں ابتک معدوم نہیں۔ آل بویہ کی رفعت مرتبت کو مصنفات مورخین صابی وصابی ہی بتاتے ہیں۔ اور مکارم شاہان غزنویہ کو نادرات رودکی وعنصری وعیشی ہی بڑھاتے ہیں مثنوی

محل محمود نے بنوائے اکثر نلک سے مل گیا سر اُن کا جاکر

کہیں بھی ایک اینٹ اُن کی پڑی ہے بنائے عنصری ابتک کھڑی ہے

جس وقت آسمان (یا کوئی) اس نیرنگ حکمت اور سحر خرد جوئی کو پائے گا۔ اور اس رقم خیال اور جادوے حلال (اکبر نامہ کو پہچانے گا تو اتنا جان لیگا کہ میرا خیال یہ ہے کہ اکبر کے اِن دو مرتبہ بلند آگاہی سے (تجرد و تعلق) دُور اور نزدیک والوں کو آگاہ کر دوں اور بنیاد دولت جاویدی کی ایک پسندیدہ نیو رکھ دوں۔ اکبر نامہ کے طفیل میں محرر (ابو الفضل) کے لئے اس خزانہ الٰہی سے وظیفہ مقرر ہو جائے۔ اور نصیبہ فراوان خوان افضال سے مل جائے مثنوی

اسی نامۂ نامور سے مدام رہوں گا زمانہ میں مَیں نیک نام

معنوں کیا شہ سے اس نامہ کو کہ نقش اُس کا زرین کرے خامہ کو

نوٹ شعر اوّل کے مصرع ثانی کے الفاظ موجودہ سے میں ہر ایک مطلب کے حاصل کرنے سے عاجز ہوں۔ یہ شعر صفحہ ۲۵۵ پر بھی آچکا ہے۔ اور قابل محشی نے اُس محل پر بھی اور یہاں بھی ناظرین کے سمجھانے کی کوشش کی مگر میں پھر بھی نہ سمجھ سکا۔ مجبوراً وہ مصرع یوں بنایا ہے

[illegible]اہری و باطنی نور ظہور رکھتا ہے اور پرتو وضوح دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس یکتائے سلطنت
بقائے دوام عطا کرے۔ اور عالم والوں پر اُس کے وسیلہ سے سعادت جاویدی بھیجے۔
[illegible]ہ حاکم ظاہر و باطن عقل خداداد کے نور سے اور ہمت گراں وقار کے شب چراغ سے ایسے
[illegible] ملک وسیع (تجرد و تعلق) کو آباد رکھتا ہے اور ایسی ہوشیاری و آگاہ دلی سے رفتار کرتا
ہے۔ کہ صاحب بصیرتان بلند نگاہ ہر عالم (تجرد و تعلق) کے دوسرے عالم کا پتہ ہی نہیں
[illegible]لگتا ہے۔ (مثلاً اہل تجرد اکبر کو اتنا بڑا تجرد سمجھتے ہیں کہ جیسے عالم تعلق سے اس کو کوئی تعلق
نہیں۔ اسی طرح اہل تعلق یہ سمجھتے ہیں کہ اکبر اتنا بڑا صاحب تعلق ہے کہ اس کو تجرد سے کوئی
نسبت نہیں) اور ہر گروہ اُس گوہر افروز شناسائی (اکبر) کو اپنی صنف کا خاص آدمی سمجھتے ہیں
جس وقت سے کہ سر رشتہ سخن سرائی اور دست آویز کار پردازی درمیان میں ہے۔ اور شاہراہ
نامہ نویسی جاری ہے (جیسے تاریخ لکھی جاتی ہے) اس مناسبت و سزاواری و ثبات کے
ساتھ ان دو شریک کثیر الجدال (تجرد و تعلق) کا ایک ذات پاک میں مجتمع ہونے کا پتہ نہیں
دیتے ہیں۔ اکبر دو دریائے دین و دُنیا کا مجمع۔ اور چشمہ ساز ظاہر و باطن کا منبع۔ وطن میں
محمل بند مسافرت۔ انجمن میں شمع خلوت (یعنی گرفتاری دنیا میں آزاد خیالی۔ اور کثرت میں وحدت
[illegible]یگانگی)۔ حلّال مشکلات کار بستہ دلان۔ مرہم ساز ناسور خستہ دلان ہے کہ کثرت تعلقات
ظاہری اُس موحد کے روشندان دل میں غبار ہستی نہیں پیدا کر سکتی ہے۔ اور افراط
خداپرستی و یکتا دلی ہجوم کار دنیوی میں ہوائے تفرقہ و انتشار نہیں چلا سکتی ہے۔ گرفتاری
ظاہری بھی رکھتا ہے اور آزادی باطن بھی۔ قطعہ

اُس کی جبیں سے روشن ہی ہر پاک بینا — نور خدائے بینی فرّ خدائے ذاتی
ہے تخت کا وہ وارث اور تاج کا ہی والی — ہے مالک زمانہ اور ملک کا ہے بانی

صفحہ ۹۴ - صفحہ ۱۲ سطر ۳

لازم ہمت یہ امر ہے کہ موتی پرونے والے سخن سنج ایسے وحید بارگاہ ہستی کے اوصاف
بلند لکھ کر گوش و گردن زمانہ کو زینت دیں۔ اور دامن و آغوش روزگار کو زیب و زینت عطا
کریں۔ تاکہ آنیوالے قافلہ ہستی کے لئے سوغات تیار ہو جائے۔ اور تلاش کنندگان زمانہ مستقبل
یا باشندگان بلاد اقصیٰ کو معرفت حاصل ہو۔ اگر آسمان اپنی کوشش سے بوسیلہ تحریر و تقریر

جاتی ہے۔ اگرچہ یہ بھی اسی سبب مذکورہ کی وجہ سے سرانجام پاتی ہے اور اسی قوت خصلت
ردہ (رضامندی ایزدی) سے حاصل ہوتی ہے۔ لیکن زیادہ تر تعلق اس نیکنامی کا زبان خلقت
غمخواری و سخاوت سے تعلق ہے۔ اور خوبی باطنی اور خیال درست کا ہونا بھی ضروری ہے۔
یا اچھا ہے وہ خوش نصیب جو نیکنامی کو رضامندی خدا سے ملا دے۔ اور ظاہر کو مانند باطن
کے آباد کر دے۔ عارفان حقیقت جو اس چیز سے انجمن نشاط آراستہ کرتے ہیں اور کسی قدر دل کا ذخیرہ
پر لگا کر عشرت اندوز ہوتے ہیں وہ یہ ہے کہ نیک نیتی اور درست کرداری کو بڑی کوشش اور
امانت اقبال سے آشوب خود بینی اور گرداب مکر سے دور رکھیں۔ اور سلطان عقل سے
حکم بجالائے اور خوشنودی خدا پر دل لگا کے نفریں مخلوق و تحسین مردم سے الگ زندگی
بسر کریں ۔

صفحہ ۹۳ - صفحہ ۲۱۱

اور تاجران نادان جو فائدہ عمر گرانمایہ سے اٹھاتیں اور جو نقد کہ اپنی کوشش سے بہم
پہنچائیں وہ ذکر پائیدار اور اسم جمیل ہو۔ چار چمن صورت و معنے کے حاکم۔ اور انجمن تجرد و
تعلق کے دریا دل جنہوں نے ہمت بلند اور فتح میدان معرفت سے ان دو بالعجب ضدوں
(تجرد و تعلق) کی پوشیدہ باتوں کو پالیا ہے۔ تائید خدا کی قوت سے دونوں عالم تجرد و تعلق کا
بار اپنے دوش دانائی پر اٹھاتے ہیں۔ اور کثرت آگاہی کی طاقت سے سبک بار ہو کر آسانی
سے لے چلتے ہیں۔ اور ان دو ضدوں کے کاروبار کو کہ جوانمردان بلند ہمت ان میں سے
ایک کو بھی مناسب طور سے سرانجام نہیں دے سکتے رہنمائی بخت خداداد سے ایسا برگزیدہ
سامان درست ہو جائے کہ عقل اول بھی تعجب میں رہ جائے اور آسمان نیرنگ ساز حیرت
میں پڑ جائے اور سرمایہ نفع ظاہری و باطنی ہاتھ لگے۔ اور ایک ہی وقت میں ان دو آئین
مختلف (تعلق و تجرد) سے محفل سرور آراستہ ہو جائے۔ چنانچہ ہمارے زمانہ سعید میں رایت
اقبال کے بلند کرنے والے اور چہرۂ دولت روشن کرنے والے کے گرامی حالات کی پیشانی
سے ذکر نی زمانہ آسمان کو اُن کے مقصد کے موافق پھراتے ہیں۔ اور ستارہ کو اس کی رفعت
کے لئے گردش دیتے ہیں (کارکنان قضا و قدر) شعر

شاہ اکبر نور بخش مغل ہندوستان   ہے چراغ بارگاہ دولت تیمور خاں

دل اُس کے خیال سے پھولتا ہے۔ اور زبان اُن کے ذکر پر ناز کرتی ہے) سرمایہ نفع

دیدے۔ خصوصاً اس زمانہ میں جبکہ نیرنگی زمانہ اور نشاط اندوزی روزگار سے قیمتی جواہر بھی سراچۂ
اقبال کے سنگریزے ہو رہے ہیں۔ اور دل پر از حقیقت نور علم سے روشنی حاصل کر چکا ہے
اور شادمانی کی بلندی پر آرام گزین ہے +

صفحہ ۹۲ صفحہ ۳۱۰

اگر سامان دست فرسودۂ (زر) بازار دُنیا سے خالی ہاتھ ہوتا۔ اور زمانہ اپنی بدخوئی سے
دُنیا کرشمہ ساز کو میری پرستاری کے لئے نہ بھیجتا تب بھی یہ آرزو ے زرمیرے دل میں نہ پیدا
ہوتی۔ اور ایسی بدمعاملگی (صلۂ اکبر نامہ لینا) اپنے لئے نہ پسند کرتا۔ بلکہ اولاً مدِ نظر حمدِ الٰہی ہے۔
کہ اس تحریر کے وسیلہ سے عمدہ کام بادشاہ کا انجام پاگیا۔ اور دوسرا مطمح نظر طبیعت کا نقصان
بشری کی وجہ سے یہ ہے کہ آیندہ آنے والے بزرگ اور موجودہ دانش پذیر اس دریاے بیکران
سے آبدار موتی نکال کر اپنے اعمال و افعال کے گھر کو اُس سے آباد کریں۔ اگر میری ہمت بلند
ہوتی تو توحید کے بلند بالاخانہ سے شرک کے انتہا پر نہ آتا۔ یعنی اس تصنیف سے صرف غرض
حمدِ ایزدی ہوتی اور درستی کردار مردم کو اُس میں شریک نہ کرتا۔ لیکن کیا کیا جاے یہ وہی بات
ہے کہ گزشتہ آگاہ دلوں کے پیشوا مولوی معنوی فرماتے ہیں **مثنوی**

اے صنم جب ہوز مثال احولان مشرکوں کی طرح ہے میرا بیان

اگر خیال اس گرسنہ صبح وجود اور تشنۂ نیمروز (دوپہر) حیات کا ہر شخص نہیں سمجھتا ہے میں
جانتا ہوں اتنا تو ضرور سمجھ لیگا اور سب کے دلنشین ہوگا کہ سعادت منش خرد آموز لوگوں کی سعی
دو چیزوں سے متجاوز نہیں۔ اور بلند نگاہان خوش بخت کا نقد جستجو اس سے بڑھ کے نہیں اولاً
خوشنودی خدا کا مہیا کرنا۔ اور نزہتگاہ عالم قدس میں پسندیدہ منزل کی بنیاد رکھنا۔ اور یہ
سرمایہ حیات ابدی اور پیرایۂ نشاط قائم ہے۔ اس زمین کے رہنے والے کبھی مطمورۂ فنیتی
کی طرف مائل نہیں ہوتے۔ اور اس مرتبہ کے تندرست بیماری کا منھ نہیں دیکھتے۔ اور اس
کے تنومند کمزوری کو جانتے ہی نہیں۔ اور اس کی ثمر بخشی میں پژمردگی اور تونگری میں درویشی
نہیں آتی۔ اور تنگ نظری کو دخل نہیں ہوتا۔ اور اس سنے بداسے نیت صاف اور جمع کرنے
سے فضائل اربعہ اور بچنے سے آٹھ رذائل مذمومہ کے کہ کتب حکمت اُن سے پر ہیں اور کچھ
ہاتھ نہیں آتا ہے۔ دوسرے نیک نامی اس دنیا کی کہ زندگانی دراز و عمر دوام کی اُس سے تعبیر

دیر بقا و دلپذیر و فیض رسان (شاہنامہ) چھوڑا تاکہ دولت مندان خوش نصیب کو نور خرد عطا کرے۔
اور دانش پذیران حقیقت جوئے کی اعانت کرے۔ اور ناتجربہ کاران جویاے سعادت کو نفع و
نقصان زمانہ سے آگاہ کردے۔ اور طرح طرح کے مردمان آلودۂ غرض بیمار حسد کو دواے اخلاص
چکھاے۔ بزدلوں میں جرأت پیدا کرے۔ اور روباہ فطرتوں (مکاران وجبان) کو طاقت شیر
قوت نہنگ ادباری دے۔ کم حوصلہ اور تھڑ دلوں کو خندہ پیشانی والا اور بلند ارادہ بنادے۔
اور صاحبان ہمت میں قوت بڑھائے۔ اور بلند مرتبگی کی رفعت پر سربلندی بخشے۔ گو بظاہر
شاہنامہ لکھ کر شاہان عالم کی اُس نے خدمت کی۔ لیکن درحقیقت اپنے جواہر علم کی شرح وہ بازار
شہرت میں لے گیا ہے۔ اگر وہ پابند ہوا و ہوس نہ ہوتا اور اپنی عقل دقیقہ رس کو خواہش بیجا
تباہ نہ کرتا تو اُس کو اِس عطیہ عظماے الٰہی کے شکر سے کب فرصت ملتی۔ پھر اہل عالم سے امید
تحسین و احسان اُسے کب ہوتی۔ بلکہ اگر تھوڑا سا بھی انصاف اُس کے دماغ میں ہوتا اور ذرا
بھی معاملہ شناس ہوتا تو ضرور اس تحفۂ معنوی (شاہنامہ) کے علاوہ ہدیہ ظاہری عجز و نیاز کا جمع
کرکے درگاہ محمود یا خدا میں لیجاتا کہ ذکر گرامی شاہان اُس کے (فردوسی) پایۂ گوہر کے ظہور کا سرمایہ
ہوا۔ اور بندگان آگاہی طلب کے لئے بطور تحفہ ایک یادگار (فردوسی نے) چھوڑا +

خدا کا شکر ہے کہ قوت توفیق ایزدی و اعانت بخت خداداد سے اِس نگارین نامہ (اکبرنامہ)
کے موتیوں کے گوندھنے والے (ابوالفضل) نے تعریف قبول کرنے اور توصیف سننے میں کہ
بہت سے آدمی اِس خیال طرح پذیری کے زندان میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اپنے دل کو مرہون نہیں
کیا اور فطرت کو پامال خواہش نہیں کیا۔ یعنی نہ آرزوے ثنا ہے و نہ تمناے صلہ۔ جب اُس کی
طبیعت بشری کے وسعت آباد خیال میں تمناے ثنا و صلہ نہیں تو پھر اُس کے عالم فطرت میں
آرزوے متاع دنیوی کب ہو سکتی ہے۔ یہ مان لیا کہ اُسے فطرت بلند نصیب نہیں اور
ہمت بزرگ کا خیال تک دماغ میں نہیں مگر غیر تک اس بات کو جانتے ہیں۔ کہ لوے بیجزدی
اُس کے دماغ تک نہیں پہنچی ہے۔ اور بیگانے بھی جانتے ہیں کہ وہ کاروان پرکھنے والا
ہے۔ پرند چینی (ریشمی کپڑا) میں بٹے ہوئے بالوں سے بنی ہوئی کملی کا پیوند کیسے لگ سکتا
ہے۔ اور شمشیر مصری کو لوہے کے بے جوہر ٹکڑے سے کیا نسبت۔ گوہر بے نظیر حقیقت (کلام)
کو دُنیا کی ٹھیکریاں (مال) کے عوض میں کیسے بیچ ڈالے۔ اور دولت جاویدی (کلام) کو عوض
میں چاندی کی گڑیاں ایک جگہ نہ قرار لینے والی اور جلدی سے مٹ جانے والی (روپیہ) کے کیسے

...ین دین کی گفتگو میں اُٹھا دیا۔ وہ تاجر کلام تھا قیمت سخن نہیں جانتا تھا۔ اُس کی قیمت چند جواہر
کے ٹکڑے اُس نے قرار دی۔ بازاری بے شرموں کی طرح افزائش مال کی کشاکش میں بدنام
ہوگیا۔ بیش بہا کو بے قدر اور گران سنگ کو سبک وزن کر دیا۔ طرح طرح کے احسان اکبر کا دستار
...ان چنے والا (ابو الفضل) اُسکی نعمتہائے بزرگ کا شکر اس اکبر نامہ میں ادا کرتا ہے۔ اور خلاق
...الم کی قدرت کی نیرنگی کو لکھتا ہے **مثنوی**

جو یہ نامہ لکھتا بامید زر — پرو سکتا کب عمر بھر یہ گہر
جو مجھ کو سخن کو بہت عشق تھا — اُسی عشق سے کام یہ ہو گیا

فردوسی نے نفرین ابدی کے لئے تیس سال زحمت اُٹھائی۔ اور میں نے تحسین و آفرین
جاویدی کے لئے سات سال محنت برداشت کی۔ اُس نے لباس نظم میں جس کا سانچہ معین ہے
ڈھلائی کا کام کیا ہے۔ اور میں نے بیابان بے پایان نثر میں جو ابر آبدار سلک تحریر میں پروئے
ہیں۔ **نظم**

لتھیڑا ہے دل کے لہو سے قلم — نہیں نظم سے میری یہ نثر کم
ہے پایہ بلند اس لئے نثر کا — کہ بن بیدھے دُر کی ہے قیمت سوا

بندۂ خدا (ابو الفضل) کو غلام زر (فردوسی) کے ساتھ کیا نسبت۔ اور شکر گذار کو شکوہ
سرا سے کیا مناسبت۔ اُس کی چشم ظاہر بین پر غرض نے پردہ ڈال دیا۔ جب تو اُس کارنامہ ہنر
(شاہنامہ) کی وجہ سے بزرگان زمانہ (محمود وغیرہ) سے اُمید صلہ رکھتا تھا۔ اگر اُس کی چشم معاملہ
بین میں نقصان نہ ہوتا تو ایسی گمراہی پر کیوں چلتا۔ اور کلام کسی غرض سے کیوں کہتا بلکہ گوہر بلند
حوصلگی کو اپنا سرمایہ بناتا۔ **مثنوی**

چھپ گئی خوبی غرض آئی جہاں — پڑ گئے پردے میان چشم و جان
اُس کی اندھی آنکھ کو ہے عیب بین — اپنے عیبوں پر نظر پڑتی نہیں
حرص کا حیران سنے گر سو کلام — ایک نکتہ بھی نہ آئے اُس کے کام

قطع نظر اس بات سے کہ بازار معرفت میں دُنیا کے زر و سیم سے سخن دلپذیر ہاتھ نہیں لگ سکتا
ہے اور جواہر گران قیمت (کلام) کا زر تو پاسنگ بھی نہیں ہو سکتا ہے ؎

صفحہ ۹۱ - صفحہ ۳۰۹

فردوسی نے اُس سخن طرازی اور نکتہ پیرائی سے بقائے نام کی کوشش کی۔ اور بزرگ فر...

خاتمہ جلد سوم اکبرنامہ

گنجنامہ شاہنشاہی ختم ہوگیا جو کارنامۂ آگاہی۔ فہرست دفتر دانائی۔ مجمل تحریر جہان آرائی۔ تختی تعلیم مکتب آداب و دستور۔ نسخہ دار و گیر صاحبان عقل و شعور۔ دستور العمل بارگاہ خلافت۔ فرمان ادب دیوان عدل و رافت ہے۔ طرح طرح کے رنج اُٹھائے اور بیحد کوشش کی تب مزاج عالم کی نوشدارو اور زہر خوردگان عشرت و غم کا تریاق تمام ہوا۔ تاریک راتیں کاٹ کر صبح کی۔ اور بڑے بڑے دن محنت میں گذارے تب یہ کان تاج سعادت ابدی اور دریاے تخت سلطنت سرمدی (اکبرنامہ) ظاہر ہوا +

صفحہ ۸۹ - صفحہ ۳۰۷

اور بہت سے جھگڑے گوہر دانائی کے نفس کے ساتھ پڑے۔ اور کیسی کیسی دھڑ پکڑ میرے اور دل کے درمیان حیرت نے کرائی۔ تب یہ نقد تلاش خانہ عاریتی (دنیا) اور حاصل سعی سراب دریا نما (دنیا) گنا جا سکا۔ شکر بارگاہ الہٰی میں کیا گیا۔ اور عقل سے بھیک مانگی گئی تب یہ تعویذ بازوے عقلمندان اور دانش پسندوں کے جادو کا منتر خون دل سے لکھ کر جسم حرفی میں جان ڈالی گئی۔ **شعر**

عشق سے اس کام تک پہنچے سہے غم بیشمار — اشک اور خون جگر سے اپنے پایا ہے قرار

افسوس افسوس وظیفہ خوار الہٰی (ابو الفضل) جو نور حقیقت سے پرانا تعلق رکھنے والا ہے کیوں بیان برداشت رنج و محنت سے زبان کو آلودہ کرے۔ اور کیونکر تحمل مصیبت اور خون دل پینے کا بیان تحریر کی تختی پر لکھے۔ یہ شگرف کاری اقبال شاہنشاہی کی اور نیرنگ سازی دولت جاوید طرازی کی ہے کہ ایسی باتیں زبان پر آئیں اور اس اعلیٰ طرز پر اکبرنامہ ختم ہوا۔ اُس قبلۂ موحدان کو درستی ہمت کی عجائب کاری اور سزاواری راست کرداری کی وجہ سے خازن خزانہ عقل و بصیرت بنایا ہے۔ اور خلوت سرائے قرب کی بارگاہ میں راستہ دیا ہے۔ وہ گوہر یکتائے بصیرت (اکبر) ثناے حاکم بے نظیر اور شکر گذاری نعمت روز افزوں میں ایک دانش نامہ (اکبرنامہ) پیر خرد سے علم حاصل کرنے والوں کے لئے۔ اور ایک فرمان صونکدہ تقدس (دل) سے سعادت ڈھونڈھنے والوں کے لئے لایا ہے۔ اکبر

ذرا بھی اس خیال سے نہیں ہٹتے ہیں۔ بلند نظران دانا دل اچھی طرح جانتے ہیں کہ اشیاء مذکورہ کی طرف میلان حقیقۃً رنج گزینی اور جانکاہی ہے۔ اُن خیالات پریشان سے جن سے کہ جانور بھی خوش نہیں ہوتے ہیں باوجود پرکھنے والی عقل ہونے کے ایسی کھوٹی چیزیں جمع کرتے ہیں۔ نظم

اگر ترک لذت کو لذت تو جانے — مزہ شہوت نفس میں بھی نہ مانے
کرے مرغ جان تیرا سیر سما — جو ہو حرص کے دام سے وہ رہا

اور بعض گروہ نے اس پشتہ خطرناک اور محل وحشت قیامت سے کہ سوائے آلودگی دل فرسودگی خاطر کوئی اور ثمر نہیں دیتی ہے قدم آگے رکھا ہے۔ اور اس منزل کو جانگزا سمجھکر اس سے نکل جانے میں سعی کی ہے۔ لیکن خود غرضی اور رعونت کی وجہ سے مراب زار علوم ظاہری و غولستان مصطلحات عرفی میں پھنس کر اور گمراہی و بدمستی کو زینۂ مقصد جانکر جشن آرا ہوتے ہیں چہرۂ عشرت کو روشن کرتے ہیں۔ یعنی خوش ہیں اور نالائقان سیہ درون اس رہبر منزل طلبان کمال (علم) کو اپنی بدخیالی سے رہزن بنا لیتے ہیں نظم

علم جس سے دو جہان ہے پُرضیا — ہے وہ رہزن جس طرح ہے رہنما
شمع جو ہے شاہ مجلس فروز — تم جو چاہو تو وہ ہوگی خانہ سوز

بادیۂ تلاش کے کچھ تائید یافتہ نے پرستاری عادت انسانی اور قبول مسلمات مردم سے کچھ آگے قدم رکھا ہے۔ اور رہبری دلائل عقلیہ اور دریافت مجردات قدسی (ادراکات عقل) سے بڑی عشرت حاصل کی ہے۔ اور یہ اُس وقت میسر ہوتا ہے جب نزہت گاہ علم میں ستارۂ خرد نور بخشے۔ اور چراغ معرفت اُس سے نور پائے۔ لکھنے والا اکبر نامہ کا ابوالفضل اس آتشین دریا (عقل) کی موج خیزی میں شناوری جانتا ہے۔ اور تلاطم کی نیرنگی کو دیکھ کر ساحل کے نشان سے منقطع الرجا ہے۔ شعر

خوب ہی ہشیار رہنا اے دل بیت دریا — دیکھ ہو جانا نہ غرق قطرۂ طوفان نما

ایک گروہ میدان پاکی اور صحرائے تجرد کا اس خیال پر ہے کہ جب نور خاص خدا کا میدان نورانی عقل پر اپنی ضیا ڈالتا ہے تب لذت دیدار حق۔ اگلے سرور سے زیادہ تعجب میں ڈالتی ہے۔

صفحہ ۳۰۶

اور جب کچھ دنوں اس نزہتگاہ بلند (لذت شہودی) میں قیام و آرام ملے اور رہزنان

آسمانی ہوکر زمانہ کے رنج وغم سے کنارہ اختیار کر۔ دل اور زبان دونوں سے چپ ہوجا۔ رازہائے
الٰہی کا ظاہر کرنا نادانی اور جنون ہے۔ سب کے حالات وہنر کا افشا کرنا غمازی اور مشاطگی ہے۔
لڑائی پر آمادہ ہونا سخت دلی اور جلادی ہے۔ نفرین کی طرف مائل ہونا بیہودگی اور بکواس
ہے۔ اللہ سے کسی چیز کی خواہش کرنا گویا اُسے سکھانا اور یاد دلانا ہے۔ غیر خدا مثل نبی یا ولی
سے مانگنا۔ معاملہ شناسی اور آبرو ریزی ہے۔ کیونکہ دوسرے میں دینے کی قدرت نہیں۔ راہ
صبر پر چلنا ہتھیار بندی اور جنگ آزمائی خدا کے ساتھ ہے شکر کرنا برابری اور خودنمائی ہے۔
چپ رہنا جاسوسی اور عزت دوستی ہے۔ خوش عیشی بیوقوفی اور بدمستی ہے۔ غم کھانا گرانجانی
اور اظہار شکوہ ہے۔ آگے چلنا سبقت جوئی۔ پیچھے رہنا گمراہی۔ برابر چلنا بے ادبی۔ ایک جگہ
بیٹھے رہنا دلیل عاجزی۔ توشہ راہ تہیدستی ہے۔ اور آخری منزل نابود شناسی ہے **رباعی**

ہیچ کا سخن زبان پر اپنی مت لا	تو ہیچ اپنے کو کب تلک سمجھے گا
تو ہیچ نہیں ہے ہیچ بنا کیسا	کب تک تو کہیگا میں نہیں ہوں کچھ بھی

مژدہ حقیقت نے فسحت گاہ حیرانی سے دلجمعی کے گوشہ میں راحت بخشی۔ اور بیجا خیالی سے
ہٹ کر ضرورت وقت اور مناسب حال کے موافق قناعت وخوشی حاصل ہوئی۔ عام لوگوں کی طرح
خوف آزار اور بیم صدمہ سے نہیں بلکہ بزم تقدس کے خاص لوگوں اور میدان حقیقت شناسی کے
شہسواروں کی طرح جو مشاہدہ عظمت الٰہی کی وجہ سے غیر ضروری سے دست بردار ہیں۔ امید ہے
کہ خاصان بارگاہ ایزدی کی طرح نقوش وہمی کو دل سے دور کردے گا۔ اور نمود بے بود سے الگ
ہوجائیگا۔ جس طرح کہ یاوری عقل سے ذوق خیالی اور علمی سے بلند تر ہوکے ذوق عقلی میں راحت
وآرام پارہا ہے۔ رہبری سعادت سے بہار بے خزاں ذوق مشاہدہ ومکاشفہ ووصول الی اللہ
میں نشاط جاودانی حاصل کرے گا ✽

صفحہ ۷۸ - صفحہ ۳۰۵

اور عقل تجربہ کار کو پیشکار وخدمت گذار بخت بیدار بنائے گا۔ اے قبول کنندہ دانائی اکثروں کو
خوشی گھیر لیتی ہے۔ اور یہ امر محض ذوق خیالی کی وجہ سے ہے۔ کہ سارا سرور عالم۔ کھانے۔ پہنے۔
عطریات۔ حسینوں۔ خوش آوازی۔ تناکح۔ غلبہ برادران۔ افزونی اولاد۔ فراخی خانہ۔ رنگین
فرش۔ باغ لگانے۔ آرائش سواری۔ عشرت شکار۔ کثرت خدمتگار۔ و فتح کشور ودیار میں سمجھکر

جو مجھ میں عجائب ہیں اگر میں اُن سے — دیوانہ نہ ہوں تو یہ بھی ہے ایک جنون

نہ قوت موافقت کی ہے۔ اور نہ اِس دُنیا سے بھاگ ہی سکتا ہوں۔ اور نہ خواہش اس میں رہنے کی ہے۔ اور نہ طاقت اِس سے جُدا ہونے کی۔ بے سرت و پائی کے ساتھ بادیہ پیمائی کا خیال دماغ میں تھا۔ اور اپنے گرد سرگردان تھا۔ کبھی اپنے قصہ کو نیرنگی خواب سمجھتا تھا۔ تحریر جنون کو شوریدہ حال پیشانی سے پڑھتا تھا۔ نظم

میں ہوں مرغ مقید اور مضطر — لگائے غم اگر اک زخم دل پر
قفس کے چاک سے سر کو نکالوں — رہوں خاموش جیب میں چھپالوں

قریب تھا کہ اِس سنگلاخ حیرت اور خارزار بیکار جوئی میں اس ہستی موہوم کا رخت ہزر دوں یعنی مر جاؤں۔ اور ہزاروں شکایت کے ساتھ اُس سیرگاہ پاک (عالم بقا) میں جاؤں۔ شہنشاہ بلند نظر نے اپنی معاملہ دانی اور بصیرت کی وجہ سے مجھے سرفراز کیا۔ اور مجھ لاعلاج کے علاج میں اپنی ہمت صرف کی۔ نادر خیالی سے اُس مسیحا نفس کی بیتابی دور ہوئی۔ اور بصیرت میں ایک اور ہی نور پیدا ہو گیا۔ آنکھ اور کان کو نور خاص نے منور کر دیا۔ معرفت الٰہی نے ایک نیا نور پیدا کر دیا۔ حقیقت کا پیغام سامعہ افروز ہوا کہ تو کیوں لوگوں کی عیب جوئی کرتا ہے۔ اور ہنگامہ نکوئی میں ناسزا بکتا ہے +

صفحہ ۸۶ ـ صفحہ ۴۰

جس طرح مذمت جماد اور نبات اور حیوان کی دل میں راہ نہیں پاتی ہے پھر کیوں اِس مشت استخوان متہم اختیار (انسان مجبور) سے اُلجھ کر زبان طعنہ کو دراز کرتا ہے۔ انسان کے قابل استعداد ہونے کی نیرنگی کو دیکھ اور دل کو ملامت سے آلودہ نہ کر۔ اور حسن روز افزوں موجودات سے ہر ساعت ایک تازہ سرور حاصل کر کے دامن فطرت کو چون و چرا سے چرک آلودہ نہ کر۔ رُباعی

اے دوست اگر ہے تو یہی خواہ اپنا — مت رکھ تو ہوا پر اپنے کاموں کی بنا
ہر چند کہ علم نے ترقی پائی — یہ غم ہے کہ تو جگہ سے اپنی نہ ہٹا

علم نیک اندیشان ظاہر بین (علما) بیں خیر غالب ہے نقش ہستی وجود میں آتا ہے۔ اور حقیقت شناسان دور بین (عرفا) کے نزدیک شر حقیقت محال ہے (شر کا وجود نہیں)۔ کور باطنان عادت کی بیہودہ گوئی اور تنگ چشمان رسم کی بکواس پر فریفتہ ہو کر عیب جو نہ بن۔ واقف راز

بادشاہ عالم کے آستانہ پر سجدہ کرنے کی وجہ سے پیشانی نصیب منور ہوگئی تو اُس کی مہربانی کی دوا نے مجھ جاہل گونگے کو زبان فصیح عطا فرمائی و دل دقیقہ رس دور کی باتیں سمجھنے والا مرحمت فرمایا۔ سب کے ساتھ ہر طرح سے ہر قسم کی باتوں کا موقع ملا۔ بزم مبارک کے نور انصاف اور میری متاع سخن کی گرم بازاری کی وجہ سے اُس زمانہ کے علما پر مجھے غلبہ حاصل ہُوا*

صفحہ ۸۴۔ صفحہ ۳۰۲

لیکن جو لوگ باطنی فتح و فیروزی کے جویا ہیں اُن کو اس سے کیا فائدہ۔ اور گرم دلان جگر سوختہ کو پنکھے کی ہوا کیا راحت پہنچا سکتی ہے رباعی

جویندۂ دردِ عشق میں رہتا ہوں　　ہے خواہش غم اگرچہ غم سہتا ہوں
ملجائے کہیں سے سوختہ جان کوئی　　ممکن ہے وہ سمجھے کہ میں کیا کہتا ہوں

ہر شہر اور ہر صحرا میں اور ہر عبادت خانہ اور بُت خانہ میں بکثرت لوگ نادرست خیالات کے ساتھ قانع ہو کر دوسروں پر طعنے کر رہے ہیں۔ نہ تو دلیل اور مغالطہ میں تمیز کرتے ہیں اور نہ تحقیق و تقلید کا فرق جانتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو شناور دریائے حقیقت جان کر باتیں بنانے میں راہ تلاش کو بالکل بند کر رکھا ہے اس عجوبہ کاری سے کبھی تو اپنی گمراہی پر زبان تمسخر دراز کرتا تھا۔ اور اپنے آپ کو ہزار طرح کی ملامت کرتا تھا۔ اور کبھی بیہودہ خیالی پر لوگوں کی جوش اور نفرت کرتا تھا اور طرح طرح کے تیرہائے طعنہ کا اُنہیں نشانہ بناتا تھا۔ ہمیشہ ایسی پریشان حالی کے ساتھ دل تنگی کے شکنجہ میں کشائش کار کا خواہاں تھا۔ اور اپنے سایہ سے بھی ڈرتا تھا۔ رباعی

گھیرے ہے میری شکر کو انبوہ مگس　　ہر سمت مرے بلا ہے ہو پیش کہ پس
دیکھو۔ صحرا کا ہو وہ خواہاں کیسے　　جس کے لئے دو جہان ہو مانند قفس

اور ساحل اُمید پر بیٹھ کے انتظار کر رہا تھا۔ اور میدان نظر کو اور وسیع کرتا جاتا تھا کہ ناگاہ مجھ پر یہ بات واضح ہوئی۔ کہ بیدانشی کی آندھی صرف علما و فقرا ہی کی خانہ برانداز نہیں ہے بلکہ ہر گروہ کجروی کے ساتھ سعی کر کے راہ سعادت کے مسدود کر دینے میں ہے۔ اور دروغگوئی و فریب دہی و کم بصارتی و بے حقیقتی پر خوش ہیں۔ اور ہر گروہ گلے تک کیچڑ میں دھنس کر عشرت آزادی کرتا ہے اور اپنی زندگانی کے محاسبہ کو اپنے دل سے بالکل نکال ڈالا ہے۔ کاشتکاروں کا زیادہ تر خیال یہ ہے کہ اپنی سرکشی کو سرانجام کیونکر دیں۔ تاکہ لگان نہ ادا کرنا پڑے جس سے حفاظت جان و مال و آبرو

بندش میں بھی گرہ کشا ہو جاؤ　　گمرہ ہو کر بھی رہنما ہو جاؤ
کم جی کے ہزار سال جیتے رہو　　یکجا ہو کر ہزار جا ہو جاؤ

(یعنی حیاتِ قلیل میں وہ کام کرو کہ مدت دراز تک تمہاری یاد رہے۔ اور باوجود ایک جگہ قیام ہونیکے تمہارا ذکر ہر جگہ ہو) جان کے ناسور کی دوا نا پیدا۔ اور طبیب روحانی کا مقام جابلقا اور جابلسا (پھر ہاتھ کیونکر لگے) میں جو بے سر و سامان دل والا ہوں مجھ میں ایسی طاقت کہاں کہ شرح دردِ لاعلاج کر سکوں۔ اور کس بوتے پر اپنے زمانہ کا سوگوار بنوں۔ زمانہ اظہار نادانی و خریداری دانائی جسے زمانہ تحصیل علوم کہتے ہیں حق شناسی سے دست و گریبان تھا۔ اور قوی امید تھی کہ بہت جلد دروازہ مقصود کھلجائے گا۔ اور صفا خانہ حقیقت میں راستہ مل جائے گا۔ مگر جتنا قدم آگے بڑھاتا گیا بہت ہی کم لوٹے تمنا دماغ تک آئی۔ اور جب علوم عقلی و نقلی پر قابو ہوا اور اگر اکثر پرانے لوگوں کی کتابیں نظر انصاف سے دیکھیں عجیب نا امیدی دل میں گھر کرتی گئی۔ اور سخت ناکامی طرح طرح کے غم پیدا کرتی رہی۔ خصوصاً وقت تعلیم و تفہیم کتب علمیہ کہ اُسے تدریس (پڑھانا) کہتے ہیں۔ اور انسان کی عقل و بصیرت کو اس منزل تدریس میں استحکام و ثبات حاصل ہوتا ہے۔ اور شبہات و شکوک کی تاریکیاں مٹ جاتی ہیں۔ مگر مجھے زیادہ تر حیرت اور عاجزی لاحق ہوتی تھی۔ ایک عجیب اندوہ نے میرے سراپائے دل کو گھیر لیا۔ اور مقصود کی شناخت میں دلخراشی پیدا ہو گئی۔ اور طرح طرح کی قرار دادوں سے تعجب میں پڑ گیا۔ رباعی

آدم نہیں باپ دل کے۔ حوا نہیں ماں　　اور ارض و سما سے کچھ نہیں نسبت جاں
طاقت یہ نہیں کہ لب پہ لاؤں کوئی بات　　اے کاش کہ چپ رہوں مگر صبر کہاں

گذشتہ لوگوں کے پرانے اوراق لپیٹ کے رکھ دیئے۔ اور حکمائے موجودین سے رازِ دلی بیان کر کے خواہانِ علاج ہوا۔ مگر شورش [illegible] بڑھتی گئی اور زخم باطنی پھیلتا گیا۔ نہ تو مرتاضانِ خدا جو سے بھیک مانگنا کچھ مفید ہوا۔ اور نہ وعظ و پند عقلائے حکمت جو سے کچھ کام بنا۔ ہر بارگاہ میں دنیا پرستی کا نام خدا پرستی رکھ کے ہنگامۂ خود بینی کی گرم بازاری کر رکھی ہے۔ خود آرائی کو حق جوئی سمجھ کر بستر راحت پر غفلت کی نیند سو رہے ہیں +

صفحہ ۴۸ ۔ صفحہ ۱۰۳

پشت آئینہ کو آئینہ کی رو کار سمجھ کے الٹی قبا پہن لی ہے۔ اور نمائش آب کو آب خیات

[illegible]اخ استخوانی کے رگ و پے ڈھانچے اسے مجھ جہان فرسودہ اور حیران انجمن آفرینش کا دل سرد
[illegible] گیا ہے۔ پھر خواہش زیادتی مال و افزونی جاہ و جلال کب ہو سکتی ہے رباعی

اُٹھا ہے جو سوز غم بھلا کس سے کہوں — یہ واقعہ ستم بھلا کس سے کہوں
جو بات کہ ہے اسے سناؤں کس کو — اندوہ فزا الم بھلا کس سے کہوں

اور دین تقلیدی سے جو مذہب ہنود و آتش پرست و نصاریٰ اور تمام سرگردانان صحرا
اختلاف سے مشارکت و مشابہت رکھتا ہے۔ میرا فضائے باطن غبار آلود ہو گیا۔ اور
[illegible] حق سے جس کا پتہ اور نشان نہیں مگر غلط خیالی سے ہر شخص اپنے میں تجویز کرتا ہے
بالکل سیری حاصل ہو گئی۔ شعر

ہے آرزو کہ اس طرح بازار میں پھروں — سر پیٹوں اور پیچ عمامہ کے پاؤں پر

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کونسا نغمہ چھیڑوں اور کونسا قصہ کہوں۔ میرے پیر
اور بادشاہ کا دل کیا چاہتا ہے۔ اور اللہ نے تقدیر میں کیا لکھا ہے مثنوی

جو دل پھڑکا تو یہ آیا مجھے دھیان — زمانہ سے مجھے پہنچے گا نقصان
پھڑکتی ہے جو اب چشم گھر بار — دکھائے گی مجھے یہ کیا دگر بار

اب محل اس کا ہے کہ دل صاف سے جوش اضطراب پیدا ہو۔ اور پریشانی سرا پا
دل کو گھیر لے۔ عقل کا دریائے وسیع۔ چشمۂ میم کی تنگنائے تاریک میں۔ اور شناور فطرت
خیالات کی خشک ندی میں غرقاب ٭

صفحہ ۸۲۔ صفحہ ۳۰۰

حق جوئی کا درد شناسائی کے دیدہ کے ساتھ پردہ نشین ہے۔ اور آگاہ دل حقیقت
شناس لوگ چادر پوشیدگی اوڑھے ہوئے ہیں (پنہاں ہیں)۔ ہر ایک گروہ اپنی غفلت
کے موافق مرتبہ جمادی و نباتی و حیوانی میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور لوگوں کے حاصل کئے ہوئے
کو مقصد حقیقی سمجھ کر رنگارنگ روشوں کی سیر کی طرف ایک قدم بھی نہیں اُٹھاتے ہیں۔
پھر آتش خانۂ طلب اور مقام خطرناک معرفت میں کب گذر سکتا ہے۔ اور اس آشوب گاہ
نادانی کی وجہ سے قریب ہے کہ ملک تجرد کے صحرا نشین اُکتا جائیں تو پھر دُنیا داروں کا
کیا ذکر۔ رباعی

دیولاخ (پُر از شیاطین) شیر ربا (دلیروں کی بہکانے والی) آسمان کا ایسا شکوہ رکھنے والی (دنیا) کی منازل خطرناک کو عقل کے سر کے بل طے کیا ہے۔ باوجود ہزاروں رہروان منزل شناس وہمراہی صحرا نوردان راہ خوف افزاے دنیا اس نفس نیرنگ ساز خود ستا کے فریب گوناگون سے راحت نہیں ملی ہے تو پھر تم باوجود افسردہ خاطری و تہیدستی کس طرح اطمینان قلب کے ساتھ یہاں لمبے لمبے قدم مارتے ہو ٭

صفحہ ا ۔ صفحہ ۲۹۹

متقدمین فراخ حوصلہ وفیض رساں از استعداد کامل خود اپنی نصیحت کی کتابوں میں اس طرح بیان کرتے ہیں۔ کہ اگر انسان ہزاروں برس ارادہ بلند اور ہمت فراخ کے ساتھ اس عقلمند دشمن اور ہم خانہ مصنوعی دوست (نفس) کی لڑائی میں نشاط کامیابی رکھتا ہو۔ مگر ایک دن ایسا آتا ہے کہ اس حیلہ جو عقل ربا (نفس) کی جنگجوئی و فتنہ پردازی سے بڑی فکر میں پڑ جاتا ہے۔ وہ ناصح گویا وخموش (کتاب نصیحت) کیا خوب کہتی ہے۔ رباعی

ہے پھولتا ہر نفس وہ ہے نفس بلا	چاہا کہ ریاضت سے وہ بن جاے بھلا
کرتا ہوں میں کوشش سے اسے گو دُبلا	ہوتا ہے فضول بات سے وہ موٹا

نیز نصیحت کی پرانی کتابوں میں اس طلسم ساز پُر مکر وفن (نفس) کو سیماپی سبو سے تشبیہ دی ہے۔ اُس سے قطع تعلق کیا جاسکتا ہے۔ مگر اُس سے ایسا توصل کہ جس میں افتراق کا پتہ نہ ہو باعث نقصان ہے (محشی والے پیوستن کی جگہ بے پیوستن صحیح قرار دیکے معنے یوں لکھتے ہیں کہ۔ بغیر اتصال بحق اُس نفس سے جدائی باعث ضرر ہے)۔ تم نہیں جانتے کہ دُنیا میں یہ نیکی کو بدی کے عوض میں بیچنے والا۔ اور خوبی کو زشتی کے بدلہ میں لینے والا کیا کیا تفرقہ اندازی کرے گا۔ اور کس قدر صدمہ پہونچائے گا۔ حوادث کی آگ شعلہ زن ہے۔ اور دل کا لباس کاغذین (جو فریادیوں کا ایسا ہے) روزن دار ہے (یہ شعلے دل میں لگ جائیں گے) اور شیشہ کے کارخانہ (دل نازک) پر ہوا و ہوس کی چوبائی ہوا سنگ افگن ہے۔ اور فریب ناز مرغان بدبخت (نفس کی فریب آمیز باتیں) کار عندلیب میں (لبھانے اور خوش کرنے میں)۔ آئینہ جلی (دل) میں عکس زنگی (تیرگی) موجود۔ لیکن کیا کروں اور کیا عرض کروں کہ دل کہنے اور لکھنے سے رک گیا اور متقدمین وموجودین کے کارناموں سے افسردگی خاطر لاحق ہے۔ لباس عنصری کے تانے بانے (جسم) اور

زمانہ دے اگر باقی کی فرصت — کیے پھر یوں اُسے میری طبیعت
کہ ہو جائیں گے بیدار اُس سے قاری — کرے گا مچھلیوں پر وجد طاری

بہت سا پسینہ پیشانی فطرت سے دامن اُمید میں گرا۔ تب آدھا قطرہ دریائے
معرفت کا ٹپکا۔ یعنی بہت کوشش کے بعد کچھ حقیقت و حکمت کی باتیں لکھ سکا ہوں۔ کیسے
کیسے بخارات دل سے اُٹھتے ہیں۔ تب کلام اس طرز پر کان کے موتی بننے کا سزاوار ہوا۔
اُمید ہے کہ مقبولیت دل اسے بلند نامی عطا کرے۔ اور مجھ کو میزبان جاویدی بنا دے۔
یعنی میری اس تصنیف سے لوگ ہمیشہ فائدہ اُٹھاتے رہیں اور میرا نام باقی رہے۔ **بیت**

اسے دل سے ہے میں نے تو نکالا — دلوں میں دے جگہ اُس کو خدایا

اب یہ وقت ہے کہ جبین نیاز کو سجدۂ نیایش سے نہ اُٹھائے۔ اور پیشانی شکر گذاری
کو زمین عاجزی سے نہ اُٹھائے۔ اسی تحریر اکبر نامہ کو اپنی سجدہ گاہ بنا کے نفس خود غرض
کی داستان سرائی پر کان نہ لگائے۔ اور نفع کیمیائے سعادت (اکبر نامہ) کو اس راہزن
(نفس) کی حیلہ اندوزی سے چھیڑ نہ دے۔ اور کیوں جبین نیاز کو سجدہ سے اُٹھائے جبکہ
حاکم ایجاد (اکبر) اس متردد مشتغل کی گداگری (سوال۔ خواہش۔ یا تصنیف) کو قبول کر کے
ہر ساعت ارادہ میں جرأت اور فطرت میں قوت اور ہمت میں طاقت بڑھاتا رہتا ہے۔ اور
مجھ اُلٹی سیدھی زبان والے۔ ہندوستان کے پیارا کچھ نہ جاننے والے کو بلا کر بلندی حقیقت
جوئی اور دیدبان نکتہ سرائی پر جگہ دیتا ہے۔ اور ہر دم آسمان معانی کا دروازہ کھول کر عرفان
کے صدر پر بٹھاتا ہے۔ اور پستی خیالات پیروی سے باہر نکال کر بلندی آزادی پر لے جاتا
ہے۔ سر کو سجدہ سے کیسے اُٹھا سکتا ہے۔ کہ نیرنگ ساز تقدیر نے دل کے گرداگرد کو حفاظت
کے لئے گھیر رکھا ہے۔ اور تعویذ دافع بلائے زنگار زنگ خود ستائی کا بصیرت کے ایوان کے سامنے
لٹکا رکھا ہے۔ آغاز بصیرت پدر بزرگوار کی حمایت عاطفت میں جو واقف رموز عالم ارواح
و اجسام ہیں گذرا اور اس رنگین بساط دُنیا کے دوستوں کے مذموم اختلاط دلفریب سے
الگ رہا۔ اور جوانی بھی نہیں آنے پائی تھی کہ باریکیہائے علوم پر قابو پا لیا۔ اور اول جوانی
میں بادشاہ عالم کی نظر کے نورستان میں مرتبہ اعتبار بلند سے سربلندی پائی +

صفحہ ۸۰ - صفحہ ۲۹۸

شاہنشاہ بارگاہ عالم۔ تخت نشین نسل آدم۔ ظفر کی دلیل وحید عصر

بس شرف خصوصیت حاصل کریگا تاکہ آسائش کی سانس لے (آرام وسکون ہو جائے) اور خدا کے
بیچون کا کسی کو شریک بنانے سے یک سوئی ہو جائے +
بہت سے لوگ طبقہ اوّل (مداحین) سے دوستی رکھتے ہیں۔ اور آخریں (بدگویان)
سے مخالفت۔ ایک گروہ اور ہے جو واقع ہونے سے ان دو روشوں (مدح وذم) کے
بظاہر آلودہ خوشی وغم نہیں ہوتا ہے مگر بباطن مدح سے دل کو خوش رکھتا ہے۔ اور ذم
سے آزردہ۔ بعضی موید من اللہ ایسے بھی ہیں جو بوقلمونی عالم ایجاد کو خوب سمجھے ہوئے
ہیں اور مدح وذم دونوں کو برابر جان کر متغیر نہیں ہوتے ہیں۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ نفس
نیرنگ ساز کوئی صورت پیش کر کے اس طرح ظاہر کرتا ہے کہ تم جو راہ حق پر چل رہے ہو
تمہاری مذمت میں تو ناخوشنودی خدا شامل ہے (یعنی جو تمہیں برا کہتا ہے خدا اُس سے
ناخوش ہے) پس دھوکے میں آکر بے اختیار اُن برا کہنے والوں سے انتقام پر آمادہ ہو
جاتا ہے۔ اور شاہراہ سعادت سے دور ہو جاتا ہے۔ اگر وہ محاسبہ اپنے اعمال کا کرے
تو ظاہر ہو جائے گا کہ بسا اوقات اِن بطلان کاروں کو تیری برائی سے کوئی تعلق نہیں
ہوتا ہے۔ اور یہ ساری بازیگری اُس خود ستا اور خود بین (نفس) کی ہوا کرتی ہے +

صفحہ ۷۷ صفحہ ۹۵

مرتبہ اعلیٰ یہ ہے کہ مدح کرنے والے کے ساتھ جو سرمایہ غرور مہیا کرتا ہے دشمن کا ایسا
سلوک کرے۔ اور مذمت کرنے والے عیب دکھلانے والے کو دوست قرار دے۔ ممکن
ہے کہ اس طریقہ حکمت سے بلندی مقصود پر جگہ مل جائے۔ اور گھر والے دشمن دانا کے
گزند سے نجات مل جائے۔ یعنی نفس کے پھندوں سے رہائی حاصل ہو جائے۔ مددگاری
فطرت نیک اور ثبات قدمی دل کی وجہ سے تھوڑی سی مدت میں اُس نفرت خلق سے باز
آکر خود اپنی ذات سے لپٹ پڑا۔ اور جنگ سے صلح کر کے اپنے معاملات کی ایک نئی
ابتدا کی۔ مثنوی

میں اپنے ساتھ دست وگریبان ہو رہا ہوں۔ اور کیا تدبیر کروں۔ کسی کے
کام سے میں عہدہ برآ کیونکر ہوں میں نے اپنے سامان کے پردہ کو چاک کر ڈالا ہے۔
ممکن ہے کہ میں اپنا مواخذہ خود کر سکوں۔

اختیار کروں۔ وہ طبیب روحانی (مُبارک) چونکہ بادشاہ زمانہ کو خداپرستوں کا قافلہ سالار سمجھتا تھا۔ اور قضا وقدر کی لکھی ہوئی تقدیر کو کسی قدر جانتا تھا میرے علاج کی طرف متوجہ ہُوا۔ اور تعلق دُنیا کا سبق پڑھانے کے لئے درج وہاں کو کھولا۔ اور اُس رہنمائے طریقت (پدر) کی جادوگری و مسخر سازی سے ادبستان دولت (دربار اکبر) میں گیا۔ اس تخت نشین فرہنگ آرا کے آستانہ پر سجدہ کرنے سے پیشانی اقبال میں جلا اور نور پیدا ہوگیا۔ بغیر اس کے کہ سعی حرص اندوزی ہمت کے دامن کو آلودہ کرنے والی ہو۔ اور وسیع کوچۂ ہوس میں قدم جستجو تھکیں۔ بغیر اس کے کہ انتظار کی شرمندگی اُٹھانا پڑے۔ اور لوگوں کے دروازہ پر دوڑ دوڑ کے آبروریزی ہو بغیر وساطت سفارش کسی شخص کے الطاف شاہنشاہی نے مجھے گھیر لیا۔ اور گمنامی کے گڑھے سے علو مرتبت کی بلندی پر پُہنچا دیا۔ خداوند ظاہر باطن کی نظر کیمیا اثر نے ہمت کو نور بخشا اور دل کو ایک نئی فراغت حاصل ہوئی۔ اور بیماری دشوار علاج (وحشت وجنون) سے جس کا علاج میرے باپ باوجود کامل طبیب ہونے کے نہ کرسکے کسی قدر نجات ملی۔ قوت آگاہی کی وجہ سے دنیا والوں کے ساتھ بساط موافقت ومساوات بچھائی اور اپنی گھات میں منافقانہ بیٹھا۔ تو پھر بہت سے عیوب نفسانی ظاہر ہوگئے۔ اور کچھ کے دور کرنے کی قوت حاصل ہوئی۔ اور اس دشمنی کی قیامت میں یعنی محاسبۂ نفس میں حقیقتہً نفس کی دوستی پر آمادہ ہُوا۔ اور مردمان کثیر کا اختلاف دل کو اُس فعل خوب (محاسبہ) سے روک نہ سکا۔ اور سیرگاہ باطن میں گرد فتور نہ اُٹھا سکا۔ کچھ دنوں تک مُبارک محفل اکبر میں ہنگامۂ دانائی گرم رہا۔ مقاصد کی تنقیح اور دلائل تشخیص کی گرم بازاری رہی علم عرفان مراتب حکمت اور تہی دستی علوم حقیقی سے زمانہ کے اُن باتیں بنانے والوں پر جو فضیلت اور چرب زبانی کی تزویر سے مرتبہ بلند معرفت میں جگہ پائے ہوئے تھے کام دشوار ہوگیا۔ یعنی عاجز ہوگئے۔ کبھی خموشی زبان وجنبش ابرو و گردش چشم سے حیلہ سازی کرتے تھے۔ اور کبھی معمی گوئی و بیہودہ سرائی سے جواب گڑھتے تھے ✤

صفحہ ۷۵ - صفحہ ۲۹۳

قوت تائید آسمانی سے اس طرح کاربند ہوتا تھا کہ اُن کی بدگوہری کا طلسم توڑ پھوڑ کے پھینک دیتا تھا۔ مجبوراً سوال وجواب سے ہاتھ اُٹھا کر بکواس شروع کردی۔ میری معقول

اے کو قضا و قدر نے رقص و سماع پر آمادہ کیا۔ اور تھوڑی سی مدت میں سخن سرائی کے خزانہ کا خزانچی بنا کر فرمان شہرت عطا فرمایا۔ اور خطاب نادر الکلامی گویائی کے ایوان کا کلس ہوا۔ کچھ حکمت کی دلاویز باتیں پسندیدہ طریقہ پر لکھی گئیں۔ اور حصول نعمت کے شکر نے زینت تحسین حاصل کی۔ سخن شناسان جویائے حق کے تحفہ کے لئے ایک مزین دفتر منتظم ہو گیا۔ اور بڑی دولت چہرہ افروز سعادت ہوئی **مثنوی**

خوش نصیبی سے ور دولت کھلا ۔۔۔ بڑھ کے خواہش سے مجھے تحفہ ملا
نطق کا بلبل میرے گل طبع سے اوڑا ۔۔۔ پردہ غیب کا میری نوک قلم سے چاک ہو گیا

مجمع معانی فوج در فوج بلائے اور بغیر بلائے دروازہ سے داخل ہونے لگے معشوقان دل (مضامین) آگے آگے دوڑے۔ قلم نے اُن کو نغمہ آواز قلم سے اندر بلا لیا ؁

اب اس کا محل ہے کہ ترانۂ نشاط درست کرے اور زمزمہ شادمانی اختیار کرے (گھیر لے)۔ لیکن جس کی ہمت (ابو الفضل کی) بہت سے سالوں کے حالات لکھنے سے متعلق ہو اُس کی نہار شکنی ایک سال کے حالات لکھنے سے کیسی ہو سکتی ہے۔ اور کس برتے پر دل کو خوشی کی طرف مائل کر کے طرب کرنے والا ہو۔ علی الخصوص فی الحال کہ بقضائے الٰہی نئی شورش دماغ میں سمائی ؁

صفحہ ۱۷ صفحہ ۲۸۹

اور دل پریشان کا ارادہ کچھ اور ہی ہے۔ جسم آبادی طلب اور جان وحشی خیال سفر آخرت ہیں قاطع تعلق اور زمانہ کی جہالت زبان کو بند کرنے اور دل کو چپ کرنے میں۔ اور شوق دلی اقبال نامہ (اکبر نامہ) کے لکھنے میں ترقی پذیر **رباعی**

ہے کاہ کو غم کوہ کا خالق کی پناہ ۔۔۔ معشوق دل مور ہوا ہے اک ماہ
یہ واقعۂ عجیب پیش آیا ہے ۔۔۔ درویش ہے مبتلائے عشق ذی جاہ

ساری جستجو خیال کی یہ ہے کہ سب واقعات چند سال کے لکھ لئے جائیں۔ اور حق ادائے بیان حسب خواہش مسرت و دوام بخشے۔ ایسے اقبال کی اعانت سے کہ سعادت جسکا پر تو ہو۔ چنانچہ حزیضا ہا دُنیا سے قدم آگے بڑھا گئے۔ پرستش الٰہی میں تیز روی رکھتا ہے (ابو الفضل) اسی طرح پشتہ اضافت (نسبت) و نسبت سے نکل کے معرفت الٰہی کے مرتبہ

ہی جائے۔ پردہ میں چھپا ہُوا یعنی فیضی جس سے اصلاح ومشورہ لیا جائے وہ مرا ہُوا ۔
یا والا دانش وہم زبان سے خصوصیت فیضی کی نہیں) کاشکے اس قحط الرجال میں کوئی ایسا معین
ہوتا کہ زمانۂ افسردگی خاطر و پریشانی دل میں ایک ہی صفحہ ایسا لکھ دیتا جو آلودۂ طرز تحریر سابق
نہ ہوتا۔ اور اگر سرمایۂ دانش میں کوئی مددگار نہ ہوتا تو کوئی اتنا شناسا و عارف ہی ہوتا کہ دل
پریشان کے لکھے ہوئے پر دخل و تصرف ہی کر سکتا۔ اور غلط کے دُور کرنے اور کوئی اچھا
لفظ لانے اور کوئی معنی پیدا کرنے کی قوت رکھنے والا ہوتا۔ اور اگر زمانہ اِن ایسے لوگوں سے
بخل کرے تو ایسا شخص تو ضروری ہے کہ فروغ آگہی اور قوت دلیری سے عیب شناس
ہی بنا سکے۔ چونکہ دل میں ارادۂ آزادی دنیا روز افزوں ہے اور طرح طرح کے مشاغل متضاد
ہیں۔ ایسی حالت میں ہنگامہ آرائے صُورت و دمساز محبت گزیں پردہ نشین یعنی دل جو
کچھ ہاتھ کے حوالہ کرتا ہے ابوالفضل قلم سے لکھ لیتا ہے ایسا لکھا ہُوا کیا قدر و قیمت رکھ
سکتا ہے ✣

صفحہ ۷ ۔ صفحہ ۲۸۸

چونکہ خیال صاف تھا۔ اور شکر نعمت الٰہی ترقی پر اور ارادہ درست اور ہمت بادشاہ معین
ہے اُس تیرگی غم (ماتم فیضی) میں ستارۂ خوش بختی نے اپنا نور ڈالا اور قوت تیز روی عطا فرمائی۔
مثنوی مخزن اسرار ✣ میرے دل میں یہ جو نقد معانی حد سے فزوں ہے
اِس مالک ابا ہی کو مَیں نے خود بخود نہیں پایا ہے بلکہ نظر عنایت منعم (خدا یا اکبر)
سے مِلا ہے ✣
پہلی آذر ماہ - چالیسویں سن (جلوس) کو اپنے غمکدہ (خانہ - یا - دل) کا دروازہ بند کرکے
بظاہر لکھنے میں اکبر نامہ کے گھر کو غیر سے خالی کیا تھا۔ اور بباطن ستائش خدا میں دل تاریک
کے لئے ایک چراغ بھیک مانگتا تھا۔ اور سر نیاز کو آستانۂ خدا پر رکھ کے توفیق اتمام خواہش
طلب کرتا تھا۔ یکایک صبح دولت نے چہرہ روشن کیا۔ اور روشنی نور نے اُس تصرّبے روزن
(دل) میں چمک بڑھا دی۔ جب غور کیا گیا اور حیرت دور ہو گئی تو شگاف قلم کو ضیا کا مشرق
اور نور کا مطلع پایا۔ بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ اور عیش نادر و عجیب سامنے آئی۔ بندھی ہوئی
گرہ کھل گئی۔ تن سوختۂ خزاں نے قبائے بہار پہن لی اور رہنمائے مقصود ظاہر ہو گیا۔
دل بارادۂ کارکنی اٹھا اور قلم بدست و پانے خاکہ مسودہ کا کھینچا۔ اور بیان کے، نغمہ سرور گانے

صفحہ ۹۶ - صفحہ ۲۸۷

افسوس ہے اس دانش پر جو اندیشہائے پیچ در پیچ رکھتا ہے - سینہ تو علم سے
پُر ہے اور نتیجہ علم کچھ نہیں - مَیں خود کچھ نہیں اور میرا اندیشہ مجھ سے زیادہ کچھ نہیں
اگر مجھ سے زیادہ سخن میں غرق کوئی نہیں *

چشم عیب بین ہاتھ لگی اور مجھے شرمندہ ہونا پڑا - دفتر اقبال (اکبرنامہ) کے شروع کرنے
میں ارادہ دلی یہ تھا جب اس کے سب قصّے لکھے جائیں تو اُس پیشوائے سخن سرایاں (فیضی)
کی اصلاح سے غازہ حسن اس کتاب کا انجام پائے - کہ یکا یک مصیبت جانگزا پیش آئی (فیضی
مرگئے) اور مجھے وہ پیش آیا کہ خدا کسی کو نصیب نہ کرے - چنانچہ اپنی کم لیاقتی اور کم ہمتی سے ایک
مدہوشانہ آواز نکالی اور اپنی عدم قابلیت اور نقصان کاری سے سب کو آگاہ کر دیا - قطعہ

اے سخن پناہ میری خامی سخن پر نظر نہ ڈال کیونکہ میں پیشوائے حکما (فیضی) کی ہیبت
سے دل جلا ہوں - میں اُس ساغر بلورین سے بھی زیادہ شکستہ دل ہوں - جو
سخت پتھر پر ہاتھ سے چھوٹ پڑے *

دس سال جلوس کے حالات مجھ ہیچمدان محفل دانائی کے لکھے ہوئے پر اُنہوں نے نظر ثانی
کی تھی - لیکن اس طرح سے نہیں کہ اُن کا (فیضی کا) دل آسمان پیوند اُس سے تسلّی یافتہ ہوتا - اور
یہ حیران مکتب ہوشمندی (یعنی ابوالفضل) اُس سے خوش ہوتا کہ زمانہ نے یہ نیرنگی دکھلائی
کہ فیضی مر گئے - اور زمانہ نے مجھے جانکاہی میں ڈال دیا - مجھے زندگی دشوار ہو گئی - اور دل
رنگینی اسباب دُنیوی سے بیزار ہو گیا - آگاہی و طلسم دانائی کے مالک اور قافلہ سالار ظاہر و
باطن کے افسون مہربانی نے اُس نفرت دُنیا سے مجھے ہٹا کر پھر از سر نو پابند تعلقات دنیا کر دیا
اور باوجود پریشانی خاطر و پریشانی دل اُس گوہرین نامہ (اکبرنامہ) کے لکھنے میں مَیں نے اپنی ہمت
کو صرف کیا - لیکن کام کے دشوار ہونے اور مصیبت زدہ ہونے کی وجہ سے ہر ہر لمحہ پر ایک تازہ
پریشانی دل پریشان کو اور زیادہ پریشان کرتی تھی - اور نئی نئی پریشانیاں شہرستان خیال سے
میرے دل ویران کی طرف آتی تھیں پھر انتشار کی گرد کیوں نہ اُٹھتی - اور ارادہ کا پاؤں کیوں
نہ لڑکھڑا جاتا - اور باوجود پریشان حالی و ارادہ ہائے مختلف ایسا بلند عقل (فیضی) کہ ہر طرح
سے نملبہ پا سکے ناپدید (پوشیدہ) اور ایسا ہمزبان کہ مراتب آگاہی میں نسبت اُس کے ساتھ

شورش وفتنہ میں سر اُٹھایا۔ اور جو لوگ سخن شناس تھے مگر ساتھ ہی کوتاہ نظر بھی وہ حسد کے
شکنجہ سے جانکاہی اور دلگزائی (رنج وغم) میں پھنس گئے۔ اور زبان طعنہ وتمسخر۔ کھول کے
سادہ لوگوں کے دلوں میں غبار پیدا کرنے والے ہوئے۔ یعنی اُن کو اکبرنامہ سے متنفر
کردیا **مثنوی**

میں اُن گہر شناسوں کی خاک راہ ہوں جنھوں نے فی الحال برخلاف ناسپاس
لوگوں کے اس موتی کے خزانہ (اکبرنامہ) کو کھولا تو اُس پر منصفانہ نظر ڈالی۔

ایک صاحب بصیرت جو میرا خیر خواہ تھا۔ اور نظر دوستی سے مجھے دیکھتا تھا۔ وہ مجھے
نصیحت کرنے لگا اور از روئے مہربانی مجھ سے کہا تم اتنی زحمت کیوں اُٹھاتے ہو اور کلام
کو اس رنگ سے کیوں لکھتے ہو ہزاروں میں کوئی ایک شخص ایسا نکلے گا۔ کہ اس عجیب
کتاب کو ٹھیک پڑھ سکے۔ اور اس طرز جدید کی نیرنگی کو سمجھ سکے پھر قوت حقیقت شناسی
کی کس سے اُمید کی جائے ✣

صفحہ ۷۔ صفحہ ۲۸۵

بلند پایہ والا دانا کہاں جو نقاب چہرہ سے اُٹھا دے یعنے مطالب اکبرنامہ سمجھے۔
پس یہی بہتر ہے۔ کہ اس نئے طرز کے فرش کو لپیٹ ڈالا جائے۔ اور اہل زمانہ کی زبان
میں باتیں کی جائیں۔ اور خوان طعام عام لوگوں کے لئے تیار ہو۔ اُس دیدہ ور کی اس
نصیحت ومعاملہ فہمی سے دل کو اطمینان ہُوا۔ اور اُس کی اُس مہرگزینی سے نشاط میں
جوش پیدا ہُوا۔ اور اُس کی خجستہ ذاتی نے مجھے جواب دینے پر آمادہ کیا۔ حقیقت کی ڈبیا کو
کھول کر مَیں نے کہا کہ عام راتبہ کھانے والوں کے لئے روٹی ورزق بہت ہے۔ پاک
طعام مہمانی تو یگانہ زمانہ (اکبر) کے لئے مہیا کیا جا رہا ہے۔ مجھے عوام سے کیا مطلب۔
سامان واسباب آسمانی تو یگانہ ملک آگاہی (اکبر) کے لئے بطور تحفہ زینت دیا جا رہا
ہے۔ گروہ عامہ سے اِسے کیا تعلق **شعر**

کیا کبوتر کو زغن سے سروکار ‏ ‏ ‏ ‏ باز شاہی کے ہے لائق یہ شکار

بیان حکمت آمیز حکما تو ایک صاحب بصیرت کے لئے مفید بھی ہوتا ہے۔ اور
ارادۂ دلی کو بڑی قوت بھی بخشتا ہے ✣

انسان چار قسم سے باہر نہیں۔ اوّل وہ دشمن تاریک دل جو بات کو سُنتا ہی نہیں۔

دیباے فن بدیع (صنائع) کو کلام کے بلند مرتبہ ہونے کا سرمایہ سمجھتے ہیں۔ اور فضیلت
نفت و بزرگی معنی پر نظر اُن کی پڑتی ہی نہیں ٭

صفحہ ۶۶ - صفحہ ۲۸۴

کچھ لوگ ذرا قدم آگے بڑھا کے میدان معنے میں چلتے ہیں مگر باریکی خیالی اور تخیل واہیات
اُس میدان معنے کا شکار سمجھتے ہیں۔ اور عبارات پیچیدہ و استعارات بعیدہ کو جن میں دانایان
برست خیال کی مذمت و ملامت کی نشانیاں موجود ہیں۔ زینت کلام خیال کرتے ہیں۔ اور
معانی دقیق تازہ ایجاد میں کہ اکسیر دانائی اُن سے بنا سکتے ہیں اور الفاظ مشکلہ میں تمیز نہیں
کر سکتے ہیں۔ اکثر عام لوگ سوائے کلام متداول زود فہم کے سننا نہیں چاہتے۔ اور دونو
طریق دیر فہم مذکور پر زبان طعنہ دراز کرتے ہیں۔ دل کی فرمایش اور مدد ہمت اور قوت
بخت بیدار سے اس ہمایوں نامہ (اکبر نامہ) میں سخن سرائی کی بنیاد ایک نئے طریقہ پر
رکھی گئی۔ اور ادائے مطلب کے لئے ایک نئی روش اختیار کی گئی۔ اور تعلیم عقل اور رہبری
روشن ضمیران ایجاد سے پسندیدہ طریقہ فطرت کے ہاتھ لگا۔ لہٰذا نقادان مبصر تک اپنے
گوہر کو پہونچا دیا۔ اور گرم دلان و تشنگان صحرائے تلاش کے لئے ایک قطرۂ آب ٹپکا دیا ٭

اپنے دل کے طلسم کو جس میں خزانے مضامین کے تھے توڑ ڈالا۔ اور ہر حرف
پر ایک طلسم باندھ دیا۔ اس لئے تاکہ جو مجھے دیکھنا چاہتا ہے۔ میرے خلاصہ
جان کو اس جلد اکبر نامہ میں دیکھے اگر مجھے حال جا نکر پوشیدہ مانا جائے تو یہ کتاب
بمنزلہ جسم ظاہر کے ہے۔ اور اگر میں یوسف ہوں تو یہ قمیص یوسف ہے ٭

مدح و ذم کی محفل (اکبر نامہ) آراستہ ہوگئی۔ اور تحسین و نفرین کی ایک نئی بازار رونق پذیر
ہوئی۔ جو لوگ غرور کے لوٹے ہوئے اور تقلید کے غارت کئے ہوئے تھے۔ اور چشم
بینا کھول کر تلاش سخن دل پسند اور دل سخن پسند میں خاک چھانتے پھرتے تھے۔ اور زمانہ
کی کشش اور جستجو میں مدت گذر جانے سے افسردہ خاطر نہ ہوتے تھے۔ اپنی محنت و مشقت کا
صلہ (اکبر نامہ) پاکر ہنگامہ شادکامی اُنہوں نے بلند کیا۔ اور تعریفیں کر کے مجھے عرق خجالت
میں غرق کر دیا۔ اور خار زار طبیعت میں پھنس کے رہ گئے ہیں اپنی نارسائی فطری سے۔
اور اُس گروہ کی ہمنشینی سے جنہوں نے اپنے نقد ہوش کو طرز رائج تحریر کے ہاتھ گرو کر دیا ہے

ہیں) کارکنان قضا و قدر نے تو مجھے اپنا معالج بنایا ہے نہ دُنیا بھر کا طبیب کہ سب کی درستی کروں۔ میری بات چیت مثل خموشی بے مغز۔ اور ہوشیاری مانند جنون خلقۃ خاصے در پئے ہوش جس کو کلید کاروائی کا خطاب ملا ہے وہ تو حق جوئی کی بارگاہ کا قفل ہو رہا ہے۔ اور ہر گروہ کی نیک بختی اُس کے درست خیال اور ارادہ خیر خواہی پر منحصر ہے۔ دل اُس طبیبی عالم کے ارادہ سے ہٹ گیا۔ اور یہ خیال پیدا ہُوا کہ اگر ہمت مدد کرے اور زمانہ فرصت بھی دے تو اہل زمانہ کے مزاج کا خیال کر کے ایک کتاب لکھے اور اُس میں رموز حقیقت اجمالاً بیان کرے۔ ممکن ہے کہ کسی صاحبدل کے کان کے گوشوارے (وہ رموز) بن جائیں۔ اور کسی آنکھ کے لئے توتیا ہو جائیں

مثنوی

مُدت سے میرے خیال میں یہ بات تھی کہ میں اپنے دل اندیشہ ساز و دانا سے

حکمت ہائے پوشیدہ کو ظاہر کروں۔ اور قیمتی سامان فروخت کے لئے پیش

کروں۔ ناواقفوں کو آگاہ کر دوں۔ اور اپنی خیر خواہی کو تازہ کر دوں +

اِس زمانہ میں فرمانروائے اعظم شہنشاہ عالم (اکبر) نے اپنے بزرگ حالات جاو [illegible] کے لکھنے کا حکم دیا۔ دل کو قوت اور زبان میں طاقت پیدا ہو گئی۔ اور جس طرح دل چاہتا تھا اول کی پوشیدہ باتیں دریائے خاطر سے ساحل کاغذ پر آ گئیں۔ اور طریقے حکم بجالانے کے عمل میں آئے۔ اور کچھ حصول نعمت کا شکر ادا ہُوا +

اگرچہ سخن اپنا مقصد چاہتا تھا۔ (ظاہر ہونا) لیکن مرہون اپنے وقت پر تھا

سُن لو اب وہ وقت جان نواز آ گیا۔ کہ وہ کلام میرے دل سے جلوہ گر ہو +

بہت سے مورخین گذشتہ اور بہت سے حال کے محرر و مصنف ایک ہی قسم کی زبان رکھتے ہیں۔ یعنی ایک رنگ پر لکھتے ہیں۔ اور ایک ہی روش پر بنیاد کلام رکھ کر زمانہ کے پرانے اور پامال طرز کا اظہار کرتے ہیں۔ تمام ارادہ زینت الفاظ کا ہوتا ہے۔ اور مطلب کو پیرو لفظ کا جان کر اُلٹی کوشش ہوتی ہے۔ اور مقفی گوئی اور برابر کے جملے لکھنے کو فصاحت خیال کرتے ہیں۔ اور اشعار شعرا کو زینت نثر سمجھتے ہیں۔ اور مراعاۃ النظیر و اشتقاق و طرز ترصیع و روش تجنیس پر عبارت کا دار و مدار ہوتا ہے۔ اور اختیار کرنے اقتباس (تضمین آیات و احادیث و اشعار و امثال و مقولات) و صنعت براعت استہلال۔ اور تحریر تلمیح اور معمی لانے اور ادائے صنعت اطراء (مبالغہ و مدح) میں اپنے گرامی انفاس (دم و وقت) کو صرف کرتے ہیں۔

سکیں۔ (یہ معنے سیمیائی سے ہتے۔ اور اگر باد پیمائے سیمابی رکھا جائے تو بمعنی بیہودہ کار
بیقرار ہوگا اور اُس سے مراد نفس ہوگا) اور خدا جویاں محال طلب کی مشقت و رنج روز افزوں
دُور ہوجائے۔ اور قوت تہذیب نفس مکار ہاتھ لگے۔ اور خدا رسیدہ لوگ جنہوں نے حقیقۃً
خدا کو پایا نہیں اور اس نہ پانے ہی پرخوش ہیں۔ اپنے ناسزا خیال سے باز رہ کر اپنی نارسائی
کے قائل ہوجائیں۔ اور جان لیں کہ درگاہ عظمت الہٰی اس سے بڑھ کے ہے کہ اوج امکانی کے
طائران بلند پرواز (عقلا و حکما) اُس تک اوڑ کے پہونچنے کا ارادہ کریں۔ اور بازار دُنیا کے
معاملہ کرنے والے اپنے نفع و نقصان کی بنیاد میں کر اُن بنائے ہوئے قاعدوں پر رکھ کے
بے سروپا پریشانی سے نکل جائیں۔ اور اپنی حد و اندازہ سے قدم باہر نہ رکھ کر بیہودہ کار اور
فضول گو نہ ہوجائیں۔ لیکن ہوشیاری کے ساتھ رفتار کرنے اور زمانہ سازی کی وجہ سے کہ
جویائے سعادت و بیدار بخت کو اس سے چارہ نہیں ہے اپنے دل میں کہتا تھا۔ آدم سے
اس وقت تک سات ہزار برس گذر گئے کہ بے تمیزی کی شورش اب بھی ترقی پذیر ہے۔
اور پریشانی عدم معرفت ہر خورد و بزرگ کو اب بھی حیران رکھتی ہے۔ فی الحال کہ ابتداء دوسرے
دورہ کی ہے (آٹھواں ہزار شروع ہے) ایجاد کی محفل کا آراستہ کرنے والا (خدا) مثل سابق
اکثروں کے لئے نقاب مانع شناسائی بنا رہتا ہے۔ یا پردۂ گمراہی کو اُٹھا کر رہنمائے سیرگاہ
حقیقت ہوتا ہے +

ابوالفضل مزاج آسمان و زمین سے اپنی خواہش (شناسائی) کی بو سونگھتا تھا (اس محل
پر لفظ مزاج کا مصرف میں نہ سمجھ سکا) اور نوشتہ روزگار سے نقش الہٰی کا جویا تھا۔ کہ یکایک
پیشانی زمانہ سے اُس نے آیۂ ناامیدی پڑھ لی۔ یعنی یہاں مطلوب ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا +

صفحہ ۵۹ - صفحہ ۳۸۲

اور بینائی دل کے سامنے یوں ظاہر کیا کہ زمانہ سے مقصود حاصل ہونے کے لئے ابھر
شعبدہ باز کے واسطے کتنے ایک سات ہزار والے دورے درکار ہیں۔ اپنی گمراہی اور
طول امید کی وجہ سے اُس وقت کا منتظر بیٹھا تھا کہ یکایک نیک بختی کے ستارہ نے اپنا نور
مجھ پر ڈالا۔ اور دل اُس خیال بیہودہ سے باز آیا۔ اور یہ بات واضح ہو گئی کہ راست روی
بطریق عام تو نگاشتۂ قلم تقدیر ہوئی ہی نہیں ہے (اسی بنا پر مورخین الٹا سیدھا لکھا کرتے

کہ خیال نکتہ دانی رکھتا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ اس سے کس قدر تراوش معنی ہوتی ہے۔
اگر نظر بصیرت اس پریشان حال کی اپنی قابلیت پر پڑتی تو اپنے آپ کو سزاوار اس بڑے کام کا اہل نہ
سمجھتا۔ اور مفہوم شعر دانا پر عمل کر کے اس عجیب کام (تصنیف اکبرنامہ) سے دل اُٹھا لیتا (باز
رہتا) ترجمہ اشعار

جب تجھے آب رواں کی ایسی طبیعت حاصل نہیں تو نامہ شاہان کی طرف ہاتھ نہ بڑھا
اگر مُنہ کھانے سے خالی رہے اس سے بہتر ہے کہ ناموافق کھانا تو خوان پر چنے۔

لیکن فرمایش اکبر اور نیرنگی اخلاص بلند۔ (اُس خلوص نے جو اکبر کے ہاتھ ابوالفضل کو ہے)
نے میری نظر فطرت کو متعلقات اقبال پر کھول دیا (یعنی مجھ پر واضح کر دیا کہ تعمیل ارشاد اکبر وسیلہ
اقبال مندی ہو گی) اور تحکماً مجھ کو مجھ سے لے لیا۔ یعنی زبردستی کر کے مجھے مجبور کر دیا (لکھنے پر
آمادہ کر دیا۔ ابتدائے شعور میں زبان عربی کا عادی تھا اور زبان فارسی بہت کم بولتا تھا۔ سیر
بہار معنوی و تماشائے خانہ باغ حکمت نظری و عملی نے ان سب باتوں سے دل اُچاٹ کر دیا خصوصاً
دیووں اور پریوں کے پرانے قصے سننے سے بالکل الگ رہتا تھا۔ اور نقد دلی یا نقد حال کو گھسی
پسی اور دھار والی چیزوں کے عوض میں دیا دینے کو بڑا نقصان سمجھتا تھا۔ یعنی اپنی قوت باطنی
و زور طبیعت کو قصوں میں صرف کرنے کو سخت نامعقول سمجھتا تھا۔ اس نور معرفت میں قصور دیران
تاریخ دیکھنے میں آیا۔ میدان تاریخ جولانگاہ فارسان حقیقت بھلا کب ہو سکتا ہے۔ جبکہ عالم ظاہر
کے نیک بختوں کی نگاہ کا بھی سزاوار نہیں ہے۔ انسان کے لئے لازم ہے اپنا نفاس کے
جواہر قیمتی کو بیکار ضائع نہ کرے۔ اور زندگانی عاریتی کو عقل کے احکام بجا لانے میں صرف
کرے۔ نہ یہ کہ اپنا زمانہ بدمستی اور غفلت میں گذارے۔ اور گراں قیمت جوہر حیات کو نامناسب
ٹھیکریوں کے عوض میں بیچ ڈالے۔ حریصان بدفطرت و بیہودہ گویان پریشان دماغ نے اپنی
مقصد برآری کے لئے نادرست باتیں لکھ دی ہیں۔ اور عقلا و حکما سے شرم نہ کر کے دیدہ و
دانستہ حق کو باطل کے ساتھ ملا دیا ہے۔ اور طبیبان ناتجربہ کار و معالجان بے سروپا نے
نیکی کے اختیار کرنے اور بداعمالی سے بچنے کے لئے خوف و رجا کے قصے گڑھ دیئے ہیں ۔

صفحہ ۱۹۰ - صفحہ ۲۷۹

جھوٹ کی کڑوی دوا نادرستی کی زہر گیا سے ملی ہوئی کو نفس رنگا رنگ اور مالیخولیا ۔

میں چراغ روشن کرنا (جلانا) عمل کیا کیا جائے کہ مقصود یہ ہے (کہ لوگ محاسن اکبر میں) فکر کریں نہ اپنی
خودنمائی اور مطلوب لوگوں کی ہمنائی نہ فخر و مباہات کا اظہار۔ کیونکہ ظالمان جنگجو (طعنہ زنان اکبر) کا
اجتماع خاموشان گوشۂ ادراک کو بارگاہ سخن میں لے آتا ہے (یعنی لوگوں کی طعنہ زنی سے خواہ مخواہ
بولنا پڑتا ہے) اور ہمارے زمانہ کے علما کا قابل رحم ہونا (یعنی ان کا سکوت کرنا اور معترضین کو نہ
جواب دینا) اطمینان کی سیرگاہ کے آسودہ خاطروں اظہار حق کے آگے بیقرار کر کے سخن کے دارالفتنہ
میں ڈال دیتا ہے (بمفاد ابتلاء ہو کل بالمنطق) ورنہ یہ شکستہ بال کہاں۔ اور اس بات کا خیال کہاں
عقلائے انصاف پسند مو۔ فقت وقت کو جو دنیا کے عجائبات میں ہے پاکر بموجب حکم عقل
شکرگذاری زمانہ و صاحب زمانہ (اکبر) بجا لائیں۔ اور تھوڑی دیر کے لئے پردۂ غرور سے باہر
آکر دانایان زمانہ دابشلیم کی دانائی کی کتابوں کا مطالعہ حکیمانہ اپنے زمانہ کے خلیفہ کے وقت مسعود
تک کا کریں۔ کہ باوجود ہزاروں قافلہ سالاران قافلۂ عقل کے آنے جانے [illegible] ورانتی ایک مکتب خانہ
دانش پسندی کے فرہنگ ناموں کے جمع ہو جانے کے فی زمانناعقل کا عیار (خلوص) حاصل
کرتے ہیں اور سلطان عقل کو تخت [illegible] پر بٹھاتے ہیں۔ مجھے زمانہ پر ناز ہے کہ بادشاہ زمانہ حکیم
معلم دکھائی دیتا ہے [illegible] ورنہ زمانہ کے بادشاہ اس کے کارخانہ حکمت سے حکمت سیکھنے والے
ہیں۔ **بیت**

شاہ گر ہو معلم و دانا سب کو زیرک بناتی ہے دنیا

آئین سلطنت (حکمت میں اس نے بہت سے کام کئے ہیں اور دستور العمل بنا دیئے
ہیں تا کہ منتظمان دنیا [illegible] لئے تا اختتام عالم لائحۂ عمل ہو سکے۔ اور ان کو احتیاج کسی مشیر و وزیر
کی نہ ہو۔ اللہ کا شکر ہے کہ زمانہ والوں کو ضرورت کتاب کلیلہ و دمنہ کے دیکھنے کی نہیں اور کلیلہ دمنہ
(ایک گیدڑ اور لومڑی کا نام) کا کوئی احسان اس گروہ (مردمان زمانہ اکبر) پر نہیں۔ فی الحال وہ
زمانہ ہے کہ جالینوس طبیب (ماہر نفسیات) اس امر سے آسودہ اور مطمئن ہے کہ اہل زمانہ کی نارسائی
ذہن کے قلق میں حکمت کی باتیں وحوش و طیور کی زبانوں سے کہیں اور حقیقت سمجھانے کے لئے
طفلانہ تمثیلوں [illegible] تمسک کیا جائے۔ فی الحال زمانہ موجود کو اہل زمانہ سابق پر ناز [illegible] اور موجودین
زمانہ کی احتیاج ہے۔ اور گذشتہ زمانے والوں کو زمانہ موجود کی ضرورت۔ اور موجودین کو گذرے
ہوؤں سے استغنا (لاپرواہی)۔ اگلے زمانہ میں ہندوستان کا راجہ **دابشلیم** تعلیم حاصل کرنے
کے لئے سیلون [illegible] حکیم بیدپائے کے پاس گیا تھا۔ فی الحال اہل [illegible] شہنشاہ اکبر آستان بوسی

سرفرازی کا دیباچہ۔ اِس دُنیائے عاریتی کی جستجو کا نقد۔ اِس سراب دریا نما (دُنیا) میں دوڑ دھوپ کا حاصل۔ ایک سلیمان کی ضرورت ہے کہ ان بے زبانوں (جانوروں) کی زبان سمجھے۔ اور ایک بادشاہ فہیم سزاوار ہے کہ ان غیب خوانوں (جانوروں) کی تحریر کے معانی پڑھ سکے۔ اگرچہ زمانہ نوشیروان عادل میں ترجمان خرد (حکیم برزویہ) نے اس رازِ الٰہی (کلیلہ و دمنہ) کو زبان سنسکرت سے زبان پہلوی میں اور بعد ازاں زبان عربی میں نظماً و نثراً ترتیب دیکر تشنہ لبان صحرائے طلب کی جان پر احسان کیا لیکن بوجہ بلندی مقصود و پستی ہمت مترجم اُس کے راز سربستہ کھل نہ سکے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس زمانہ بہجت افروز نورانیت نے اس شہنشاہ عارف باللہ (اکبر) کے کہ لاکھوں نوشیروان عدالت کا نسخہ اُن کی بارگاہ سے لیتے ہیں۔ اِس پردہ نشین بزم شبینہ روشنائی (کلیلہ و دمنہ) کو کہ پردہ میں بیٹھے بیٹھے تنگ آگئی تھی ظاہر کر دیا۔ چنانچہ پاک نظر والے سیدھے سادے اہل عجم نے کہ الفاظ و عبارات پیچیدہ اُس کے ان کے لئے سنگ راہ (مانع) ہوتے تھے۔ اب بغیر حجاب ظاہری کے تمام معنوں کا نظارہ کر لیا ٭

صفحہ ۱۵۔ صفحہ ۲۷

بیشک یہ (عیار دانش) لنگڑوں کے لئے پاؤں اور بڈھوں کے لئے عصا بن گئی۔ نہیں نہیں اُس نے تو اندھوں کو آنکھیں عطا کیں اور اندھیاروں کے آنکھوں میں سرمہ لگا دیا (اور روشن کر دیا) نہیں بلکہ مردوں میں ایک نئی روح پھونک دی۔ اور زندوں کو عقل دور بین سے قریب کر دیا۔ نہیں نہیں نفس انسانی کے لئے بحالت پابندی جسمانی سرچشمۂ آزادی و روحانی جاری کر دیا۔ وتجرد منشان مادّی کو غوطہ زن دریائے شہود کر دیا۔ اللہ کا شکر کہ عالم صورت (عیار دانش) التیام (مراد اختتام) پا گیا۔ اور عالم معنی منتظم ہو گیا۔ پہلے اُس کو منظم رائے دابشلیم نے کیا۔ اور آخر میں فرمانروائے ہفت اقلیم (اکبر) نے۔ بیشک رائے دابشلیم ایک دانا تھا۔ جو ہندوستان سے نکلا اور پھر ہندوستان میں واپس آیا مصرع

مانند مسافر کہ وطن کی طرف آئے

انصاف تو یہ تھا کہ اگر یہ کتاب کلیلہ و دمنہ لباس دُنیا[۱] علم انشا پردازی میں ہوتی کہ جس میں

[۱] عالم کی جگہ مُعْلَم بمعنی منقش صفت زیّ (لباس) بہتر ہے۔ اور "چہ دراں صورت دانش نامہ بود" کی جگہ "نہ دراں صورت کہ دانش نامہ بود" ہو تو عبارت زیادہ واضح ہو جاتی ہے ۱۲ مترجم

فراوانی ہاتھ نہیں آتی تو یقیناً شرائط مذکورہ ضروری نہیں اور یہ خواہش میری جھوٹی ہے مجبوراً
ابوبکر شاشی کے اُس منتخب سے انتخاب کرنا شروع کر دیا۔ جس کو انہوں نے اپنی سمجھ کے موافق
انتخاب کیا تھا۔ اور دھاوے کے ساڑھے تین دن میں وقت فرصت اپنے پسندیدہ مقامات
پر نشان لگا دیا ۔

صفحہ ۵۵ ۔ صفحہ ۲۳

اللہ تعالیٰ اپنی طرف مشغول رکھ کر حرص انتخاب سے باز رکھے کہ جس میں بہت کچھ ناسمجھی
کو دخل ہے ۔ یا مجھ میں جتنی ناسمجھی ہے اُس کا مقتضا یہ ہے کہ خدا مجھے انتخاب سے باز رکھے ۔ اللہ
کافی ہے اور اُس کے علاوہ ہوس میں داخل ہے ۔ نوشتہ ابوالفضل بن مبارک ۔

اللہ اکبر خوشی کرنا عورتوں کا کام ہے ۔ اور غم طریقہ بزدلوں کا ۔ جوانمردوں کی عزلت
گزینی بیخودی ہے ۔ شعر کہنا معیار اور اک قوت شاعری ہے نہ امتحان انسانیت شاعر ؎ سانپ
کا کاٹا ہوا رسی سے ڈرتا ہے ۔" یہ مثل بڈھی نازک دل عورتوں کی ہے ۔ کسی مرد یا طالب
فردی کو ہرگز اس پر عمل کرنا نہ چاہیئے ۔ ایسا نہ ہو کہ ہمیشہ کی مناک زیانکاری میں پھنس جائے ۔
کیونکہ بزدل کو جب کسی سانپ نے ایک بار کاٹ لیا اور وہ علاج سے اچھا بھی ہو گیا ۔ تو خود
اُسے نہ ڈرنا چاہیئے نہ کہ کسی بہادر کو ۔ نغمہ سے شادی وغم دونوں پیدا ہوتے ہیں ۔ مگر خوبی
نغمہ کی یہ ہے کہ غم پیدا کرے ۔ ورنہ شوق خود سننے والے میں غم پیدا کر دیتا ہے ۔ **شعر**
مطرب جو ترانہ شب غم گاتا ہے ۔ گویا تمام گئے ہوئے غموں کو آواز دیکر بلاتا ہے ۔

خاتمہ عیار دانش تمام ہو گیا یہ گنجنامہ شاہنشاہی ۔ اور اعلیٰ کام معاملہ دانی کا
ارکان سلطنت و خلافت کا دستور العمل ۔ عدل و مہربانی کی کچہری کا فرمان ادب ۔ علم
و بصیرت کی فکروں کا نتیجہ ۔ کارخانہ کے منتظمین کی فکروں کا خلاصہ ۔ دانائی کے دفتر کا اول ۔
جہان آرائی کی رقموں کا مجمل ۔ مکتب ادب کی تعلیم کی تختی ۔ صاحبان عقل کے وارہ مدار کا نسخہ ۔
اصلاح مزاج عالم کے لئے نوش دارو (امرت اور ایک معجون خاص) شادی و غم کے زہر
کھائے ہوؤں کے لئے تریاق فاروق (نام ایک تریاق کا جو دافع زہر ہے) سعادت ابدی
کے تاج کے یاقوت کی کان ۔ سلطنت سرمدی کے تخت کے موتی کا سمندر ۔ عقلمندوں کے
بازو کا تعویذ ۔ دانش پسندوں کے سحر کا منتر ۔ زمین پر پھرنے والا مگر آسمان مرتبہ (بلند) ۔
ہندوستان کی پیداوار مگر لباس فارسی ۔ بچوں کے کھیل کا سرمایہ ۔ بڈھوں کے لئے

نہیں۔ بلکہ خدا کا خرد دور بین عطا کرنا بھی اجازت کار دینا ہے۔ اور خدیو زمانہ کو فرمانروائے
معنوی قرار دینا اپنے اعتبار کو رواج دینا (پھیلانا) اور خریداروں کے لئے دُکان آراستہ کرنا
ہے۔ لیکن اس ساتویں ہزار سن ہیوطی کے دور میں کہ رونق بازار فتنہ ہے اور بے روشنی کی
پرورش کرتے ہیں اور گمراہی کو رونق دیتے ہیں مہیائی اسباب ظاہری سے کیا فایدہ پہنچتا ہے۔
اجازت نامہ صمیم قلب کی ضرورت ہے۔ فی الحال کہ زندگی ختم ہونے کو ہے مجھے نہیں معلوم کہ میں
جو بزم آرائے ایجاد ہوں دروازہ صلح کھٹکھٹاتا ہوں یا بزم دوستی سرانجام دیتا ہوں۔ اب جو
غفلت کی نیند سے بیدار ہوا ہوں بغیر ہاتھ منہ دھوئے حرف حقیقت زبان سے کیونکر نکالوں
کچھ دنوں کچھ نہ ہونے پر خوش رہ کر اپنے دل ہرزہ گرد کو اس مجموعہ (کچکول) ہوش افزا ہستی
بخش و معذور کنندہ سے مست رکھوں۔ جب گفتگو مثل خموشی پوچ و بیمعنی کے ہے اور ہوشیاری
مثل جنون حلقہ خارج در کے ہے تو پھر بیت المقدس معاملہ میں کیونکر پہنچ سکتے ہیں۔ اور
ہوش و عقل کہ کاروانی کے دروازہ کی کنجی اُس کا لقب ہے جب یہ دولت خانہ حق شناسی کا
قفل بن رہی ہے تو اس جستجو اور گفتگو سے کیا فایدہ ہو سکتا ہے۔ رباعی

اپنے سے سیر چاہیئے ہے سردار — ہو جان و بدن سے بھی وہ اپنے بیزار
ہر کام میں بندشیں ہیں حد سے بڑھ کر — ہے بند شکن تیز روی میں درکار

آخر میں منتخب مثنوی مولوی روم کے لکھا گیا

ہمیشہ میرا دل ہوش پیما انتخاب مثنوی مولوی معنوی کی طرف رغبت رکھتا تھا۔ اور ہمیشہ
اپنی ذات سے گفتگو رہتی تھی کہ تنہا علم ظاہری متکلموں کا اس کام میں کفایت نہیں کر سکتا۔ فراغت
قلبی کے ساتھ عالم تجرد و تعلق دونوں کی ضرورت ہے۔ اور عقل دوربین کے ہوتے ہوئے
رسم و عادت سے اجنبیت کے بغیر بھی چارہ نہیں۔ اور ذوق معنوی کے ہوتے ہوئے کہ
جس کی تھوڑی سی شرح بھی بیان میں نہیں آسکتی صلح کل کی زینت بھی لاحق ہونا چاہیئے۔ تاکہ
آزادی کے کوٹھے پر چڑھ کے ایک نظر خاکدان پابندی پر ڈالی جا سکے۔ اور گنجینہ بے نہایت
معانی کی خزانچی گری کی حالت کے ساتھ جہان بین عالم تعلق کی کیجا سکے۔ اس زمانہ میں کہ
حد دوپگی سے ۴ ماہ آذر سنہ ۳۷ جلوس کو ہمراہی اکبر دھاوا ہوا تو یہ خواہش انتخاب مثنوی
ملتاسی ظہور پر آئی لیکن مثنوی مکمل ہاتھ نہ لگی۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ کتاب جب باوجود

مشہور کیا ہے۔ اور جو ان دونوں باتوں سے الگ ہے اُن کو منقولات کا خطاب دیا ہے۔ اے
عالم جویائے حق اگر نقش (مخلوق) پر تیری نظر پڑے تو عقل مجبوران قابلیت اور محکومان قدرت
غالب الٰہی (مخلوق) پر اعتراض کی اجازت کب دیتی ہے (کیونکہ المجبور معذور مقولہ
مسلم ہے) اور اگر نقاش (خدا) پر نظر ڈالی جائے تو نادانی کی شرمندگی کے سوا اور کیا ہاتھ
لگے گا۔ ایک حکیم مطلق کی باتوں کو نادان کب سمجھ سکتا ہے۔ یا مخلوق خالق کو کب پہچان سکتی
ہے۔ اس خیال معاملہ شناس کی بنا پر تقسیم معقولہ و مکشوفہ و منقولہ کی مقرر کی گئی۔ فی الحال
جبکہ اس آشوب خانۂ زمانہ میں مقاصد ثلاثہ (معقولہ۔ مکشوفہ۔ منقولہ) میں خلط ملط ہو گیا
ہے۔ اور پرکھنے والا صاحب بصیرت ناپیدا۔ اور طالب بینائی جو بے رعونت ہو ناپدید
اور محض نادان دُنیا میں کثیر۔ اور طبیب مہربان پردہ پوشیدگی میں۔ ذرا خیال کو بلند رکھو
کہ مجھ خدا کو دوست رکھنے والے اور اپنی ذات کے دشمن کو کیسی وقت پیش آئی۔ اور
محتاطان بندۂ ذلیل کو کس قدر مُصیبت اُٹھانا پڑے گی۔ کسی بیوقوف کے دل میں یہ نہ آئے
کہ اس دُنیا میں جو عبرت بخش اور ہوش افزا ہے۔ فی الحال رونق بازاری تمیزی ہے۔ اور
مزاج زمانہ کی بنیاد بے تمیزی پر رکھی گئی ہے۔ اور رواج کار زمانہ باطل پر منحصر ہے۔
اور نقشبند غیب (اللہ) ابتداء ایجاد سے اسی طرح جمال آرا ہے۔ افسوس افسوس یہ کیسی
ناسمجھی ہے۔ جو دل سے تحریر میں آرہی ہے۔ ہرگز ایسا نہیں ہے کہ خدا کے تصویر خانہ
ایجاد میں کسی باطل کو دخل ہو۔ کیونکہ باطل تو خوابگاہ عدم میں سویا ہوا ہے۔ یعنی باطل
ایجاد الٰہی میں موجود نہیں ؛

صفحہ ۵۴ - صفحہ ۲۷۱

اور جو چیز پردہ غیب سے خلعت وجود پہنتی ہے اُس میں خیر غالب ہے۔ کیونکہ جان عطا
کرنے والا جہان کو آراستہ کرنے والا ایسی چیز کو پیدا ہی نہیں کرتا ہے جس میں خیر و شر بدرجہ
مُساوی ہوں۔ پھر شر غالب کو کیسے لباس فاخرہ وجود پہنائیگا۔ خوب سمجھ لو کہ شر برابر اور
شر غالب دونوں نظیر و جفت شر محض ہیں۔ اور شر محض بالاجماع ممتنع الوجود ہے۔
اور جو باتیں من قبل مُصیبت و انواع ستم سے بزرگان گذشتہ و حال کو لاحق ہوئیں اور ہوتی
ہیں۔ اول نظر (سرسری نظر) میں چہرہ غور و فکر کو خراشیدہ رکھتی ہیں۔ حالانکہ بلا و جفا عطیہ

ر لوگ بھی ہیں جنھوں نے اس تصویر خاص (خط) میں اپنی عمر گرامی کو صرف کیا ہے۔ اور
ن الحال وہ جادو رقم کہ سایۂ تخت خلافت عظمیٰ (سلطنت اکبر) میں جسے مالک اس نقش دلپذیر
خوشخطی) کا کہہ سکتے ہیں۔ مولانا محمد حسین کشمیری ہیں۔ جنہیں خوشنویسان زمانہ پر تفوق حاصل
ہے۔ اور جب عقل ڈھونڈنے والوں کی باتوں کے اقتضا کے موافق کچھ اجمالاً اس نگارین نامہ
(مجموعہ) کی بابت خاک نشین آستانۂ استقامت ابوالفضل بن مبارک کے قلم زاری (عاجزی)
رقم کار قم زدہ ہوا تو بیت

یہی بہتر کہ دانائے سخنداں ... نہ کھولے حد سے باہر راز پنہاں

اُمید کہ یہ مرقع بہار ظاہر و باطن اور مبارک نقش و نگار (مجموعہ) ملک و دولت ہمیشہ
تازگی بخشنے والا محفل گرامی کا ہو۔ اور ہر صفحہ معطر اس کا فرمان دوام شادکامی ہو ٭

خطبۂ کچکول بزرگ

سبحان اللہ حاکم معنی (ابوالفضل) نے گداگری ظاہری کا کام اختیار کر لیا۔ اور عقلمندی
کے خزانچی مفلس بڈھی عورتوں کا پیشہ کرتا ہے (یعنی دوسروں کے کلام سے انتخاب کرتا
ہے)۔ اس بات کو نفس عجائب کار کے قسم جنوں سے سمجھے۔ یا ذات ابوالعجائب (ابوالفضل)
کی مکاریوں سے سمجھے۔ یا ذخیرۂ آخرت میں سے اسے خیال کرے۔ یا اسباب دنیا میں سے
اسے گنے۔ یا خانۂ دانش کا حکمت آموز راستی اس کچکول کا نام رکھے۔ یا بزم بیہودگی
کا رنگریز اسے خطاب دے ٭

ہوس کی وجہ سے اپنے خیال میں یہ سب لعبت بازی کرتا رہتا ہوں۔ ممکن
ہے۔ کوئی صاحب نظر یہ تماشا دیکھنے آجائے ٭

بہر حال اس ارادہ سے کہ عزلت کے زمانہ میں (کہ اس بادمست خودی کی مدت دراز
سے یہی عزلت و تجرد آرزو ہے۔ یا یہ بات مکرہائے عجیب اس آمادۂ مکر و خدیعت (ابوالفضل
یا نفس امارہ) سے ہے ایک ایسا مجموعہ ٭

صفحہ ۹۴ صفحہ ۲۶۶

جو بزم منتنے کے لئے رنگ آمیز اور نفس امارہ کے لئے رزم آرا (جنگجو) ہو سکے۔ ترتیب دیا جائے

شیرازی و ملا عبد اللہ آتش پز ہروی و حافظ حفیظ و مولانا ابابکر و مولانا شیخ محمود و خواجہ عبد اللہ
مروارید نے اِن ساتوں خطوں کو مرتبہ اعلیٰ تک پہونچا دیا۔ چنانچہ ان خوشنویسان نادر کی شہرت
خوشخطی نے زمانہ کو گھیر لیا۔ اور یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ زمانۂ امیر تیمور میں میر علی تبریزی (المعروف
بہ علی الموجد) نے نسخ و تعلیق سے ترکیب دیکر ایک آٹھواں خط ایجاد کیا جس کو نستعلیق
کہتے ہیں اور وہ مکمل دور ہی دور ہے۔ اُن کے شاگردوں سے دو شخصوں نے اس خط میں کمال پیدا
کیا۔ ایک تو مولانا جعفر تبریزی۔ دوسرے مولانا اظہر۔ لیکن میر علی تبریزی کے موجد
نستعلیق ہونے میں کلام ہے۔ کیونکہ بہت سی تحریریں نستعلیق میں زمانہ تیمور سے پیشتر
لکھی گئی ہیں جو دیکھنے میں آئی ہیں۔ اور اس نستعلیق کے خوشنویسوں میں مولانا محمد اوبہی ہیں۔
اور سب کے سردار مولانا **سلطان علی المشہدی** ہیں۔ اس طرز نادر میں خط کو مرتبہ اعلیٰ
پر پہنچا دیا۔ اگرچہ مولانا اظہر سے انہوں نے تعلیم نہیں پائی لیکن اُن کی وصلیوں سے مشق کیا
کرتے تھے۔ اور فیض کثیر حاصل کرتے تھے۔ اور چھ آدمی مولانا علی المشہدی کے شاگردوں میں
سے اس روش خاص میں مشہور ہوئے ہیں۔ سُلطان محمد خندان۔ سلطان محمد نور۔ مولانا
علاؤ الدین محمد ہروی۔ مولانا زین الدین عبدی نیشاپوری۔ محمد قاسم شادی شاہ ؎

صفحہ ۸۴ - صفحہ ۲۶۵

اِن میں سے ہر ایک ایک طرز خاص کے ساتھ ایک گروہ کی دلربائی کے ساتھ مخصوص
ہے۔ ایک مولانا سُلطان علی قائنی۔ اور ایک مولانا سلطان علی شیر مشہدی۔ اور ایک مولانا
ہجرانی کہ اس خط میں بڑا مرتبہ رکھتے ہیں۔ اور بعد اُن کے خوشنویسان نستعلیق کے سر
دفتر میر علی ہروی ہیں۔ اگرچہ بظاہر اُنہوں نے شاگردی مولانا زین الدین اختیار کی لیکن
حقیقۃً قطعات مولانا سلطان علی سے پُورا استفادہ کیا ہے۔ لیکن فروغ فہم کی وجہ سے
اُن کی روش میں تغیر دیکر تصرفات نمایاں اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ کسی نے اُن سے پوچھا کہ
آپ کے اور مولانا سُلطان علی کے خط میں کیا فرق ہے۔ جواب دیا کہ مینے بھی خط کو بدرجۂ
کمال پہنچا دیا ہے۔ لیکن وہ حسن جو خط مولانا سلطان علی میں ہے وہ میرے خط میں نہیں
ہے۔ دوسرے خوشنویس مولانا محمد حسین تبریزی اور میر احمد مشہدی اور مولانا حسن علی
مشہدی اور مولانا شاہ محمد نیشاپوری اور میر معز کاشی اور میرزا ابراہیم اصفہانی ہیں۔ کچھ

زمانہ میں قرآن پر اعراب لگائے گئے۔ سن وفات عمرو بن عبدالعزیز بھی ایک سو ہجری ہے۔ لہذا یا تو زمانۂ اعراب قرآن بحکومت عبدالعزیز غلط ہے یا خلیل کا موجد اعراب حاضرہ ہونا غلط ہے)*

صفحہ ۵۴ - صفحہ ۲۶۲

حروف کی دو قسمیں کرتے ہیں معجمہ یعنی نقطہ دار۔ کیونکہ اعجام کے معنے شبہ کے دور کر دینے کے ہیں اور حروف غیر منقوطہ کو مہملہ کہتے ہیں۔ یعنے ان میں نقطہ ترک ہو گیا ہے۔ اور بعض اطلاقات میں کل حروف تہجی کو معجم کہتے ہیں۔ جس طرح نقطہ سے دفع اشتباہ ہوتا ہے۔ اسی طرح نقطہ نہ ہونے سے بھی ازالہ اشتباہ ہوتا ہے*

جاننا چاہیئے دوسری چیزوں کے مدارج حسن کی طرح مبصرین کے تفاوت کے اعتبار کی وجہ سے مراتب حسن خط میں بھی اختلاف ہے۔ اور ہر گروہ کسی مرتبہ کو پسند کر کے اسی طرز خاص سے خوش ہوتا ہے۔ اور جو لوگ بخت بیدار سے یعنی عقل رسا کی وجہ سے نظر بلند رکھتے ہیں وہ ہر مرتبہ حسن خط سے مسرور و بہجت اندوز ہوتے ہیں۔ اور چونکہ حضرت شہزادہ والا نژاد کو خدائے قادر نے ہمت وسیع اور دل عارف و فطرت بلند عطا فرمائی ہے اور انہوں نے خط کے ہر طرح کے حسن میں نظر غایر ڈالی ہے اپنی خوشی اور گروہ مخلوق کی مسرت کے لئے ان کے ضمیر منیر میں یہ بات آئی کہ ایک مجموعہ اُستادوں کے خط کا مرتب کیا جائے تا کہ سرمایہ عشرت حسن صنعت الٰہی بھی سرانجام پائے اور عالم حسن مصنوع بھی جلوہ گر ہو۔ اور اس ترتیب و ترکیب کے وسیلہ سے پیرایہ سرور دو گروہوں ظاہر بین و باطن پرست کا مہیا ہو جائے۔ اس لئے اپنی تمیز حق بنیاد کے وسیلہ سے اس گوہر والائے دانش نے خوشنویسان کامل کی تحریریں اور دلکش قطعے جمع کئے۔ اور یہ انوار جمال الٰہی کی فہرست بزرگ (مجموعہ خوشخطی) کہ ایک جماعت اس کو آئینہ حسن مطلق کہتی ہے اور ایک گروہ اس کو آئینہ جہاں نما کہتا ہے۔ اور ایک طائفہ اس کو ارژنگ مانی کا لقب دیتا ہے۔ اور ایک طبقہ اس کا مرقع نام رکھتا ہے۔ ٹکڑے ٹکڑے اور پارچے پارچے جمع کر کے حسن عالم افروز کے لئے ایک نادر گڈری بنا دی ہے۔ تھوڑی سی مدت اور ابتدائے سال چہلم جلوس میں یہ گلشن ہمیشہ بہار یعنی (مجموعہ خوشخطی) سرسبز و شاداب ہوا (تیار ہوا) بیت

حرف اس کا شگفتہ ہے گلشن ۔۔۔ نور ہیں شب چراغ سے روشن

اور بعضے سبب بعید کا اعتبار کرکے قرع یا قلع سخت کو صوت کہتے ہیں۔ جب حالت صوت
کی کہ وہ ایک کیفیت ہوا ہے معلوم ہو چکی تو اب جاننا چاہیئے کہ اس صوت مطلق کو اور بہت
سے کیفیتیں لاحق ہوا کرتی ہیں۔ کہ جن کی وجہ سے وہ اصوات ایک دوسرے سے ممتاز ہو جاتی
ہیں۔ مثلاً باریک اور موٹا ہونے اور ناک میں ہونے اور گلے میں سے بھاری آواز نکلنے سے
حاصل ہوتی ہے۔ اور ایک اور کیفیت خاص بوسیلہ مخارج و تقطیع اجزائے ہوائی لاحق صوت ہوتی
ہے جیسے زیر یا دو بم یا دو غنہ یا دو آواز گوئے گراں سے ایک دوسرے سے جدا ہوں
ان کو حرف کہتے ہیں۔ شیخ بو علی سینا کتاب شفا میں صوت کی اس کیفیت خاص کا نام حرف
رکھتے ہیں۔ اور ایک جماعت حکما جس صوت پر یہ کیفیت خاص عارض ہو اُس کو حرف کہتے
ہیں۔ اور بعضے جو دقائق ایجاد میں زیادہ دُور بیں ہیں وہ عارض و معروض (کیفیت و صوت)
کے مجموعہ کو حرف سمجھتے ہیں۔ اور یہی قول اقرب بصحت ہے۔ اور جب حقیقت حرف واضح ہو
چکی تو حقیقت حال شمار حروف اس طرح ہے کہ ہر گروہ تعداد حروف میں مختلف ہے۔ جن
لفظوں سے یہ مرقع والا مرتب ہے۔ ان میں اٹھائیس حرف لکھے گئے ہیں کہ جو صورۃً اٹھارہ
ہوتے ہیں مگر شرط یہ ہے ہمزہ اور الف میں جب فرق نہ کریں۔ ورنہ اُنتیس حرف ہوں گے۔
اور یہ مفردات الف و بے میں ہائے ہوز کے بعد لام و الف ملا کے لکھتے ہیں۔ یہ طریقہ
متاخرین کا ہے۔ چونکہ الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے تو لامحالہ اُسے کسی حرف سے ملا کے لکھنا پڑے
گا۔ اور لام ہی کے ساتھ الف کو ملا کے لکھنے میں خصوصیت یہ ہے کہ اسم لام کے بیچ میں
الف اور اسم الف کے بیچ میں لام ہے (یعنی الف و لام میں اتحاد قلبی ہے) اور یہ بھی جاننا
چاہیئے کہ اگلے زمانہ میں حروف پر اعراب لگاتے تھے۔ ایک گروہ متاخرین آسانی کے
لئے عبارت کی روشنائی کے خلاف دوسرے رنگ کی روشنائی سے نقطے بجائے اعراب
لگاتے تھے۔ مثلاً عبارت اگر سیاہ روشنائی سے ہوتی تھی تو اعراب کے نقطے سرخ روشنائی
سے لگائے جاتے تھے۔ چنانچہ زبر کی جگہ ایک سرخ نقطہ حروف پر دیتے تھے۔ اور ضمہ کے
لئے حرف کے سامنے سرخ نقطہ اور زیر کے لئے حرف کے نیچے سرخ نقطہ لگاتے تھے۔
اس کے بعد کچھ عرصہ کے خلیل ابن احمد عروضی نے ان نقاط میں تغیر کر دیا۔ اور ہر حرکت کے لئے
ایک صورت اور اس کا محل قرار دیا۔ جیسا کہ فی الحال لکھا جاتا ہے اور معروف ہے (خلیل سو ہجری
میں پیدا ہوئے اور ایک سو ستر ہجری میں مر گئے۔ مشہور یہ ہے کہ عمرو بن عبد العزیز کے

خصلتوں کے مصدر شریف عادات حق پسندی وحق گذاری کے جمع کرنے والے۔ سعادت
اقبال کی پیشانی نور عظمت وجلال کی قوت بصارت کی ٹھنڈک۔ سلطنت کبری کے بڑے
بڑے موتی۔ خلافت بزرگ کے سچے بیٹے۔ بزرگی کے خاندان کے نور۔ فضیلت کے ستارہ
تاج کے نور پرورده۔ پسندیدگی ہائے خدا پر وثوق رکھنے والے۔ سایہ اللہ (اکبر) کے نور سے
روشنی حاصل کرنے والے۔ تخت وتاج کو بلندی دینے والے۔ شاہزاده خردمند سلطان
سلیم کو ابتدائے شباب اور آغاز جوانی کے وقت (کہ انشاء اللہ تعالیٰ اُس تخت آرائے
اقبال (اکبر) کے سایہ دراز میں درازی عمر اور کمال باطنی پر مشرف ہو) موجدان قضاو
قدر نے عطیہ خانہ الٰہی سے عقل دوربین اور دوریاب اور کمال سعادت و بلند حوصلہ عطا
فرمایا ہے۔ اور اُس نونہال اقبال کی چشم حق بین میں سرمۂ بینائی لگایا ہے۔ اولاً اُن کی
نظر بڑے بڑے حقوق پدری پر پڑی اور اُنھوں نے باپ کی اطاعت میں کمر ہمت
باندھی۔ گو وہ اکبر کے بیٹے ہیں۔ مگر اُنھوں نے اپنے آپ کو اکبر کا خدمتگار بنا دیا۔ ثانیاً
جب شہنشاہ اکبر کی اعلیٰ بزرگیوں پر گہری نظر پڑی تو ایک نیا پٹکا رغبت کا دل کی کمر
پر باندھ لیا۔ تیسرے بڑے بڑے انوار معنوی نے اس ہادی دُنیا (اکبر) کے سلیم کی
نظر بلند کے سامنے جلوہ کیا تو بہت سی کمندیں ارادت و عقیدت کی گردن جان میں سلیم
نے ڈال لیں۔ چوتھے تھوڑی سی رات میں رہبری بخت بیدار سے دروازہ دولت حقیقی
کا سلیم نے کھول لیا اور مراتب چہارگانہ اخلاص کے تیز روان عرصہ آگاہی کو مشکل سے
حاصل ہوتے ہیں اس کو آسانی سے ہاتھ لگ گئے۔ (اس صورت میں کشوند کی جگہ صرف
کشود ہونا چاہیئے) (اگر کشوند بصیغہ جمع پڑھیں تو دریچہ سے پہلے کاف ہو۔ اور
کشوند کے بعد واو عطف نہ ہونا چاہیئے۔ اس صورت میں کشوند کے فاعل قضاوقدر
ہوں گے اور ما بعد کا جملہ خبر ہو گا) خوشنودی پدر و مہربانی شاہ و ہدایت پیر و تزئیت
مرشد نے عمر و دولت و سعادت و حسن انجام کو بڑھا دیا۔ ایسے قدردان وسیع النظر
کی زندگی کو کارکنان قضاوقدر دراز کریں تاکہ اس طول عمر کی وجہ سے آثار حق شناسی میں
اضافہ ہو ٭

صفحہ ۱۸۴ - صفحہ ۲۵۸

اور افزونی دولت کے لئے بھی مژدہ رساں غیبی تہنیت گو ہوں (بیان تہنیت)

اور ظاہر کو ہمرنگ باطن کر دیا۔ تقلید کو تحقیق بنا دیا۔ پھر زمانہ ناز کیوں نہ کرے اور زمانہ
والے کیوں نہ پھولیں۔ اس زمانہ سے پہلے تو باتیں ہی باتیں تھیں اب وقت عمل کا ہے
پہلے ہر نقش ہستی خدا پرستوں کی رہزنی کرتا تھا۔ اب وہی مشعل ہاتھ میں لیکر راہ خدا
کا رہنما ہے۔ پہلے ظاہر و باطن باہم شریک تھا۔ اب یہ دونوں خلوت کدہ وحدت میں
ہمراز ہیں۔ پہلے عقل کو استقلال نہ تھا۔ اب سلطان عقل بہت بلند تخت والا ہے۔ اور
یہ باطنی خوبیاں اور نشاط جاویدان ذات پاک خدا پرست۔ خداشناس ہمارے زمانہ کے
بادشاہ کی برکتوں سے ہیں۔ شعر

انتظام امور میں گردوں اُس کا شاگرد ہو تو ہے اُستاد

اقبال کے تخت کا آراستہ کرنے والا تخت پر بیٹھنے والا۔ خوش نصیبی کی مسند کا
زینت دینے والا۔ ہدایت کے چراغ کی روشنی بڑھانے والا۔ کمال کے محل کو بلند
کرنے والا۔ بیت

پاک بین اور مقدسوں میں سب سے زیادہ صاحب بصیرت ہے۔ اور
قائم اللیل لوگوں میں سب سے زیادہ بیدار دل ہے *

عالم ظاہر و باطن دونوں کا آفتاب جہانتاب ہے۔ بزم حکمت و انصاف کا نورافروز ہے۔
ہاتھ اور پیشانی کے خطوط کو پڑھنے والا ہے یعنی نوشتۂ تقدیر کو پڑھ لیتا ہے۔ نقوش عالم
مجردات و عالم عنصری کا جاننے والا ہے۔ ابیات

صفحہ ۴۰ - صفحہ ۲۵۷

نظر کی طرح سیر کرنے والا شہنشاہ ہے اور عقل اُس کا گھوڑا ہے یعنی سریع الادراک
و عاقل ہے۔ جہانگیر بھی ہے جہاندار بھی ہے اور جہاں بخش بھی ہے یعنی فاتح
و منتظم و کثیر العطا ہے حقیقت و مجاز دونوں کا جاننے والا ہے۔ عالم عقل
ہے وہ کون اکبر شاہ غازی۔ اے اللہ تو اس بادشاہ صاحب اقبال کے
(کہ جس کا سایہ بھی تخت کے لئے زینت ہے) سر پر سلطنت کے چھتر کا
سایہ رکھ اور دونوں عالم کی مرادیں اُس کی پوری کر *

اس بادشاہ خداشناس عالی گوہر والا نژاد کی برکتوں سے۔ برخورداری اور بزرگ

تعریف کی جائے (یعنی خدا نے زمین و آسمان بنائے) تو بینائی کے خطوط شعاعی ہیں اس سے بدتر ہوگی کہ کوئی کسی بڑے بادشاہ کی تعریف مٹی کی دیوار اور لکڑی کی چھت بنانے سے کرے۔ اگر اس حمد و ثنا میں ارواح و اجسام کے امتزاج و اختلاط کے ساتھ (جیسے موجودات کا الہم کہتے ہیں) توسل ڈھونڈھا جائے تو گویا شرح خوبی بے نہایت کو منتہی کے وسیلہ سے سنوارا گیا۔ یعنی خدا کی یوں تعریف کی جائے کہ اللہ نے ارواح و اجسام کو ملا کر انسان کی ایسی ذات بنائی تو یہ بھی ابدی کی تعریف فانی سے کی قطعہ

صفحہ ۳۹ - صفحہ ۲۵۶

اگر چشم عقل کے کل خطوط شعاعی کو اکٹھا کر لو۔ یعنی تمام عقلیں مجتمع ہو جائیں تب بھی ان سب کامل کر اس کے کمالات کا اندازہ کرنا اس طرح ہے۔ جیسے کوئی گروہن سے چاندنی ناپے +

سبحان اللہ۔ یہ کیسی تحریر ناقص ہے جو لکھی جا رہی ہے۔ قلم تقدیر نے تو عہدۂ مدح سرائی وجود واجب صورت ہائے ایجادی و نقوش ہستی (موجودات) کو دیا ہی نہیں ہے۔

(از حدیقۂ حکیم سنائی غزنوی) مثنوی

میں کون ہوں کہ اظہار عظمت خدائے متعال کروں۔ دل میں اس کی قدرت کہاں ہے وہم برہنہ پا نے بہت راستہ حمد کا طے کیا۔ لیکن بارگاہ الٰہی کے دروازہ سے خالی ہاتھ پھرا +

میں جو اس سواد نورانی (حمد) کا حرف شناس بھی نہیں۔ اس ارادۂ حمد خدا سے رجوع کر کے بادشاہ زمانہ پیر وقت اور مرشد روزگار کی بڑی بڑی تعریفوں اور اوصاف کے خیال سے اپنے دل کو۔

بصیرت کے چراغ کو نور عطا کرنے والے بھی ہیں اور مخلوق کے لئے بہت عزیز بھی ہیں۔ نور آگین کرتا ہے۔ اور خدیو زمانہ کی خدا پرستی اور حق شناسی کی نشانیوں سے زبان کو آراستہ کرتا ہے اور ہاتھ کو دل سے ہمزبان اور قلم چوبی کو گوشت والی زبان سے ہمراز کرتا ہے۔ یعنی جو دل میں اور زبان پر ہے اسی کو لکھتا ہے۔ یعنی شکر نعمت الٰہی کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ خدا نے ہمارے زمانہ کو گذشتہ زمانہ کا نقش و نگار بنایا ہے اور ظاہر کو مرتبہ باطن عطا فرمایا ہے۔

سامنے آیا کہ خدا کسی کو اُس روز (وقت) میں نہ ڈالے (کہ آخر کار) اُس مسافر سبزگاہ پاکی (عالم بالا) کے سخنان دل آویز کا سرانجام مجھ پریشان خاطر ہیچمدان پر آپڑا۔ **ابیات**

بہت کچھ آگے پیچھے میں نے سوچا　　نہیں حکمت کا اُس کی کوئی دانا
زبان اس بارہ میں ہرگز نہ کھولو　　رہو حیرت میں اور مُنھ سے نہ بولو

مجبوراً دل پژمردہ و جان افسردہ کے ساتھ اُس دمساز دل افروز (فیضی) کی ہمزبانی کے خیال اور بقائے ذکر جمیل کے تصور میں اس میزان دانش (فیضی) کی تصانیف کے جمع کرنے میں بڑی کوشش میں نے کی۔ اُس سے معلوم ہُوا کہ فیضی نے اپنی دشوار پسندی اور بلند خیالی کی وجہ سے اشعار سابقہ سے پچاس ہزار شعر اپنی تصنیف سے کاٹ ڈالے ہیں اور اُن تخیّل کی گردنوں کو شہرت و روشناسی کے ایوان سے گرا دیا ہے یعنی ناظرین کے سامنے اُن اشعار کو لانا نہیں چاہا۔ بیالیسویں سن جلوس میں خاطر پریشان اور دل مشغول و منہمک کی جستجو سے پچاس ہزار شعر نظم و نثر سے اکٹھا کر لئے گئے۔ اُمید ہے کہ تمام تازہ روشبستان حقیقت کے۔ اور کل ثمر نو رسیدہ اُس خانہ باغ آگاہی کے یعنی کل کلام فیضی اکٹھا ہو کر انجمن افروز نشاط ہو۔ (اگر عبارت اس طرح: "ہمگی تازہ رویانِ آن شبستان حقیقت۔ و تمامی نورسان آن بوستان پیرائے آگہی" ہو تو۔ آن شبستان حقیقت۔ و۔ آن بوستان پیرائے (باغبان) آگہی سے مراد فیضی اور کلام فیضی دونوں ہو سکتے ہیں) اس تلاش کی دوڑ دھوپ میں کتاب بدخط اور گھسیٹ دیکھنے میں آئی کہ جس کو اُس مسافر ملک تقدّس نے زمانۂ علالت میں لکھا تھا۔ بجز **مرآۃ القلوب** (مرکز ادوار) میں۔ اُس کے اشعار کا پڑھنا دشوار معلوم ہُوا۔ اُس یکتائے روزگار (فیضی) کے ہم نشینوں سے اُس کے پڑھنے میں مشورہ کیا۔

صفحہ ۳۰ صحیحہ ۲۵۵

جب نا اُمیدی کا ترانہ ہمہ دان فیضی سے سُنا۔ ہمت کا پاؤں گاڑ کر نور آگاہی وقت دلی سے اُسے پڑھ لیا اور اُس کو منقسم بہ اقسام کیا اور ہر صنف ایک بڑے کاغذ پر لکھ کے اس کے ہر شعر کو تمیز کی قینچی سے الگ کیا۔ اور صفحہ کاغذ پر اُسے لکھ کر داستانوں کی ترتیب دی۔ اور ترتیب پسندیدہ اور عنوان نو سے اُن داستانوں کو زینت دی۔ عجائب برکات سے یہ بات ہے

ختم کرنے کا حکم دے کر فرمایا۔ کہ پہلے افسانہ نلدمن ترازوے سخن میں تولایا جاوے (دکھا جائے) تھوڑی مدت میں اُس نے اختتام کا غازہ اپنے چہرہ پر ملا۔ اور مرتبہ بلند تحسین کا اُس نے حاصل کیا۔ اور اُس کارنامہ میں بہت سے جادو طلسم حکمت کے درج کئے گئے۔ چنانچہ خود فیضی فرماتے ہیں۔ **مثنوی**

میرے قلم کی آواز نے اندھیری راتوں میں بہت سے سوئے ہوئے معانی کو بیدار کیا ہے۔ جب میں نے دل وزبان کو پگھلایا ہے تب یہ نقش میں اہل عالم کو دکھا سکا ہوں۔ ہزاروں جادو اور منتر میں نے تار سے باندھے ہیں۔ تب یہ مثنوی تیار کی ہے۔ افسانہ تو نیند کا ڈھیر لگا دیتا ہے۔ لیکن میں اس افسانہ سے بیدار ہو گیا ہوں ٭

اکیسویں رات مہر ماہ الٰہی چالیس سن جلوس اتوار کے دن دسویں صفر ۱۰۰۴ھ کو جبکہ فیضی مرکز ادوار کی تصنیف میں منہمک تھے فرمان الٰہی (پیام موت) آگیا۔ اور وہ آزاد (فیضی) جو موت سے خبردار تھا بڑی خوشی کے ساتھ عالم بالا کی طرف چل دیا۔ **نظم**

جسم خاکی کو زمین پر چھوڑا۔ اور جان وعقل کو آسمان پر لے گیا۔ اپنی جان گرامی آباء علوی کو واپس دے دی۔ اور جسم خاکی زمین کے سپرد کر دیا۔ اور دوسری جان (معرفت) کہ مخلوق میری اخلاق کوئی کو نہیں جانتی ہے۔ جانان (خدا) کے سپرد کر دی (مغلطہ کی جگہ **مغلقہ** اچھا ہے) صاف شراب کی تلچھٹ سے مل گئی تھی۔ وہ صاف خم کے سرے پر آئی اور تلچھٹ سے الگ ہو گئی ٭

معشوقۂ سخنوری سوگ میں بیٹھی یعنی عروس سخن رانڈ ہو گئی۔ اور بہت سے آدمیوں نے مضیق غم میں جگہ پائی یعنے غمناک ہوئے۔ اکبر جو حقیقت شناس ہیں اُن کا دل بھی بھر آیا۔ کہ ایسا حکیم مدارج مر گیا اور اُس محفل اخلاص کی مسند کے صدر نشین (یعنی فیضی مر گئے) کا جام حباب لبریز ہو گیا۔ شاہزادگان (سلیم و دانیال و مراد بخش) بلند ذات نے اظہار افسوس کیا کہ اُستاد دانا دل۔ مزاجدان۔ خرد آموز سیر گاہ بزم حضوری سے دوری اختیار کر لی۔ یعنے مرکر ہمارے پاس سے چلے گئے۔ بڑے بڑے سردار وارکین سلطنت کے گلدستہ شادی سے تروتازگی جاتی رہی یعنے ملول ہو گئے۔ کہ سردار یاران بزم و رزم (فیضی) کا پیمانہ زندگانی بھر گیا۔ اہل غرض کی اُمیدیں دل کی دل ہی میں رہ گئیں۔ حلال مشکلات زمانہ (فیضی) نے سامان

افروز سامعین ہوئے۔ اور اُسی مخزن اسرار کی طرح نیرنگی نفس و سخن و قلم و آفرینش و دل و علم و نظر و تمیز میں کثرت سے موتی اُن کی ضمیر دریا بار سے ٹپکے۔ اور اُس فریاد زمانہ کی دیدہ وری سے منتظم ہوئے۔ ملک کے مالک (اکبر) نے اُس چہرہ نمائے حقیقت (مرکز ادوار) کو مرآۃ القلوب کے بزرگ خطاب سے روشناس ہر دو عالم کیا۔ چونکہ ہمت فیضی محراب آگاہی کا تمغہ (گوشوارہ۔ زینت) تھی خاطر متنفر (دُنیا) کسی چیز میں مشغول نہ ہوتی تھی۔ اور بوجہ مستعدی و انہماک ہر ساعت ایک نیا نقش بر روئے کار لاتا تھا۔ اور ایک کام ارادہ کے سامنے رکھ دیتا تھا۔ یعنی اور اور کام آپڑتے تھے۔ یہاں تک کہ اُسی زمانہ سے قریب پانچ جادو بھری مثنویوں کے عنوانات کچھ ہوش افزا داستانوں کے ساتھ سخن شناس آگاہ دل لوگوں کے کانوں کے نشاط آرا ہوئے۔ اور اُن کے ارادۂ بلند کی وجہ سے ختم نہ ہوئیں۔ چونکہ بنیاد شعر و شاعری تخیل و کذب پر رکھی گئی ہے اس لئے بادشاہ جہان کی فطرت پاک اُس کی طرف کمتر مائل ہوتی ہے۔ اور اُس خاکۂ خیالی کی اکبر کے نزدیک کوئی وقعت نہ تھی۔ باوجود اس حالت کے کہ اکبر کو شعر سے رغبت نہ تھی۔ اور اُس یکتائے بزم شناسائی (فیضی) کو بوجہ حقیقت شناس ہونے کے بحیثیت ایک شاعر کے منتخب نہیں کیا تھا۔ پھر بھی یہ خواہش کیا کرتے تھے۔ جواہر آبدار (مضامین و اشعار) دریائے ضمیر آسمان سیر فیضی سے ساحل فصاحت پر آجائیں۔ یعنی یہ مثنویاں ختم کی جائیں۔ لیکن درستی ارادہ و یاوری سعادت کی وجہ سے باوجود اعلیٰ قوت شاعری کے یہ جوش دلی (تصنیف مثنوی میں) کمتر اس سرچشمۂ دانش سے ظہور میں آتا تھا۔ اور اپنے آپ کو (فیضی) شعرا سے الگ رکھتے تھے۔ اور زیادہ تر شاعری سے دُور رہ کر پرانی حکمت کی کتابوں میں غور و خوض کیا کرتے تھے۔ اور اپنے اوقات کا لحاظ کر کے ہر نفس صنعت ہائے الٰہی میں سوچ بچار کیا کرتے تھے۔ ہر چند کہ ہوا خواہان خیر اندیش اُن پانچ بلند بنیاد قصروں (خمسہ) کے اُٹھانے (بلند کرنے) میں کوشش کرتے تھے۔ مگر کچھ مفید نہ ہوتی تھی۔ اور روز افزوں باطنی انکشافات کی وجہ سے ہمہ تن ارادۂ دلی نقش ہستی کے مٹانے پر رہتا تھا۔ ایوان شہرت کے منقش کرنے کا قصد بالکل نہ رکھتے تھے۔ (نگارین ساق۔ صحیح۔ نگارین کردن) +

15/253 صفحہ ۳۵ - صفحہ ۲۵۲

یہاں تک کہ اُنتالیسویں سال جلوس میں اکبر نے فیضی کو لاہور میں بلا کر اُن مثنویوں کے

الفاظ کس طرح روشن دان دل میں داخل ہو کر بزم آرائے نشاط ہیں۔ ندرت مضامین نو لکھوں۔
یا نیرنگی الفاظ مانوس بیان کروں۔ **ترجمہ بیت**

یہ تو عقل کے لئے نور ہے افسانہ نہیں ہے۔ آشنائے علم جانتا ہے یہ بیگانہ
و غیر مانوس نہیں ہے ۔

جبکہ اساس کلام گویائے معرفت میں ہو تو وہ زبان خموشی سے مدح کا سزاوار ہوتا ہے۔ یہ طاقت کہاں کہ دریا کو گھڑے میں سمایا جائے۔ اور یہ قوت کہاں کہ سمندر کو قطرہ میں پیش کیا جائے۔ ہر صنعت اُس کی زبان حقیقت سرا اپنے ساتھ رکھتی ہے علی الخصوص جبکہ کلام دلپذیر ہو۔ مجھے کیا پڑی ہے کہ شرکت کی کشمکش میں پھنسوں۔ اور چادر حیا کو دل کے کاندھے سے اوتار دوں **قطعہ**

سخن کو مدح کی حاجت نہیں ہے — تو دریا کو نہ سکھلا جوش کھانا
کہیگا کان میں محرم کے خود راز — تو بلبل کو نہ بتلا گیت گانا

مجبوراً اُس سے (تعریف) ہاتھ اُٹھا کر نیرنگ سازی زمانہ کو لکھتا ہے۔ اور نصیحت سنے اور عبرت حاصل کرنے کا منتر سکھاتا ہے۔ اکتیسویں سال جلوس ۹۹۳ھ میں اُس (فیضی) شہسوار میدان سخنوری کا ارادہ ہوا کہ زمین خمسہ نظامی کو اپنی طبع بلند کا جولانگاہ بنائے۔ اور مقابل میں مخزن اسرار نظامی کے مرکز ادوار تین ہزار اشعار کے ساتھ گوہر بصیرت کی بڑھانے والی ہو۔ اور مقابل میں خسرو شیرین کے سلیمان و بلقیس مثل ایک ثمر نورسیدہ کے عقل کے خانہ باغ سے ظاہر ہو۔ اور بجائے لیلی مجنوں کے مثنوی نلدمن کہ ہندوستان کے پرانے قصوں میں سے ہے دل فیضی سے ٹپکے (نکلے)

صفحہ ۴۳ - صفحہ ۲۵۱

اور ہر ایک مثنوی چار ہزار بیت سے زیادہ بلند نامی اختیار کرے۔ اور وزن ہفت پیکر میں ہفت کشور پانچ ہزار بیت کے ساتھ آبادی پذیر ہو۔ اور بحر سکندر نامہ میں اکبر نامہ لکھنا قرار پایا۔ کہ سکندر نامہ کے اشعار کے موافق اُس میں دفتر شکوہ شاہنشاہی میں سے ایک فہرست لکھ دی جائے۔ اُسی زمانہ میں پہلی کتاب (مرکز ادوار) شروع کر دی گئی۔ اور اگلے لوگوں کی طرح حروف بسم اللہ کے رموز میں چند اشعار سامعہ

میرے دل مشتاق کا ذکر کوتاہ خیالی متکلمان سے تنگ آکر زندگی ظاہر سے سیر ہو چکا تھا)
بہجت افزا ہُوا۔ باوجودیکہ اُس مجموعہ کا خط ایسا خراب ہے کہ نازک طبع لوگوں کو اُس کی
بدخطی نہایت ناگوار ہے۔ مگر اس لیئے کہ باعث رونق بازار خرد ہے لہذا میری نظر اُس کے
حسن باطنی پر (خوبی مضامین) پڑی۔ اور رافت عام کی وجہ سے جو میری فطرت میں داخل ہے۔
اُس کے مطالعہ میں مشغول ہو کر خون جگر سے اُس مجموعہ کی سیاہی ظاہری کو دل کی بیاض
(سپیدی وکتاب) پر آراستہ کیا اور شریکوں کی شرکت کے بغیر پردہ نشینان پردہ حکمت
(مضامین حکمیہ) کا تماشا کر کے خوش ہوتا تھا۔ اور ہمیشہ یہ بات دل میں آتی تھی۔ کہ عام
فایدہ اور خرد آموزی کے لیئے اس مجموعہ کمال کو پورے طور سے اس کی عبارت یونانی
یا عربی دقیق کے لباس سے نکال کر ایسا لباس سہل عبارت عربی کا پہنا دیا جائے۔ کہ
عربی کے مبتدی بھی اُس کے جمال عالم افروز کا نظارہ کر سکیں۔ تاکہ طالبان بصیرت معنوی
دولت مند حقیقی ہو جائیں (یعنی اُسے سمجھ سکیں) اور اگر موقع ملے تو فارسی ترجمہ بھی کر دیا
جائے تاکہ نادان عجم بھی اُس سے بہرہ ور ہو جائیں۔ الحمدللہ کہ پہلا مطلب پورا ہو گیا۔ یعنی
سہل عبارت عربی میں لکھ لیا اور بہت تھوڑے مقامات اس مجموعہ کے ایسے باقی رہے
کہ جن کا مطلب سمجھ میں نہ آیا ہو ٭

صفحہ ۲۴۳۔ صفحہ ۲۵۰

اور عبارت پیچیدہ و دشوار کو اعانت وقت کی بدولت تھوڑے سے غور کے بعد
حل کر دیا۔ اللہ تعالےٰ نے جس طرح باتوں سے مستفید کیا ہے۔ اسی طرح عمل سے بھی مالدار
کر دے۔ اور راہ مستقیم کی پناہ گاہ میں پہونچا دے۔ اور اس مجموعۂ برگزیدۂ حکمت کو زمانۂ
تجرد کے ذخیرہ کے لیئے اپنے کچکول میں شامل کر لیا۔ اُمید ہے کہ کام آئے گا ٭

خاتمہ مثنوی مرکز ادوار شیخ ابوالفیض فیضی فیاضی

شکر خدا و ثنائے قادر و توانا کہ مثنوی مرکز ادوار فیضی تیار ہو گئی اور پراگندہ موتی
انتظام کی لڑی میں پرو دیئے گئے۔ شعرائے دور بین خوب جانتے ہیں کہ آسمانی پردہ نشین
(مضامین) نہانخانۂ معنے سے کس طرح بلندی حرف پر چل رہے ہیں۔ اور نو واردان گوہرین

ایسے شخص سے اس قسم کی (اعتراض والی) باتیں لکھوا رہا ہے۔ اور اب اُس کو اپنے اہتمام بطلان پر اور بھی ناز کرنا چاہیئے۔ کہ مجھ ایسے طالب صلح کل کو آسودہ خاطران کوے عدم (مردگان) کے ساتھ جھگڑا کرنے کے خارستان میں پھنساتا ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زمانۂ فریب پیشہ نے ماضی وحال کو اپنے مقصد میں گذارا ہے۔ یعنی ہر زمانہ میں سب کو فریب دیتا رہا ہے۔ اور آیندہ کے درہم وبرہم کرنے کی فکر میں ہے۔ یہ میری بکواس ہے کہ اپنے نفس بد کے جرم کو میں زمانہ پر لگاتا ہوں۔ اے ابوالفضل کیا تجھ کو خلل دماغ ہوگیا ہے کہ کبھی تو نادانستگی میں زمانہ پر زبان اعتراض کھولتا ہے۔ اور کبھی زمانہ کو چھوڑ کر نفس کو ملزم ٹھہراتا ہے۔ مجبور قابلیت یعنی انسان کو زبان کوتاہ اور دست بریدہ اور پاؤں شکستہ دیا ہے۔ یعنی انسان مجبور محض ہے لہذا بیہودہ نہ بک اور خموش رہ۔ ۲۴ ربیع الاول ۹۹۶ھ میں لکھا گیا۔ اے اللہ ہم کو راہ راست کی ہدایت کر۔ نوشتہ ابوالفضل بن مبارک۔

صفحہ ۲۳۔ ۲۲۹۔ مجموعہ کی پشت پر لکھا تھا

یہ ایک مجموعہ ہے متوسط میان تجرد وتعلق کہ سادہ لوحاں کو نشیب کو اعانت اعمال سے سرحد علو پر (کہ درحقیقت راہ ہاے مقاصد کے میانہ روی کی منزل ہے) پہونچاتا ہے۔ اور ہوشمندان بلند پرواز دوربین کو بارادۂ حصول علو توسط میں لاکر سرگردان بادیہ طلب بنادیتا ہے۔ لکھنے والا اس عبارت کا ابوالفضل بن مبارک ہے۔ جو کشاکش فہم بلند فطرت بلند و اعمال پست و زندگی بد میں محل ماتم و سرور بن رہا ہے۔ اے اللہ استقلال عطا فرما تاکہ ماتم یا سرور زمانہ سے متزلزل نہ ہو جاؤں یا عنقا کے شہپر عنایت کر تاکہ بلند پروازی کر کے تجھ تک پہونچ سکوں یا فنا ہو کر تجھ میں ملجاؤں۔ ۸ ذی الحجہ ۹۹۵ھ دارالفاخرہ لاہور میں لکھا گیا۔ محفوظ رکھا جائے بلیات سے۔

خاتمۂ مجموعہ مذکورا

وہ مجموعہ جو مشتمل خرد پروران دانش منش کی باتوں پر ہے اور وہ یادگار نشانہاے حکماے سلف اور آنے والے روشن دل خواہان ہدایت کے لیے تبصرہ ہو سکتا ہے بطور عاریت حقیقی (کیونکہ مالک حقیقی ہر چیز کا خدا ہے) اور ملکیت عرفی کے (میرے پاس ہے)

خاتمہ منتخب دیوان کمال اسمٰعیل اصفہانی

مجھ جویائے بصیرت کو اس بیان معرفت نے جو ابتدائے دیوان کمال اسمٰعیل
کمند عقیدت میں پھانس لیا۔ اور وہ مجھ کو خارستان بے بوستان ستائش مدح
اور خواہش کی حالت نزع میں اور کینہ برادران دُنیا کی مذمت گاہ میں کھینچ کرلے
ستائش امرا و اظہار تمنا و ہجو اہل دُنیا کے مضامین اُس میں دیکھے۔ کبھی تو ہیچ پر خوش
والے میرے دل کو اس طرف وہ دیوان لگاتا تھا کہ کلام کے بہت سے درجے
کہ کمال اسمٰعیل اپنے کلام میں چند باتیں معاملہ دانی اور حقیقت شناسی کی کہہ
میرے دل بیحاصل کی شورش میں کچھ سکون پیدا ہو۔ اور کبھی میرا دل بیہودہ گردا
خیال کی طرف لاتا تھا کہ بات کے بہت سے مرتبے ہیں۔ اگر بارگاہ حقیقت میں
پہونچا سکتا ہے۔ تو کلام کے نشیب فراز ہی کی شناخت اس سے پیدا ہو جا
کبھی پابند طبیعت ہو کر زیور پسند کرنے والی عورتوں اور آرایش کرنے والے ہیجڑ
اُس کے اشعار مدح و ہجو کا اُن نظارہ کرنے والوں میں سے ہوتا تھا۔ جو سادہ دا
ہیں۔ ہر چند کہ اُس کا دیوان جو مجھے ملا ہے بہت پریشان ہے اور باوجود پریشانی
اُس میں نقصانات بھی ہیں۔ چونکہ بتوفیق الٰہی نا اہل نہیں ہوں۔ اس لئے حاصل کر
صحیح اور کامل نسخہ کے کوشش کی۔ اوندھا سیدھا کبھی دل خوش اور کبھی دل ناخوش
اُس نگارستان ظاہری پر کہ بچوں کے پھسلانے کا سرمایہ اور ہرزہ کاروں
المالش ہے از اول تا آخر مطالعہ کر کے لٹیرے ترکوں کی طرح اچھے بُرے کی تمیز
کچھ اشعار نقل کر لئے۔ تاکہ میرے بچپن کے جو میرے زمانہ جنون کا بڑا دھوکا یا
ہو جائیں۔ اور یہ خاتمہ جو حقیقتہً دیباچہ ہے۔ ۲۰ رصفر ختم کیا گیا بھلائی اور
کو دار الخلافۃ لاہور میں لکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ تجرد بعد از تعلق عطا فرمائے اور نو
بھر جانا بعد ترک تعلق میسر کرے ۔

کتاب اوصاف الاشراف مصنفہ خواجہ نصیر الدین طوسی کی پشت پر لکھا

زمانہ اپنی باطل کاری کے سر پر بالضرور بہت زیادہ دست شفقت پھیرتا

ہے تمہاری نظر میں تو یہ مظاہر الٰہی میں سے ہے اور گلستان کا کام کرتا ہے۔ انشاء اللہ بہت جلد تم مامن اصلی (مقام بقا) پر مشرف ہو جاؤ گے۔ اللہ کافی ہے اور باقی ہوس ہے۔ انجام وہی ہے جو خیر کے ساتھ ہو۔ ماہ شہر یور (کنوار = اکتوبر) سال ۲۶ جلوس اکبر میں بمقام لاہور لکھا گیا۔

خاتمہ منتخب حدیقہ حکیم سنائی غزنوی

عقل بڑھانے والی باتیں اور عقل زینت دینے والے معانی نے حکیم سنائی غزنوی کے (جو تقلید کے ظلمت آباد سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ اور تحقیق کے شیریں گھاٹ کی بو اُن کی جان خرد فرجام کے دماغ میں پہونچی ہے۔ اور وہ نور آزادی سے منور ہوئے ہیں) مجھ شناور دریائے حقیقت کو خوش وقت کر دیا۔ اور ایک طرح سے مجھ آزاد کو (کہ پابندان دُنیا کے ساتھ معاملہ فہمی کی وجہ سے صلح کل کا برتاؤ کرتا تھا اور اپنی ہمت کی وجہ سے اہل دُنیا کا خواہاں محبت تھا۔ تاکہ اطمینان خاطر کے وقت ان کے بار محبت کو دل سے نکال ڈالوں) متاع صلح کا نفع عطا کیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ سنائی قصیدہ گو کے کلام سے چمکتے ہوئے بیش قیمت موتی جو عقل کے کان کے لئے گوشوارہ ہونے کے سزاوار ہیں اخذ کرچکا تھا۔ لیکن سنائی مثنوی گو کے کلام سے تو میں کیمیاگر بن گیا۔ سنائی قصیدہ گو اگرچہ بڑا بھائی حکیم خاقانی کا ہے۔ لیکن سنائی مثنوی گو تو اُس کا دادا ہونے کی قابلیت رکھتا ہے۔ اگرچہ حکیم حقائقی (یعنی سنائی قصیدہ گو) کے کلام سے دل منور ہو گیا۔ لیکن وہ لذت جو کلام معجز نظام سنائی مثنوی گر سے حاصل ہوئی وہ بیان میں نہیں آسکتی۔ کیوں نہ ہو وہ تو محتاج دُنیا تھا اور یہ پابند عقبیٰ۔ وہ پانے والا افعال تجرد کا تھا۔ اور یہ زینت دہندہ افعال تفرد۔ خدا کا شکر ہے کہ بعض اشعار حدیقۃ الحقیقہ سے اپنے حالات کے مناسب انتخاب کر لئے اور ۱۳ ارشوال ۹۹۹ھ میں دارالسلطنت لاہور میں اس سے فراغت ہوئی۔ لیکن اس نسخہ حدیقہ میں چونکہ دس ہزار بیت سے زیادہ نہیں اس لئے دل مشتاق کو بھی سیری نہ ہوئی۔ اُمید ہے کہ نسخہ کامل سے ایک اچھی مقدار اشعار کی انتخاب کی جائے گی۔ اے اللہ اقوال سے اعمال کی طرف لیجا اور پھر اعمال سے فراغت دلی و نور قلبی کا مرتبہ عنایت فرما۔ نوشتۂ ابوالفضل بن مبارک۔

الہیٰ کہ میری آب وگل میں دست قدرت کی امانت رکھی ہوئی ہے برادران دنیا اور ہم نشینوں
کے لئے اس بازار پر سامان یعنی دیوان انوری سے کچھ سامان لے لیا۔ اللہ تعالےٰ اُس کو
دنائت بشری سے نجات دیکر اور ارتکاب نفع ذاتی سے باز رکھ کر گوشۂ گمنامی اپنی طبیعت
کا طبیب بنادے۔ تاکہ عبودیت الہیٰ کا سزاوار ہوکر راہی ملک بقا ہو۔ اللہ کافی ہے
اور اس کے بعد ہوس ہے۔ ۵ ربیع الاول سن ایک ہزار ہجری میں یہ نقش نادر
بمقام لاہور لکھا گیا ؛

خاتمہ منتخب دیوان ظہیر فاریابی

مشیت خدا نے اپنے اس مجبور وبیکس (ابو الفضل) کو بزم رنگین عام فریب یعنی دیوان
ظہیر فاریابی کے مطالعہ میں مشغول رکھ کر چند کنکریوں کو موتی ہونے کی غلط خیالی کے ساتھ
سرمایہ خوشی بتا کر انتخاب کرنے کا حکم دیا۔ اے ابو الفضل تم بھی عجیب چیز ہو۔ کبھی تو قربت
الہیٰ پر بھی راضی نہیں ہوتے ہو (بلکہ محو مطلق ہو جانا چاہتے ہو) اور کبھی ہستی کی پست چیزوں
پر عاشق کی طرح مائل ہو جاتے ہو۔ تم جو اپنے نشیب و فراز کے مراتب کے پہچاننے میں عاجز
ہو۔ تو پھر گروہ ہائے دنیا کی شناخت کا کیوں دعویٰ کرتے ہو۔ تم تو سخن گوئی کی بازار سے
گوشۂ سکوت میں آگئے تھے۔ پھر تمہیں کیا ہوا کہ تم اُلٹے پاؤں پھر آئے۔ اور مداحان لافزن
کے پیچھے ہوئے۔ یہ تمہارا نفس مکار اس غلط خیالی کے ساتھ کہ مراتب سخنوری کے جمع کرنیکا
سامان کہ جو حقیقۃً اعلیٰ سامان حکمت کا ہے۔ سرانجام پا جائے گا۔ کیونکر بال پکڑ کے کھینچتا ہوا
(بجبر) مداحان بیہودہ گو (شعرا) کے دار الیقین میں تم کو لے آیا۔ اگر کم حوصلگی سے تم سے
چُپ نہیں رہا جاتا ہے تو ملک سخن میں تو قحط نہیں پڑا ہے۔ ایسے معاملات دُنیا و آخرت
کی باتیں کرو جن میں سچائی کا نور پایا جاتا ہو۔ ہر چند کہ تم آزاد لوگوں میں سے ہو مگر تقدیر
غالب کچھ دنوں کے لئے تم کو گردن پکڑ کے دُنیا کی طرف لی آئی ہے ؛

صفحہ ۱۳۱ - صفحہ ۲۴۷

چونکہ نیک بختی حقیقی تمہیں حاصل ہے اس لئے قضا و قدر نے تمہیں چشم بینا اور گوش
شنوا دئے ہیں جبھی تو یہ عالم دُنیا جو بعضے مجہ دان کوتہ نظر کی آنکھوں میں خارستان معلوم ہوتا

کی گردنوں میں ڈال کر ایک شور آسمان کی تمیزی یعنی نشیب آباد دنیا (زمین) میں مچا دیا۔ اور شراب دانائی طالب علمان کم حوصلہ کو خم بھر بھر کی دی۔ اور بازار صورت کے بزازوں[عـ] (اہل سخن) کو جنہوں نے اس عالم فانی میں (کہ یہ شورش و فساد کا گھر ہے) اور دیو کو رئیس بنانا اور سلیمان سے مزدوری کرانا جس کا اعلیٰ کام ہے۔ اور کسی جاہل اندھے کو کسی صاحب بصیرت پر ترجیح دینا اُن کی عمدہ شائستگیوں میں سے ہے) نام بزرگی اور اسم سروری پایا ہے بدمست کر کے کبھی تعریف قبول کرنے والا اور کبھی تعریف کرنے والا ان کو بنا دیا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ مجھ مخمور ہستی کو کیسے کہوں کہ اُس دیوان انوری نے دانش کے جام سے کوئی جرعہ نہیں عطا کیا۔ حالانکہ اس دیوان نے یہ قطعہ جو زینت خلعت انسانیت ہے میرے پیش نظر رکھ دیا ہے۔ **ترجمہ قطعہ**

میں ہوں اور یہ عہد و پیمان ہے کہ قحبۂ زیبائے دُنیا کے ساتھ سہواً یا عمداً
کمینوں کی طرح عشق نہ کروں گا۔ اگر قدرت دینے کی نہیں ہے تو کچھ پروا نہیں
الحمدللہ قوت نہ لینے کی تو مجھ میں موجود ہے ÷

لیکن اُس دیوان سے مجھے ایسی بات ہاتھ نہ لگی جس سے میری افسردگی خمار کا علاج ہو یا شوریدگی خاطر کے مفید ہو ÷

صفحہ ۳۰ - صفحہ ۲۴۶

جبکہ لبالب خم آسمانی یعنی دیوان ہائے حکیم سنائی و خاقانی شروانی میرے خمار بادۂ معرفت کا علاج نہ کر سکے تو ان ایسے خمار افزا جرعوں سے کہ بر سبیل ندرت کلمات تصرف[عـ] و حکمت اس مداح ہجو گو یعنی دیوان انوری سے ٹپکے ہیں کیا کام نکل سکتا ہے۔ الحاصل بمقتضائے پست فطرتی بشری کہ ذات میں اس جویائے راہ و دور از مقصود میں پائی جاتی ہے۔ اپنی حالت اور پسند کے موافق اس دیوان انوری سے کہ جس میں بجز لفاظی کے اور کچھ نہیں ہے چند باتیں انتخاب کر کے نقل کر لیں۔ اور بموجب مہربانی اعلائے

ملہ اہل سخن کا استعارہ بزازوں کے ساتھ اس محل پر مجھے اچھا نہ معلوم ہوا۔ جبکہ اس جملہ بھر میں کوئی لفظ مناسب بزاز نہیں آیا۔ اس کی جگہ اگر لفظ میخواران میکدہ ہو تو زیادہ مناسب ہوگا۔ ۱۲ مترجم

عـہ بیان یہ چاہتا ہے کہ خماران کی جگہ خمار شکن ہو۔ جتنے بنانے کے لئے ترجمہ میں مجھے کچھ الفاظ بڑھانا پڑے ÷

والوں میں سے خیال کرتا تھا۔ یہ بتلاکر کہ میں عالم بے عمل ہوں۔ جویائے عمل نیک بنا دیا۔ کاشکے خود خاقانی کو اس کا کلام اتنا نفع پہنچاتا کہ مراتب دنیوی کے نہ حاصل ہونے کی حسرت سے نجات پاکر گلشن سرائے قناعت میں پہنچ جاتا۔ اگرچہ میرا دل بیہودہ گرد اس بات کو جانتا ہے کہ صرف باتوں سے مقصود حاصل نہیں ہوتا ہے۔ اور تحریر و تقریر سے سوائے دوری مطلوب اور کچھ ظاہر نہیں ہوتا ✲

صفحہ ۲۹ - صفحہ ۲۴۵

لیکن بدبختی اور بدعقلی سے کیا قلعہ منیعہ کا ذکر کیا قرابت کی گئی ہیں تو ایک گھر کی بھی بنیاد نہیں رکھتا ہے۔ اور حیرانوں کی طرح نشیب و فراز صورت و جسم و بلند و پست الفاظ و معانی کے گرد کبھی تو کامیاب اور کبھی جویائے مقصد نیک نفسی ہے۔ کچھ زمانہ تک مدارج علمی و مراتب عملی میں خلوت خانۂ دل کو شبہ و شک کی کاروان سرا بناکر لباس ادراک کو جو سوئی سے سیا نہیں جا سکتا اور تاگے سے ٹانکا نہیں جا سکتا۔ اپنے بیڈھنگے جسم پر سیتا رہتا ہے۔ اور اپنے پھر ویران وقت کو آباد سمجھ کر ایسے صوفیوں کی کتابوں سے جو اپنے حوصلہ بلند سے قربت کی چوٹی پر چڑھ کے گویا ہوئے ہیں ان کے معلومات عینی و قلبی میں منہمک رہ کر غلط خیالی سے اپنی اس مشغولی کو مشغولی بہ خدا جان کر خلعت رعونت کو سرانجام دیتا ہے۔ اور ہمیشہ بوجہ حیرانی و سرگردانی عربی و فارسی و نثر و نظم میں مشغول ہوکر بھلے غیر بکر اپنے لئے بناتا ہے۔ یعنی اہل تصوف کی کتب عربی و فارسی و نظم و نثر کو دیکھ کر ان میں سے انتخابات بلا تکرار کرتا رہتا ہے۔ فی الحال کہ انتخاب دیوان خاقانی سے فراغت ملی اور چند باتیں جو موافق فرصت مناسب معلوم ہوئیں ان سے اپنے لئے ایک بت تیار کر لیا۔ اور آیندہ دوسرے بت کی فکر ہے۔ اے اللہ حوادث خواہش کی تیز آندھی سے اسے محفوظ جگہ میں پہنچا دے۔ ۲۳ ماہ صفر سنہ ھ میں دارالخلافت لاہور میں لکھا گیا ✲

خاتمہ منتخب دیوان انوری

نگارخانہ معنوی و نقش آرائے صوری یعنی عبارت و مفہوم دونوں سے خوب دیوان انوری کہ جس نے سونگین جال اور ہزاروں رنگ برنگ کی کمندیں واقفان ملک سخن

صفحہ ۴۸ - صفحہ ۴۴۲

کہ راہ تو ظاہر نہیں اور رہنما غائب اور ناتوانی کثیر اور دشمن (نفس امارہ) پیرہن (پہلو) میں لہذا بہت ہوشیار رہنا چاہیئے - اور اپنے حدود و اندازہ سے باہر قدم نہ رکھنا چاہیئے اور جو باتیں مناسب حالت ہوں کتب گذشتگان سے انتخاب کر کے اس بیاض سادہ میں لکھ لے - اور اپنے آپ کو اے ابو الفضل جس طرح تو نے نادانی کے عالم بالا کے مقام حیرت ممدوحہ میں ناداں سمجھا ہے - اور ظاہر بھی کیا ہے - اب مبتدی مکتب دانش بن جا اس حالت پر تھوڑے دن بھی گذرنے نہ پائے تھے کہ خواہش نفسانی یا ہدایت الہی نے اس گروہ فقرا کے کلام عالی کے مطالعہ پر مستعد و آمادہ کیا - جس کو پیشوائے عارفان شیخ فرید الدین عطار نے سلک نظم میں منسلک کیا تھا - اس میں سے جو مناسب وقت و حالت معلوم ہوا اسے لکھ لیا - اس سے فراغت کے بعد دیوان حکیم سنائی غزنوی کے مطالعہ سے مشرف ہوا - اور اپنے مناسب حال اور مجموعہ دانش میں سے انتخاب شروع کر دیا - اللہ تعالے اپنے باریافتۂ درگاہ اور نظر کردہ کے انفاس پاک کی برکت سے اولاً اس حیران انجمن آفرینش (ابو الفضل) کے ظاہر و باطن کو اعمال ناپسندیدہ سے پاک کر کے اپنے اطوار پسندیدہ سے مزین کر دے - اور ثانیاً دوام آگاہی و حضور الہی سے مشرف کر کے وسعت گاہ رضا و خوشنودی میں رکھے - اور ثالثاً رہبری عنایت بے نہایت سے بلند تر کر کے عالم آزادی و فراغت کلی میں پہونچا دے اور محو کامل بنا کر قربت حقیقی عطا کرے - کابل سے پلٹتے وقت اطراف پشاور میں دسویں ربیع الاول ۹۹۸ھ میں لکھا گیا ؛

خاتمہ انتخاب دیوان خاقانی

سخنان پاک صوفیہ سے حکمت سیکھنے والا حکیم خاقانی کہ جس نے اپنے سے بہتر کسی مرشد کی صحبت نہیں پائی اور مر گیا - اور اس کی قابلیت ظہور میں نہ آئی - اور پردۂ پوشیدگی میں چھپی رہی اس کے کلام نے میری ہمت میں جوش پیدا کر دیا - اور میری فطرت و عقل کو پاک و صاف کر دیا - اور مجھ باتوں میں آئے ہوئے کو جو قعر اشتباہ میں پڑا ہوا تھا - اپنے قول شائستہ و عمل مناسب سے اپنے مرتبہ کا شناسا بنا دیا - اور مجھ سادہ لوح کو جس نے تمیم عمل میں قدم نہیں رکھا تھا - اور سخن شناسی کی بدمستی کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑے عالموں اور اعلی معاملہ کرنے

اطمینان خاطر کا سر پتھر سے ٹکرایا۔ (اطمینان جاتا رہا) اور دل جو ہم آغوش رضا و تسلیم تھا۔ اُس کا پردۂ ناموس پھوٹ گیا۔ کبھی تو نفس امارہ کا گناہ دل پر تھوپتا تھا۔ اور کبھی دل کا جرم نفس امارہ کے سر لگاتا تھا۔ یہاں تک کہ دل اس نفس امارہ کی پردہ دری حیا کرتا تھا۔ اور نفس اپنی عجائب کاری و مکاری سے دل کی آرایش کرتا تھا (اس کو پھسلاتا تھا) یعنی تو پابند صبر و رضا ہے۔ اسی طرح چند دن تک اس سرگردان مکتب دانائی کو زجر و توبیخ کے طمانچوں سے سرخرو رکھا کہ پھر یکایک اس خود سرا ور خود فروش کا (نفس کا) سر خاک مذلت پر گر پڑا یعنی مصاحب حکمت و صداقت و معین معرفت و خدا پرستی میر فتح اللہ شیرازی کا انتقال ہو گیا۔ اور شور بزم اطمینان میں اور غوغا معرکہ رضا میں پہلے سے زیادہ مچ گیا۔ اور اس بے شرم کا (نفس کا) پردۂ کار بہت زیادہ پھٹ گیا۔ (یعنی نفس کا فریب صبر و رضا سب ظاہر ہو گیا) چونکہ نفس کا پیشہ فریب اور اس کا کام مکر ہے ہزار تدبیر سے اپنے آپ کو لباس رضا میں چھپا رکھنے کا اہتمام کرتا تھا۔ یہانتک کہ بتقدیر آسمانی معین فطرت برادر ہمت و یار حضر و مددگار سفر حکیم ابو الفتح گیلانی مسافر ملک بقا ہو گئے۔ اور طشت ناموس اس مکار کا (نفس کا) بام سے گر پڑا۔ اور اُس کا راز فاش ہو گیا۔ اور نفس کی بازار حیلہ سازی کی بالکل کساد بازاری ہو گئی۔ یعنی جب کسی تدبیر سے اضطراب دور نہ ہو سکا تو نفس کا فریب معلوم ہو گیا۔ کہ اس نفس مکار نے بنا بر مصلحت وقت اپنا نام دل مطمئن رکھ چھوڑا ہے اور جنگ دو عالم کو صلح کل کہہ رہا ہے۔ اور ناخوشی بقدر ذرات عالم کا نام رضا رکھا ہے۔ حالانکہ وسعت آباد دل میں رضا کا گمان نہیں اور صلح کل کا نشان نہیں۔ ایک مُدت دراز تک گروہ عام میں ہو کر میں پامال اندوہ تھا۔ اور ظاہر و باطن کے اندھوں کی طرح بے صبر ہو کر اظہار اضطراب و قلق کرتا تھا۔ چونکہ چشمہ شیریں صداقت سے کام جان کو ایک گھونٹ حاصل تھا۔ لہذا مطالعہ کتب صوفیہ سے بسبب عزت اُن کتب کے اُس اضطراب سے باز رہا۔ اور اپنے کچکول سے جو ناصح بے غرض اور واعظ بے ریا ہے دور رہا۔ اور اس بیاض کو اپنے دل مشغول غم کے سامنے رکھ کر مَیں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ عجیب معاملہ پیش آیا ہے ؛

اور آ
سمان والے بھی اُس کی نیک بختی اور دانش سے از سرِ نو مستفید ہوں۔ ترجمہ قطعہ
اپنا وہ حکمت و بصیرت کے آسمان کا آفتاب تھا۔ اب اُس نے موت کے بادلوں میں
لہذا حسین چہرہ چھپا لیا ہے۔ وہ تو بمنزلہ روح کے تھا۔ اور روح کے لئے موت نہیں۔
ایس زندہ کا مرثیہ کیونکر کہوں ؛

پُرا اس تیرہ بختی اور مردگی عیش کے زمانہ میں دل زخمی و رنجیدہ نے اپنی سمجھ کے موافق
غمگینی نظم و نثر کی کتابوں سے انتخاب کرکے ایک مجموعہ تیار کیا ہے۔ ممکن ہے کہ بیماری جان
دُونہیں و دل اندوہگین کچھ علاج قبول کرے۔ اور اس مرگستان موافقت و خزان دوستداری
ملیبا) ہیں۔ ایک ہم زبان موافق اور ایک ایسا غم ربا کہ جس کا پتہ انسانوں میں نہیں لگتا
لئے رہو جائے۔ اور نفس دیوانہ فطرت اور تجرد فریب کے لئے کہ ہمیشہ آزادی کے قافلہ کا
کامرا ہے (اس کے لئے یہ مجموعہ) ناصح فصیح زبان کا کام دے۔ افسوس کہ یہ انتخاب کا بڑا
سم جس میں دانا اور ہوشیار بھی چوک جاتے ہیں۔ مجھ ہنساری نژاد پریشان روزگار کی قوت
اور با ہر ہے۔ لیکن میرے بھولے دل نے معنی کی اشتہا کی وجہ سے موتیوں کی جگہ ٹھیکریاں
انار بد کنکریاں چُن کر مشکل پسندوں کے لئے سرمایہ خجالت تیار کر دیا ہے۔ اور دل ناعاقبت
بار ہِش نے کلام کی پیاس (شوق) کی وجہ سے سراب کو سمندر جان لیا۔ لہذا مطعون
لب بیناں معترض ہو گیا۔ ترجمہ بیت

جس کو تو یاقوت بتاتا ہے وہ شیشہ ہے پھر پرکھ والے جوہری کے ہاتھ اسے کیوں پہنچاتا ہے

رحمہ اللہ اکبر ابوالفضل بن مبارک کہ میدان شہود کے تیز رو اور بارگاہ وجود کے دوربینوں
صوفیوں) کے کلام پاک کے دیکھنے سے خیال باطل میں پڑ گیا تھا۔ اور اپنے آپ کو
قرائن کی وحشت جا کے مطمئن لوگوں میں سے جان کر اس گروہ بلند مرتبہ صوفیہ میں منسوب
بنا دیتا تھا۔ اور نفس مکار نے مرتبہ صلح کل سے بڑھا کر محبت عامہ کے مرتبہ تک پہنچا کے
م معنے کے مستوں میں سے اُس کا ہونا اسے بتا دیا تھا (وا ماندہ بود صبح و اماندہ بود)۔

صفحہ ۲۷۔ صفحہ ۲۴۲ نولکشوری

مخا کہ یکایک حسن سانبھری کا پیمانۂ عمر لبریز ہو گیا۔ جن کو نفس بیہودہ خیال اپنے
موص ہم طریقوں میں سے اور اور مصائب زمانہ ترک تعلق سمجھتا تھا۔ ان کی موت سے

ہیں۔ ظہور میں لایا۔ یعنی جب گردش سپہر بے مہر سے واقعہ مرگ فیضی دنیا میں پیش آیا۔
دانش آموز لوگ تیرہ روزگاری میں بیٹھے یعنی غمگین ہوئے۔ اور جویائے حقیقت حقیقت
جوئی کے ماتم میں بیٹھے یعنی فیضی کیا مرا حقیقت پژوہی مرگئی۔ عیش وعشرت نے سر دیوار سے
ٹکرایا (یا زندگانی ختم ہوگئی) اور نقش فرخندگی تختۂ روزگار سے چھیل ڈالا گیا۔ اگر اتنی قوت
ہوتی کہ آسمان سے لڑ سکتا اور زمانہ سے اُلجھ سکتا تب مجھے چین ہوتا۔ جب اس پرانے خیمہ
(آسمان) کا تانا بانا توڑ کے پھینک دیتا اور رات اور دن کے پیوند کو جو راحت کی بانجھ
اور رنج کی حاملہ ہیں توڑ پھوڑ ڈالتا قطعہ

صفحہ ۲۶۔ صفحہ ۲۴۲ نولکشوری

اس نیلے خیمہ (آسمان) کی طرف جانے کا اگر مجھے راستہ ملتا۔ تو اس وقت اطمینان
سے بیٹھتا جب اس کی رسیاں کاٹ کے پھینک دیتا۔ اور اسے ڈھا دیتا۔ جس طرح آہ
مظلوم آسمان تک پہنچتی ہے اسی طرح میرا ہاتھ اگر آسمان تک پہنچتا۔ (یعنی اگر میرا بس آسمان
پر چلتا) تو اُس کا سارا بنا طلسم توڑ پھوڑ ڈالتا +
نہیں نہیں آسمان تو خود اہل زمین پر (جو سوگوار فیضی ہیں) شفق سے خون کے آنسو
رو رہا ہے۔ اور زمانہ اہل زمانہ سے زیادہ پریشان حال ہے۔ قریب ہے کہ آسمان سے
حرکت جاتی رہے (یعنی قیامت آجائے) اور اوراق سال وماہ کے لپیٹ ڈالے
جائیں۔ یعنی زمانہ ختم ہو جائے۔ جیسا کہ خاقانی مثنوی تحفۃ العراقین میں فرماتے ہیں +
ترجمہ نظم اب یہ وقت ہے۔ کہ زمانہ ختم ہو جائے۔ اور عدم کا سیلاب دروازہ سے
داخل ہو۔ یہ بھی وقت ہے کہ ستاروں کے گھوڑے نعل اور سم دونوں گرادیں۔ یعنی
قیامت آجائے +
استغفر اللہ میں یہ کیا بک رہا ہوں وہ حکیم ظاہر و باطن جس کا نفس معجز نما دنیا
کے مردوں کو حیات جاودانی دیا کرتا تھا۔ اُسے عار موت کب لاحق ہو سکتی ہے۔ صرف
یہ بات ہے کہ دنیا والوں کی بے شرمی جنگجوئی کیوجہ سے اس سرائے عاریتی (دنیا)
سے اُس نے منہ موڑ لیا ہے اور پرانی تمنا آسمان والوں کی پوری کردی۔ تاکہ دنیا والے
بھی (بمفاد قدر نعمت بعد زوال) اُس کی کام بخشی کا اندازہ اور اُس کی آزاد منشی کا تخمینہ کرسکیں

رکھ۔ اللہ کافی ہے اور اُس کے بعد جو کچھ ہے ہوس ہے ۔

مجموعہ مشتمل بر نظم و نثر شیخ فیضی

الحمدللہ کہ یہ مانی کا ارژنگ جو وشوار پسندوں کا دلنشین اور نکتہ سنجوں کا برگزیدہ ہے یعنی مجموعہ فیضی تیار ہوگیا۔ اور خدا کی مدد سے جو معانی کا خزانہ کھول دینے والا ہے۔ یہ عجیب و غریب کتاب کہ سرمایۂ عیش بیدار دلاں اور سوئے ہوئے نصیب والوں کے لئے افسانۂ خواب ہے فراہم ہوگئی۔ چونکہ یہ پریشان خاطر (ابوالفضل) کثرت خدمت اور زیادتی خدمتگذاری سُلطان عارفان (اکبر) سے (جو زینت دینے والے تخت ظاہر و باطن کے۔ سکندر کا ایسا شکوہ اور ارسطو کی ایسی دانش والے تحقیق کے منقش کرنے والے اور تقلید کے پگھلانے والے۔ چتر و تاج کو بلند کرنے والے۔ کشور و اقلیم میں بادشاہ بنانے والے ہیں۔ **ترجمہ اشعار**

اُس کے کینہ اور اُس کی محبت میں چیونٹی کے پاؤں کا فرق ہے۔ یعنی اس کا کینہ بھی مہر ہے۔ اُس کے سر اور آسمان میں بال برابر تفاوت ہے۔ یعنی آسمان کا ایسا سر بلند ہے۔ اُس کے چلنے سے اُس کی راہ میں سے جو پھر اُڑے اُس کے لئے سرمہ کی بارگاہ ہونا سزاوار ہے) **رسمی حکمت دانش کی طرف** جیسا کہ مشغول ہونا چاہیئے تھا منہمک نہ ہوسکا۔ اور اِس خدمت گذاری کو اپنی خوش بختی کا سرمایہ اور سعادت اندوزی کی اکسیر جان کر اپنی تمام جوانی کو اس کار بزرگ میں صرف کردیا۔ اور حکما کی باتوں کے انتخاب پر دل نہ لگاتا تھا۔ یہاں تک کہ زمانۂ شعبدہ باز اور چرخ فتنہ پرداز نے دسویں ماہ صفر ۱۰۰۴ھ ہجری میں واقعۂ صبر شکن و جانگداز برادر نیک اعمال کا (یعنی سانحۂ مرگ فیضی) جو رہنمائے جویائے حقیقت۔ اور حکمت سکھانے والے زمانہ کے۔ ہنگامہ آرائے تیغ و قلم (یعنی ادیب و بہادر) جھنڈا بلند کرنے والے انسانیت و مروت و دلیری کے۔ نامرادوں کی مراد پوری کرنے والے۔ زمانہ کے زخمیوں پر مرہم لگانے والے۔ اکبر شاہ اسرار کے خزانچی۔ وزیروں کے دستور العمل۔ **بیت**

اُن کا چہرہ اُن کی رائے سے جب روشن ہُوا تو آفتاب کو اُس نے کار آفتاب (منور کرنا) سکھایا ۔

ہے کیونکہ محو مطلق ہو جاتا ہے ۔ پاک ہے اللہ برتر و بزرگ ۔ نوشتہ ابوالفضل بن مبارک
در شہر لاہور ۔ ۹۹۶ھ

انتخاب اختتام مثنوی تحفۃ العراقین خاقانی شروانی

موجد سخن اور معنیٰ کا ایجاد کرنے والا خود سرائی کی باتیں کرنے والا خاقانی کہ جس نے
دُنیائے پرفریب کے ستائش آباد میں امرت کو زہر کے ساتھ اور زخم کو مرہم کے ساتھ ترکیب
دی ہے اور اُس کا نام تحفۃ العراقین رکھا ہے۔ اگر مداح و ثنا پسند کرنے والے اہل عراق
اُس کی حقیقت کو نہ سمجھ کر اور اُسے ایک تحفہ شے مان کر اُس کی پرستش کریں ۔ (تو کیا تعجب
کی بات ہو گی) کہاں ہے کوئی سردار اہل تمیز یا جو یائے تمیز تاکہ اس کتاب کے بارہ میں
مذاق حقیقت کے موافق چند باتیں کہے ۔ کہ جس سے عالم مطمئن میں شور و شر کا نتیجہ نہ پیدا
ہو۔ لہذا یہی بہتر ہے کہ میں بھی تمام آدمیوں کی طرح اس کتاب کی کمند عشق اپنی گردن میں
ڈال کر پس خوردہ کھانے والا ہو جاؤں ۔ اور اس ناگوار گذارش سے (تحفۃ العراقین سے)
جو پیشانی عقل کے لئے داغ ۔ اور نفس بشری کی پیشانی کے لئے نور چراغ ہے ۔ کچھ اپنے
کجکول میں جسے محل خاص پر اور زبان مخصوص میں ابوالحرص کہتے ہیں لائے (یعنی کجکول
میں اس کا کچھ انتخاب لکھ لے) (دارد کی جگہ آرد اچھا ہے) ممکن ہے کہ معدۂ حرص اس
سیاہ کرنے والے کاغذ اور تباہ کرنے والے دل (ابوالفضل) کا تحریر و بداعمالی سے سیر
ہو جائے (یا اُس کی سیاہ کاری ختم ہو جائے) اور کتاب سے صرف نظر کر کے مضمون کی
طرف مشغول ہو جائے اور نقش سے نقاش کی طرف مائل ہو جائے ۔ المختصر بہرحال اپنی
خرد و فطرت کی خواہش کے موافق کہ وہ بھی درحقیقت مقاصد طبیعت سے ہے یا بموجب
تلاش طبیعت کہ لباس خرد میں سیدھے سادے لوگوں کو دھوکا دیا کرتا ہے ۔ یا بلحاظ دیگر
اس تحفۃ العراقین سے جو کچھ بھلا معلوم ہوتا ہے یا ہم صحبتان زمانہ کی طبیعت کی ضیافت
کے لئے جو مناسب معلوم ہوتا ہے اپنے دوسرے منتخبات میں اسے بطور ضمیمہ شامل کئے
لیتا ہے ؎

صفحہ ۲۵ مبارک علی ایڈیشن صفحہ ۱۴۲ نولکشوری

اے اللہ اُس کو اپنی طرف مشغول رکھ کے موجودات سے جو بار بار پریشانی میں بچائے

دیگر شعر۔ کیمیا درکار ہے تو کر زراعت بے خطر   زرع کا دو ثلث زر ہے ثلث باقی بھی ہے زر

شرح شعر۔ زرع کھیتی۔ لفظ زرع میں تین حرف ہیں۔ دو ثلث یعنی دو حرف اوّل اُس کے زائے معجمہ اور رائے مہملہ ہیں جن کا مجموعہ زر ہوتا ہے۔ باقی ایک ثلث یعنی تیسرا حرف لفظ زرع کا عین مہملہ ہے اس سے اُس کا اسم عین مراد ہے۔ اور عربی میں لفظ عین کے بہت سے معنوں میں سے ایک معنی زر کے ہیں۔ لہذا زرع (کھیتی) ہمہ تن زر ہی زر ہے۔ پھر زراعت کیمیا نہ ہوئی تو اور کیا ہے ؛

اے بھائی (ابوالفضل یا نفس او) تو یہ کیا بیہودہ بکتا ہے کہ زراعت یا کیمیا اچھی چیز ہے۔ ایسا نہیں بلکہ حرص کے معدہ کو جو چیز بھر دے اور وجود کے تانبے کو زر خالص بنا دے ایک مرتبہ میں (یعنی علم اخلاق اور شریعت میں) تو **قناعت** ہے۔ اور ایک رتبہ میں (یعنی حکمت میں) **صلح کل** ہے۔ اور ایک حالت میں (یعنی مرتبہ انسانیت و نیک نفسی میں) **محبت کائنات** ہے۔ اب رہا چوتھا مرتبہ وہ **مذہب تحقیق** ہے۔ اس مرتبہ کو تو عارفان ہستی بھی نہیں پہونچتے ہیں تو پھر ایسی مخلوق جو دُنیا میں مبتلا ہے اُس کا کیا ذکر۔ اس درگاہ تحقیق میں تو صلح کل مرتبہ کفر پر اور محبت کائنات ضلالت و گمراہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بزرگ ولیوں نے فرمایا ہے کہ ”نیک لوگوں کی نیکیاں مقربان بارگاہ الٰہی کے حق میں بدیوں کا مرتبہ رکھتی ہیں“ ؛

صفحہ ۴۲۔ صفحہ ۴۰ نولکشوری

اے مخاطب تیرے دل قابل رحم میں یہ خیال نہ آئے کہ عدم توجہ بخدا کے کیا معنے ہیں۔ اور اس وجہ سے بطلان کے دوزخ میں تو گر پڑے۔ اے بھائی بیچارہ ممکن کے لئے ادراک ذات واجب منجملہ محال ہے۔ اور طلب محال ایک کار عبث ہے۔ لیکن ایسے مسکین ممکن کے لئے ممکن ہے جو ہم نشینی نفس ناطقہ سے مشرف ہو۔ اور علم رائج کو حاصل کر کے پہلے تو رذائل سے اپنے آپ کو پاک کر کے پھر فضائل سے آراستہ ہو کر مراتب علمی پر فائز ہوا ہو اور پھر حسن و قبح اشیائے سے تجاوز کر کے کہ محض اعتباری ہیں حسن صورت اور سیرت کو جو مکر کا ایک جال ہے نظر انداز کر کے تخلیہ دل پر آمادہ ہوا ہو (یا سعادت یافتہ ہوا ہو) تو پھر ایسے شخص کی نزہت گاہ خاطر میں مخلوق و خالق دونوں کی جگہ نہیں ہوتی

زبان کھولا کرتے ہیں کہ ہم ایسے پرانے لشکر جنگ آزمودہ کے ہوتے ہوئے ایک ناتجربہ کار (ابوالفضل) کو کمینگی و پستی کے حضیض سے اٹھا کر لیاقت و قابلیت کے اوج و بلندی پر لیجانا اور سردار سپاہیوں کے ہیئت و لباس (زمرہ) میں لے آنا کیا مناسب ہے) اُن کے دل و زبان پر بھی قفل لگا کر شرمندگی کے پسینہ میں انہیں نہلا دیا جائے۔ یعنی خدمت شائستہ جنگ کر کے معترضین کو چپ کر دیا جائے۔ اور توفیق الہٰی کی رہنمائی سے اس بادشاہ عالی کے شکر نعمت کے بار سے بھی سبکدوش ہو کر میرے لئے ان نادانایان دنیا کے گروہ میں آدمیوں کی ایسی زندگی بسر کرنے کا سامان میسر ہو جائے۔ اور اس خواہش اعلیٰ کے اسباب جو عمدہ بیان کی ہوئی ترکیب سے مہیا ہو گئے ہیں۔ سرانجام پا کر (ابوالفضل) کامیاب ظاہر و باطن ہو جائے اور اگر اس خدمت کے انجام دینے کی مہلت لوگ نہ دیں اور اس باغ سے گل چینی کا موقع ہاتھ نہ آئے۔ آپ ہی بتائیے کہ عمدہ ارادہ کے پورا کرنے کی حالت میں اس دنیائے غدار سے رخصت ہونا بہتر ہے۔ یا غفلت میں رہ کر پردۂ عدم میں چھپ جانا۔ لہٰذا یہ کام (قرار دادن ضوابط جزئیہ) صحیح ارادہ کی بنا پر نہ امیدوں کے پورے ہونے کے وثوق کی بنا پر باوجودیکہ ہر بار قوی مانع پیش آتے رہتے تھے۔ شروع کر ہی دیا گیا۔ ہمارا کام کوشش کرنا ہے اور توفیق اللہ کی طرف ہے۔ نوشتہ ابوالفضل بن مبارک۔ خدا اُن دونوں کو معاف کرے +

اللہ اکبر جب میرا دل سُست قول بے عمل سے شرمندہ ہُوا۔ اور کشکول سے شرما کے اُسے اُٹھا کے طاق پر رکھدیا۔ (کیونکہ اُس میں ایسی ہی باتیں درج ہیں جن پر میرا عمل نہیں) اور میرا دل آوارہ گرد چونکہ بیاض کا خوگر ہو گیا ہے لہٰذا اس بیاض کو اپنی ہم صحبتی یا ہم نشینی یا نصیحت پذیری کے لئے اختیار کر لیا ہے۔ اللہ ہماری راہ راست کی طرف ہدایت کرے +

یہ عبارت پشت کتاب کیمیائے سعادت مصنفہ امام غزالی پر ابوالفضل نے لکھی ہے

نظم

کہہ گیا یہ بات کوئی ذی ہُنر	جو زمانہ میں رہے گی یادگار
کیمیا مطلوب ہے تجھ کو اگر	بے تکلف کر زراعت اختیار
زرع کا دو ثلث اگر ہوتا ہے زر	ثلث باقی کا بھی ہے زریں شمار

اُل نہیں ہوتاہے ۔ اور ہمیشہ اس انہماک دُنیا کو کثرت اُمید و شورش ہوس و دفور حرص پر محمول کرکے اپنی درستی نفس کی طرف متوجہ نہیں ہوتاہے ۔ یہاں تک کہ بیسویں رمضان ۹۹۸ھ میں کہ میرا دل دوربین عالم اور اہل عالم پر حکیمانہ نظر ڈال رہا تھا ۔ اور زمانہ اور زمانہ والوں کے نفع و نقصان کی خرید و فروخت کی بازار میں بیچنے والوں اور خریداروں کے مکنونات خاطر اور ان کی طرح طرح کی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کے موافق سامان (معاملات) کا مطالعہ کر رہا تھا تو چند باتیں مَیں نے نکالیں کہ اُن کا لکھنا "جو فروشان گندم نما" سے مشابہ معلوم ہوتا ہے ۔ مختصر یہ ہے کہ بہت کچھ اُدھیڑ بن کے بعد یہ بات قرار پائی کہ کلیات امور کو جانچ کر کچھ قوانین جزئی منضبط کردے اور برائے نصیحت و حفاظت معاملات چند ناصح مقرر کردے تاکہ اگر تھوڑی دیر بھی اس دُنیا میں جو کاروانی کی سرا اور پاسبانی کا گھر ہے ۔ لوگ فرصت دیں تو اپنے معاملات کو بھی درست کروں اور اس نفس امارہ کے لئے بھی کہ توفیق الٰہی کی وجہ سے سرزنش عقل سے لوہے کی لگام میں بندھا ہُوا ہے ۔ اور آرائش دُنیوی سے اجتناب کرکے ایک بزرگ (اکبر ۔ یا عقل و نفس ناطقہ) کے عطیہ کے سوا کسی دوسری چیز پر نگاہ تک نہیں ڈالتا ہے (اس ضابطہ ناصح کی وجہ سے) اس مرد فریب نامرد معشوق یعنی دنیا پر نظر التفات ڈالنے کے لئے ظاہری حسی رکاوٹیں بھی حاصل ہو جائیں ۔ اور وہ خواہش بھی جو از روئے بشریت و فطرت و پستی ہمت و طبیعت مجھے ستاتی رہتی ہے ۔ ختم ہو جائے (صحیح مرا میر نجانداں نجاند) تاکہ ایک مرتبہ محبت کرنے والے فدویوں کی جماعت کو جمع کرکے اپنے رہنما و ہادی اور بادشاہ (اکبر) کی خدمت سزاوار اپنے حوصلہ کے موافق کر سکے ۔ اور ایسی مردانہ جنگ کرے کہ کارکنان بے انصاف کو بھی سوا انصاف کے چارہ نہ ہو ۔ (یعنی مجبوراً میری نبرد مردانہ کو مان لیں) تاکہ عقل اور مردم شناسی اس سرکردۂ خدا (اکبر) کی لوگوں پر ظاہر ہو جائے کہ اکبر نے خوب سمجھ کے یہ خدمت ابوالفضل کے سپرد کی ۔ اور دوسرے لوگوں کی ہدایت کا باعث ہو تاکہ میری طرح دل ہی کے ساتھ اکبر کے خدمات انجام دیا کریں ۔

صفحہ ۲۲۔۲۳۹ نولکشوری

اور جن کے اندیشہ کی آنکھ کوتاہ بین ہے (جس کی وجہ سے ہمیشہ خلوت میں طعنہ کی

ہمدم جانکر دکہ وہ روز تنہائی میری خاطر دُور اندیشں کا مطلوب ہے) عالم دنیا کی بزم آرائی کا منصب اُس کو دیدیا - یعنی وہ اسرار الٰہی میری خلوت میں میرے انیس ہوتے ہیں تاکہ وہ مجموعہ زمانہ تنہائی میں غیر مانوس بیگانوں کی طرح نہ ہو یا زمانہ کے آشنایوں کی طرح عدم محبت کا برتاؤ نہ کرے - اور انیس محفل دل و ہم نشین مجمع جان ہوکر اندوہ و شادی سے کہ یہ دونوں نالائق - بیٹے خوف و رجا کے ہیں - اُن سے حفاظت کر کے میرے نفس و روح کو مناسب و نامناسب طبع کے ہاتھ نہ بکنے دے - نظامی ؎

متاع گراں مایہ حاسد نہ ہو　　　گر ہو بجز عیب حاسد نہ ہو

سُبحان اللہ یہ کس قسم کا جنون میرے دل میں سمایا ہے - میں جو ہمت عدم خواہش میں رکھتا ہوں - اور کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ اُس ہمت سے مجھے بچا کھچا نہ ملتا ہو پھر میں یہ بیہودہ کیوں بکتا ہوں اور اس گمراہی کا مجھے کیوں خیال ہوتا ہے - اے ابوالفضل اگر کوئی تجھے نہیں پہچانتا تو تو خود تو اپنے آپ کو پہچانتا ہے - اے عقل عطا کرنے والے (خدا) عقل پر ناز اور اعمال پر پھولنے سے باز رکھ کر خواہش اور بے خواہش دونوں سے چھٹکارا دیکر اور خودی سے محروم کر کے بقا باللہ کے مرتبہ سے ملا دے - ۹۹۸ھ میں لاہور میں لکھا گیا ⁂

اللہ اکبر راقم اِن سطروں کا (ابوالفضل) حالت جنون میں گروہ بلند مرتبہ اہل تصوف کی باتیں لکھا کرتا تھا - اور نادانی سے اپنے آپ کو اس گروہ صوفیہ میں شامل سمجھ کر مرتبہ علم الیقین سے مرتبہ عین الیقین میں آیا ہوا خیال کرتا تھا +

صفحہ ۲۳۸-۲۲ نولکشوری

آخر کار مدد خدا سے جہل مرکب (اپنے آپ کو صوفی سمجھنے) سے جہل بسیط کی طرف آگیا - اُمید کہ اب علم سیکھ کر عمل کی طرف مائل ہوگا +

دیباچہ بیاض معاملات (دنیا میں رہ کر) تعلقات معاملات دنیوی سے اور پھر اپنے کاروبار سے اپنے آپ کو روکنا چونکہ فطرت کے خلاف بلکہ نفس بشری کے خلاف راہ چلنا ہے - اس زمانہ میں خواہ دنیا کے پست ہمتوں کی طرح یا بحسب تقدیر و اتفاق عاشقان دنیا کے گروہ بے شکوہ میں منسلک ہے - لہٰذا اپنے کام کی درستی کی طرف

گروہ مخلوق کے ساتھ نرد محبت کھیلا کرتا ہے۔ اس لئے برادران فطری نے ایک بیاض تیار کر رہا ہے۔ اور ہم صحبت آشناؤں کے لئے بھی چند ورق سیاہ کر رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کو اپنی طرف مشغول رکھ کے فارغ البال کردے۔ اللہ کافی ہے۔ اور اُس کے بعد جو کچھ ہے وہ ہوس وحرص ہے ✤

عنوان بیاض صاحبان دانائی اور اہل پند و نصیحت پر پوشیدہ تر ہے۔ کہ ان دنوں موافق نوشتہ تقدیر گوشۂ عزلت سے نکل کر تعلقات دنیوی میں آپڑا ہے۔ اور ہمیشہ سُستی وکاہلی میں زمانہ کے بھائیوں پر سبقت لے گیا ہے۔ اگرچہ کوتاہ بینوں کی نگاہ میں ترفع وجاہ دنیوی غیر ثابت کہ محل حسد اکثر برادران شریک آب و گل کا ہے پالیا ہے۔ لیکن در حقیقت بلند نظر لوگوں کی نگاہ میں بازار نفس الامری کے اہل بازار کا بازیچہ بن گیا ہے۔ یعنی اہل حقیقت کی ہنسی کا باعث ہو گیا ہوں۔ پناہ میں رکھے اللہ ہمارے اور اہل دُنیا کے شروں سے چند کتابیں کہ یہ کتاب بھی اُنہیں میں سے ایک ہے ✤

صفحہ ۲۱۔ صفحہ ۲۳۷ نولکشوری

مختلف وقتوں میں سیاہ کی جاتی ہیں۔ یعنی جو چند کتابیں میں لکھا کرتا ہوں اکثر اُن میں سے بظاہر خوب اور غیر مفید ہیں۔ معلوم نہیں کہ سوال حصّہ بھی اُس کا پسندیدہ کسی ایسے دل کا ہوگا۔ کہ زمانہ کا ہاتھ اُس کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔ اور یہ خواہش پسندیدگی یا جمع آوری بیاض اور قسم جنون ہے۔ جیسا کہ مثل میں ہے۔ جنون کی بہت سی قسمیں ہیں۔ نوشتہ بندۂ کمتر ابوالفضل بن مبارک خدا اُن دونوں کو معاف کرے سنہ ۹۹۲ھ میں لکھا گیا ✤

اللہ اکبر جس چیز کو باعث تجلّی دل سمجھ کر کشکول کے پاس نہ ہونے میں اُس سے تسلّی حاصل کیا کرتا ہوں جب غور کے ساتھ دیکھا تو اُس کو اجزائے کجکول میں لکھنے کے قابل پایا۔ جس طرح اپنے آپ کو اُس کے نظارۂ جمال سے محروم رکھنا مناسب نہ سمجھا اُسی طرح ان اجزائے کجکول کو جو بظاہر مخالف اور بباطن موافق ہیں اس (وادی ایمن) سے دُور رکھنا پسند نہ آیا۔ لہذا اس خزانۂ اسرار الٰہی کا خزانچی بن کر ہر روز کا روزینہ اُس میں سے دل دانا کے لئے مقرر کر دیا۔ اور اُس گنجینۂ اسرار کو اپنے روز تنہائی کا ہم نشین و

ان سے معاملات پیش آتے ہیں۔ تو پھر ایسا عذر جو دشوار پسند ان مغرور کے پسند ہو میرے پاس نہیں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ نمویشی اختیار کی جائے۔ لہذا جو کچھ مقتضائے وقت ہو اُس پر عمل کرکے (یا جو بادشاہ وقت حکم دے اُسے بجا لاکر) لوگوں کی نفرین و آفرین کی پروا نہ کی جائے۔ تاریخ آغاز اس سرمایہ جنون (مراد بیاض) کی ۲۲ ررجب ۹۹۹ھ ہے۔ یہ خطبہ دارالخلافت لاہور میں لکھا گیا۔

آغاز بیاض آج ہادن کہ نہ صیاد یعنی ۲۸ تاریخ ۱۱ الہٰی ۳۷ سنہ جلوس اکبر اور منگل کا دن ۱۴ ارمحرم سنہ ۱۰۰۱ھ کی ہے۔ میدان فرحناک کشمیر میں ایک نیا جنون دماغ میں سمایا۔ اور اس پریشان حال صحرائے نمکزار طالب معرفت کو حرص سخن گزینی وخریداری منتخبات خود اس بات پر لائی کہ اپنے خیالات کی ایک بزم رنگین آراستہ کرے۔ یعنی اپنے خیالات کو لکھے۔

صفحہ ۲۰ - صفحہ ۲۳۰ نولکشوری

اور چند ورقوں کو کہ جنہیں عرفاً یا مجازاً بیاض کہتے ہیں۔ اور زبان تحقیق میں اُس کا نام بالیجۂ لیلا نامہ رکھتے ہیں۔ سیاہ کرے (لکھے)۔ اور ایسا کرکے اپنے تردد و اضطراب کی حالت کو میدان بصیرت و حکمت کے دوربینوں کے خاطرنشین کرے۔ اے اللہ اُسے خیالات فاسدہ کی کشاکش سے نجات دے۔ مجھے اپنے حافظہ پر بھروسا نہیں ہے۔ پھر تکرار سے بچنے کی ذمہ داری کیونکر کروں (یعنی ممکن ہے کہ یہ بات میں مکرر لکھ رہا ہوں) اور حالت بھی میری سنجیدہ نہیں جو اپنے پسندیدہ پرورستی یا مقبولیت کا اعتماد ہو۔ نظم

خوش نصیبی دیتی میرا ساتھ اگر   اس طرف مائل نہ ہوتا عمر بھر
دل میں آتا ہے کیا میں نے گناہ   جو کئے اوراق یہ میں نے سیاہ

اگرچہ ان اوراق کے لکھنے میں محرک خاطر اپنے مناسبات طبع کا انتخاب ونقل تھا۔ لیکن اُس کے دیر میں ہاتھ لگنے اور مشکل سے حاصل ہونے کی وجہ سے۔ اور نیز میرے اہل دنیا مال پرستوں میں داخل ہونے اور انہیں کے ساتھ محشور ہونے کی وجہ سے ان کی مرغوب باتوں میں سے بھی جو کثرت سے ملتی رہتی ہیں۔ جو پسند طبیعت تھیں۔ فطرت کی پسندیدگی کے ساتھ مگر خلاف اپنی روش اور مذہب لے لیکر اس مسودہ میں داخل کرلیں۔

دیباچۂ بیاض ابوالفضل بن مبارک کہ مدد خدا سے مرتبہ صلح کل سے بلند تر ہو کے

ترجمہ نظم۔ عمل تو مردوں کے حصّہ میں آگیا اور ہم باتوں ہی میں پھنسے ہیں۔ یہ کیا مصیبت ہے۔ صوفی کا دفتر تو کتاب و حرف نہیں ہوتا۔ اُس کا تعلق تو اُس دل سے ہے۔ جو برف کی طرح سفید ہو (یعنی دل روشن) دنیا والوں کا توشہ تو تحریرات ہیں۔ مگر صوفی کا زاد تو فیوضات الٰہی ہیں ٭

صفحہ ۱۹-۳۲۵

ہزاروں میں سے صوفی تو بہت تھوڑے ہیں۔ دوسرے مصنوعی صوفی انہیں حقیقی صوفیوں کی بدولت زندگی بسر کرتے ہیں۔ اگر تجھ میں زندگی ہے تو یہ حقیقی عشق تلاش کر۔ ورنہ تو بندۂ زمانہ متغیر ہے ٭

خطبہ بیاض ایک تازہ جنون نے دل پریشان کو اس بیاض کے جمع کرنے پر لگایا۔ اور مجھ بندۂ خواہش کو بارگاہ محبت الٰہی میں سنگسار شرمندگی بنایا۔ میں نہیں جانتا کہ میرا یہ دل ہے یا میرا دشمن جان ہے۔ میں ابوالفضل کو جو تقدیر الٰہی محل اجتماع اضداد ہے کیا کہوں۔ اگر میں اس کی پستی کو لکھوں تو اُس کی پست ہمتی اور کم فطرتی کے گڑھے کی گہرائی ارگاہ خرد کے دور بینوں کے خیال میں نہ آئے۔ اور اگر اُس کی عالی فطرتی و بلند پروازی و دور بینی و تیز روی کی شرح کروں تو زمانہ اور زمانہ والوں کے مدرہ فاسد میں وہ کہاں سمائے۔ بہر حال وہ شخص بہت ہی عجیب ہے جو ٹھیکریوں کو موتیوں کے عوض میں بیچے تو نفع میں رہے۔ اور اگر موتیوں کو ٹھیکریوں کے عوض میں دیدے تب بھی نفع سمجھے۔ الحمدللہ کہ عنایت خدا سے وہ ایسا تونگر دل ہے کہ زمانہ کے الدار اُس کے مفلس گداگر ہیں۔ یعنی بڑے بڑے عالم اُس سے استفادۂ علم کرتے ہیں۔ نہ دوستوں سے اُس کے دل پہ کوئی بند۔ اور نہ دشمنوں کو اُس سے گزند ہے۔ دشمن اُس سے فارغ البال ہیں۔ اور دوست اُس سے خوشحال ہیں۔ افسوس میں یہ کیا کہہ رہا ہوں۔ اُس کی جائے معاملہ میں کہ مقام رواج بازار تمیز ہے نہ دوستی کام آتی ہے۔ اور نہ دشمنی کچھ ضرر پہونچاتی ہے۔ مختصر یہ ہے کہ جس چیز کی وجہ سے عمداً و قصداً بلندیٔ فطرت سے پستی نفس کی طرف آکر زمانہ کی مزاج شناسی پر خوش رہتا ہے۔ اور اپنے آپ کو اس دنیا کے عاشقوں میں سے سمجھتا ہے وہ اس بیاض کے مسودات ہیں۔ چونکہ اس معاملہ کا تعلق حقیقتہً خدا سے ہے لہٰذا کوئی ضرورت کسی عذر کی نہیں ہے کہ میں کیوں عاشق دنیا ہوں۔ اور جب اہل دنیا میں داخل ہوکر

والا رفیق) میرے ہاتھ لگا۔ یعنی چند ورق جو کلام معمولی سے پاک تھے میں نے اُٹھالئے (یعنی سادہ کاغذ اُٹھایا) تاکہ حقیقت و معرفت کی باتیں جو تجرد منشی میں معین ہوتی ہیں اُنہیں لکھوں تاکہ اُن اسمائے مذکورہ بالا کا سزاوار ہوکر میری طبیعت پابند مدنیت کے لئے مدینہ فاضلہ بن جائے۔ اور میری باطنی شورش کا معالجہ ہو جائے۔ اور اس راہ سلوک کی وحشت ونفرت مجھے اس راستے سے پلٹا نہ سکے۔ افسوس کہ میری جان نازک غیر متحمل تجھ سے ہٹنا نہیں چاہتی۔ اور خیال واپس ہونے کا جنون خیز ہے۔ کیونکہ اس راستہ کی مصیبتوں کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں **نظم**

پختہ بن کے تم تلون چھوڑ دو — رہنما چوں حجت روشن بنو
اپنی آنکھوں سے بھی چھپکر کام کر — چشم بد کا تا نہ ہو اُس پر اثر
پیش شاہان خوف جان ہے بیگماں — وہم کو صبر پر اس پہ کہاں
پنبۂ وسواس جب کانوں میں ہو — پھر صدائے غیب کیسے سن سکو
تب سنو گے چرخ سے غیبی صدا — کر دیا اُس کو جو کانوں سے جدا

یہ امر تجھ کو کہیں گرداب حیرت میں نہ پھنسا دے کہ عالم والے تو اس راہ تجرد میں سرگرداں ہیں۔ اور تو تنہا ان منازل کو طے کر رہا ہے۔ **نظم**

جب نہیں ٹوٹا تو کیوں باندھا ہے سر — خوش رہیگا۔ چند دن کوشش تو کر
کر دیا ہے معرفت کو جب نہاں — جس کو دیکھو ہے وہ اک جانب رواں
دیکھتا ہے جو مسبب کو عیاں — وہ سبب پر دل لگائے گا کہاں
کیوں نہ ہو پھر نظر پردہ سبب — دید صنعت کے مناسب کب ہیں سب
رخنہ انداز سبب ہو گر نظر — پھینک دے بیخ سبب کو کھود کر
جب مسبب ہے خدائے لا مکاں — ہیں عبث پھر سعی واسباب جہاں
پختگی یہ ہے کہ تو دھوکا نہ کھائے — خوبی دنیا کے دم میں آ نہ جائے

مثل نابینا سمجھ کے رکھ قدم
تا نہ ہو گر پڑنے کا تجھ کو الم

افسوس کہ یہ حیران کوئے معرفت ابتک باتوں ہی میں اپنا علاج سمجھ کے جائے امن خموشی کو طے ۔۔۔ نہیں ہوتا۔

اللہ اکبر تارک الدنیا سے موحد کے لئے گوشہ نشینی کا عشق اور اُس کی درستی عقل کی علامت ہے۔ اور دُنیا دار پابند تعلقات کے لئے خلوت گزینی بیماری نفس ہے (کیونکہ اعانت بنی نوع سے باز رہتا ہے حالانکہ انسان مدنی الطبع ہے) ؛

ابتداء عنوان کتاب ابوالفضل بن مُبارک کے لئے رجوعِ عارفان بلند ہمت کی دُعا سے جنگ کل کی تنگ گلی سے نکل کر مرتبہ صلح کل میں آگیا ہے۔ اور ہجوم عام (جلوت) و کثرت (خلوت گزینی ہے) سفر اقلیم محبت کل پیش آیا ہے۔ یعنی جنگ کل سے پہلے مرتبہ صلح کل کو پہونچا۔ اور اب مرتبہ محبت کل میں آگیا ہے۔ اُمید ہے کہ محبت کل کے مُلک مقدس میں توفیق الٰہی بنیاد خانہ ہوگی۔ تاکہ اس مرتبہ سے بھی آگے بڑھ کے آمادۂ سفر انتہا سے مرتبہ رضائے کل ہو جائے۔ یعنی مرتبہ محبت کل سے ترقی کر کے مرتبہ رضا و تسلیم پر فائز ہو جائے۔ اور اس مرتبہ رضائے کل میں کوئی ایسا دلکش نشیمن اُس کے ہاتھ لگے کہ مرتبہ تفویض کل آسمان نورد مسافروں کا رفیق راہ ہو جائے۔ اور دارالخلافہ (تفویض کل) الٰہی میں پہنچ کر یہیں اپنا گھر بنا لے ؛

صفحہ ۱ مبارک علی ایڈیشن - صفحہ ۴۲ نولکشوری

تاکہ کسی نیک ساعت میں دریائے محو مطلق کا پیرنے والا بن جائے۔ اُس کے بعد سیرگاہ دولت جاویدی میں بقائے جاودانی پاجائے ؛

اللہ اکبر ایسا رفیق نہ خود رنجیدہ ہوتا ہے۔ اور نہ کسی کو رنجیدہ کرتا ہے۔ خیر خواہ ہے۔ اگر بحالت خموشی بھی گویا ہے۔ خوشخبری دینے والا (مشیر = مشورہ دینے والا) مگر ساتھ ہی امانت دار ہے۔ (خائن نہیں) رہنما ہے بے رعونت ہے۔ آشنا دوست نما ہے (آشنائی کا مرتبہ دوستی سے کم ہے) دوست ہے مگر اُس میں صداقت پائی جاتی ہے (دوستی و محبت سے مرتبہ صداقت کا افضل ہے) واقف ہر منزل ہے (یا سرابان = مالک و محافظ خانہ) ہر ملک کی زبان جانتا ہے۔ ہر معاملہ میں واسطہ ہوتا ہے۔ اور ہر زبان کا مترجم ہے۔ سمندر میں ملاح کا کام دیتا ہے۔ جہاز ہے مگر بے ملاح (بیاض وکتاب کو سفینہ کہتے ہیں اس کا الاح یعنی مصنف اُس کے ساتھ نہیں ہوتا) بہترین سفر یا تجرد و خلوت کے سفر کا توشہ۔ اور سواری ہے (کیونکہ کتاب انیس خلوت ہوتی ہے) اور اس لباس تجرد کا تانا بانا ہے (ایسے صفات

قبولیت کی اُمید رکھتا ہوں۔ پھر یہ بے انصافی یا اندھاپن نہیں تو اور کیا ہے۔

صفحہ ۱۰۱ ۲۳۲

اللہ اکبر بادشاہ عالم (اکبر) کی مہربانی کے مرتبے اور عنایت کے درجے حد بیان سے باہر ہیں۔ اور پھر مجھ ایسے کوتہ نظر مقید تنگی بشری سے تو اس مہربانی کا اظہار ناممکن ہے لہذا عقل جو حاکم ہے اُس کے حکم کی تعمیل کے لئے کہ "اگر کوئی چیز پوری ہاتھ نہ لگے تو پوری چھوڑ بھی نہیں دی جاتی ہے" (یعنی اُن کے تھوڑے ہی پر اکتفا کرتے ہیں۔ بھاگتے بھوت کی لنگوٹی بھلی) اپنے قلم عاجز رقم سے اُن کی مہربانیوں میں سے چند باتیں لکھے دیتا ہوں۔

اکبر فرمایا کرتے ہیں۔ کہ بیچارہ انسان باوجود نور خرد طبیعت کی تاریکی میں پھنس کر اپنی نجات کے راستہ کا جویا نہیں ہوتا ہے۔ باوجودیکہ اتنی ایک نعمتیں اُس کے لئے مہیا کر دی گئی ہیں۔ پھر بھی حیوانات کو مار کر اپنے سینہ کو جو حقیقۃً محرم اسرار الٰہی ہے۔ حیوانات کا قبرستان بناتا ہے۔ اور اپنے پیٹ بھرنے کے لئے اتنے ایک جانداروں کو فنا کر دیتا ہے۔

یہ بھی فرماتے ہیں۔ کاشکے میرا جسم عنصری اتنا بڑا ہوتا۔ کہ دُنیا کے ناسمجھ گوشت خوار لوگ میرے گوشت سے سیر ہو کر دوسرے جانوروں کے مار کے کھانے کی طرف نہ متوجہ ہوتے۔

اس بات پر وسعت حوصلہ مہربانی شاہ کی میں شرح کروں۔ یا اُن کے قابل عزت و رفعت ادراک بلند کا بیان کروں۔ اگر میں نوکر اور مقبول اکبر نہ ہوتا (اگر نوکرنمی بودے و مداح بادشاہ بودمے = یعنی میں نوکر نہ ہوتا۔ صرف مداح اکبر ہوتا) اور مقبول بادشاہ بھی نہ ہوتا تو چند باتیں اپنی سمجھ کے موافق کہتا تب نادانی کے گڑھے میں پھنسے ہوئے کوتہ نظر لوگوں کے طعنہ سے بچ سکتا تھا۔ استغفر اللہ میرا تو تمسک خدا سے ہے۔ اور دنیا کے بڑے آدمیوں کی رد و قبول سے دور ہو کر سرفراز معرفت ہو چکا ہوں۔ تو پھر دُنیا کے بے عصا والے اندھوں کے اعتراض کی میں کیوں پرواہ کرنے لگا۔ جس وقت اکبر دریائے چناب سے قریب شکار کے لئے گئے ہوئے تھے وہیں۔ ۱۸ محرم ۱۰۰۲ھ میں یہ لکھا گیا۔

اللہ اکبر ہے

ابوالفضل جو ہمیشہ دشمنوں کا بھی خیر خواہ ہو کر اُن سے بھی ارادۂ دوستی رکھتا ہے۔ پھر دوستوں کے ساتھ کیونکر انسانیت کی زندگی بسر نہ کرے۔ اس خوئے جمیل کی لذّت کی وجہ سے بدذاتوں کے طعنے میرے دل میں کچھ اثر نہیں کرتے ؂

اللہ بہت بڑا ہے (اکبر ہے)

ابوالفضل جس کا قیام ہمت کی سعی اور فطرت نیک کی تلاش کی وجہ سے آستانۂ صلح کل پر ہے اُن تنگ ہمت اور کم نظر دوستوں کے لئے جو آشتی ظاہر اور غمخواری دلی کو نہیں پہچانتے اور جنگ اور صلح میں تمیز نہیں کر سکتے اللہ سے مغفرت چاہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ برادران کم حوصلہ کے خیال گناہ مکاری و بداندیشی میں مجھ سے مواخذہ نہ کرے۔ اور دوستوں کے اس اعتراض سے کہ "ہمارا دوست دشمنوں کے ساتھ کیوں دوست نما ہے۔ یا یہ ابوالفضل کی دوستی ہمارے ساتھ بھی اسی قسم کی ہوگی" ہم کو دُور رکھے ؂

اللہ اکبر ابوالفضل جو اپنے نفس امارہ سے تختۂ نرد دشمنی اور دوسروں کے ساتھ شطرنج دوستی کھیلتا رہتا ہے۔ اے اللہ اُس سے تو کس بات کا خواہاں ہے کہ اُس کو اِدھر تو اپنی ذات کا دشمن بنا دیا اور اُدھر کسی نہ کسی طرح سے دنیا بھر کو میری گھات میں لگا رکھا ہے ؂

اللہ اکبر نادان مُصیبت پر صبر اور دانا شکر کیا کرتا ہے۔ صبر جو مصیبت کی پیشانی کا داغ اور اللہ کی ناخوشنودی کا باعث ہے دنیا کے پیشواؤں کے ایک گروہ نے اسے اچھا سمجھا ہے حالانکہ پست ہمتی کی وجہ سے سے اعلیٰ درجہ کی غلطی ہے (مُصیبت پر شکر چاہیئے)۔

اللہ اکبر اے اللہ وہ مرغوب حکمت عطا فرما کہ جس کی وجہ سے نافہموں پر اپنی فضیلت نہ جتاؤں ورنہ بیدانشی کے گوشۂ گمنامی ہی میں مجھے خوش رکھ کیونکہ ایسی دانش سے تو بیدانشی ہی اچھی ہے ؂

اللہ اکبر اس امر کو مَیں اپنی بے انصافی کہوں یا اندھا پن سمجھوں۔ کہ خلاف مشیت وتقدیر الٰہی تمنا کیا کرتا ہوں۔ جس کا حاصل ہونا محال ہے اور پھر بھی اللہ تعالیٰ سے اُس کی

ہے۔ یوں لازمی معنے مکاری کے ہیں۔ **اجابت** قبول کرنا۔ **واجب متعال** ذات بلند برو شئے بطورے۔ واجب الوجود اسے خدا۔ **دشمن خود** اسے دشمن نفس امارہ۔ **شطرنج** اس کے مُہرے چھ رنگ کے ہوتے ہیں اس لئے یہ نام ہُوا۔ کوئی صقصہ کو اور کوئی الوذر جمہر کو اور کوئی مندودری کو شطرنج کا موجد بتاتا ہے۔ **جہانے** یک عالم را۔ **کمیں** گھات۔ **کارخانہ انتظام** مراد دنیا۔ **کنج خمول** گوشہ گمنامی۔ **خرسند** قانع۔

نوٹ۔ اِس طرز پر شرح لکھنے میں۔ سولہ صفحوں کی شرح میں چالیس صفحات پر آئی جس کو نسبت تقریبًا تگنی کی ہوتی ہے۔ اگر اس روش کو باقی رکھا جائے تو یہ شرح کتاب کی تگنی ہو گی۔ وقت بھی زیادہ صرف ہو گا۔ اور کتاب کی قیمت بھی بڑھ جائے گی۔ لہٰذا صاحب فرمائش کی رائے پر عمل کر کے اب آیندہ سے صرف ترجمہ پر اکتفا کرتا ہوں +

ترجمہ

اے نفس اگر اس ارادہ میں تجھے درستی و ہدایت حاصل ہے تو اپنے معاملہ میں ذرا ہمت سے کام لے۔ اور مردوں کی طرح قدم اُٹھا کیونکہ اگر بالفرض تو اپنے مقصود وصول الی اللہ پر کامیاب نہ ہو گا۔ خیر اتنا تو ہو گا کہ ہمت والوں کی طرح راہ خداجوئی میں تیری سعی تو ہو گی۔ ماہ مرداد اکبری سنہ ۳۳ جلوس اکبری میں مقام لاہور میں لکھا گیا +

اللہ بہت بڑا ہے بھائی (اکبر اللہ ہے)

تواضع و آشتی اِس کا نام ہے کہ ہنس مکھ اور خندہ پیشانی ہونے کے ساتھ امر حق ہاتھ سے نہ جانے پائے۔ مداہنہ (ڈھیل اور فروگذاشت) اس کا نام ہے۔ کہ میلان و رغبت کے ساتھ امر حق پوشیدگی کے پردہ میں رہ جائے۔ یا کوئی باطل بات جلوہ گاہ ظہور میں آئے۔ اس بات پر شکر خدا کرتا ہوں کہ کلیات امور میں خیانت و نفاق کے راستہ پر میں نہیں چلا ہوں۔ یہ شکر اتنا کثیر ہے جو پیمانہ آسمان میں بھی نہیں سما سکتا اور جو بعضے امور جزئی میں مجھ سے ڈھیل ہو گئی ہے۔ اِس کا غم زمین کے قالب میں نہیں سما سکتا +

بات مجھ سے چاہے تو میں اُس کے کہنے کو نہیں مانتا حالانکہ وہ میرا معشوق ہے اور مجھ سے بے نیاز۔ پھر میں اس کا عاشق اور نیازمند ہو کر اُس سے نا مزا کے پورے کرنے کی طمع کیونکر رکھ سکتا ہوں +

مکتوبات شیخ شرف الدین منیری کا انتخاب منتخب یا منتخب صفت مکتوبات

اُس پیاسے آبِ حیات معرفت کے پتہ پائے ہوئے یعنی شرف الدین منیری کے مکتوبات صدی سے (کہ اُس آبِ حیات کی تلاش مشتاق بنا دیتی ہے اور اُس کا پی لینا مشتاق تر کر دیتا ہے) چند باتیں کہ جو دل بوالہوس اور نفس مکار کو بھی معلوم ہوئیں اِس ارادہ سے کہ زمانہ عزلت میں توشہ کا کام دیں گی نقل کیے لیتا ہوں +

صفحہ (۱۶)

طویّت ضمیر و نیت۔ سداد درستی۔
مداہنت خیانت و نفاق و دروغ (محافظت) میلان۔
کیل پیمانہ۔ دشمن دوشمان یعنی دو صند ہے
مسالت نمودن چاہنا۔ مانگنا۔
مواسا غمخواری بدل۔ مکیدت بداندیشی۔
گنجشک حوصلہ کم ہمت۔ مگیر او مواخذہ نکنند
حرف بات کلام۔ دوست مراد ابوالفضل۔
نرد علاوہ شطرنج کے ایک کھیل ہے۔ جس کے مہروں کی چال موافق نقوش کعبتین چلتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ لیلاج اس کا موجد ہے۔
نارضائی بہتر ہے کہ نارضامندی پڑھا جائے
پایان انتہا۔ نہایت۔

خواہش محال خلاف تقدیر الٰہی کسی شے کی تمنا کرنا۔
چشم امید۔ بیمار انشان نافہمان۔
ہماناً بالضرور۔ بالتحقیق۔
رشاد بفتح راہ راست پر ہونا۔
رسی صحیح نرمی۔ مدارا تواضع و آشتی۔
کتمان چھپانا۔ منصّہ حجلہ عروس۔
بدگوہر بد فطرت۔ آمرزش مغفرت۔
گریزت مکاری اصل میں گرگ و بزا اور تائے مصدری سے مرکب ہے۔ گرگ بکری کے گلہ میں داخل ہو کر اپنے آپ کو پہلے مانوس بناتا ہے تاکہ خوف سے اُن کا خون خشک نہ ہو جائے پھر ایک فربہ بکری کو لے بھاگتا

ع میں اِس لفظ کو نہ سمجھا اس لیے کہ یہ مکتوبات ۷۸۲ھ سے پہلے کی تصنیف ہیں کیونکہ شرف الدین احمد منیری کا سن مذکور میں انتقال ہوا ہے۔ ابوالفضل کے زمانہ تک دو سو سال ہوتے ہیں۔ اگر وہ صدی ہو تو صفت مطابق واقع ہو سکتی ہے ۱۲

اعتباری سے رنجور اُس کا جنون ذاتی شوریدگی فطری (یا بیماری) کے ساتھ. پھر سیر کلام پر اُسے لے آیا۔ (یعنی مائل سخن اُسے کیا) کبھی بحیلہ غذائے روحانی پاکیزہ کلام کو لکھتا ہے۔ اور کبھی دوسرے برادران انسانی کی مہمانی کے لئے کاملین کا پس خوردہ اکٹھا کرتا ہے۔ اور کبھی طبیعت اور نفس کے سزا دلوں کے شر کے دور کرنے کے لئے کہ زندگانی کے بھائی یہی ہیں اوراق کے سیاہ کرنے میں کوشش کیا کرتا ہے۔ یعنی اس قسم کی تحریرات سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ نفس کے شر سے بچوں۔ اے اللہ چشم بصیرت اور بینائی بڑھانے والا ئرمہ عطا فرما (کیونکہ شرمندہ سختی دنیا ہوں) تاکہ گفتگو سے جو ایک وحشت آباد ہے۔ سیر گاہ خموشی میں پہنچکر دیکھنے والا جمال حقیقی کا ہو سکوں۔ اللہ کافی ہے اور اس کے بعد ہوس ہی ہوس ہے ابتدا میں سن چالیس الہی کے یہ دو کلمے لکھے گئے ۔

اللہ بہت بڑا ہے

اے نفس جنگ جو اگر تیرے خیال میں انصاف پر عمل کرنے کا ارادہ ہے تو اپنے ادراک کے موافق اپنے لئے لباس کہنہ معاملہ سی۔ اور بنی آدم کے لئے جو حقیقی بھائی ہیں۔ اپنے عمل کے مطابق نفع یا نقصان کا خلعت تیار کر (یعنی جب تو اُن سے بھلائی نہیں کرتا ہے۔ تو پھر اُن سے کیوں بھلائی کی اُمید رکھتا ہے) اور اگر اپنی سرکشی کی وجہ سے جو تیری فطرت میں ودیعت رکھی گئی ہے۔ میری اس بات کو نہیں سمجھتا ہے تو پھر اپنی بیماری کا علاج دوسرو کی بیماری کے دور ہونے سے کیوں چاہتا ہے۔ اور اپنے زخم کے مرہم کو دنیا کے بیماروں کی دوا کیوں بتاتا ہے (پہلے اپنا تو علاج کر دوسروں کی تجھے کیا پڑی ہے۔ خود را فضیحت و دیگراں را نصیحت ۔

اللہ بہت بڑا ہے

میرا نفس حق گو ہے جو دوست اور دشمن میں امتیاز نہیں کرتا ہے اور آشنا اور ناآشنا میں فرق نہیں کرتا ہے یعنی سب سے ساتھ یکساں برتاؤ صداقت اور نصیحت کا کرتا ہے وہ دشمنوں کے راضی ہونے سے خوش اور دوستوں کے ناراض ہو جانے سے غمگین کب ہوگا (وہ بات حق کہے گا۔ چاہے کوئی خوش ہو یا ناخوش) میرا معشوق نفس حق گو اگر کوئی ناسزاوار

حاصل کئے ہوئے تجربوں کو اجمالاً کتاب کلیلہ و دمنہ میں لکھ دیا گیا ہے۔ پھر ہمارے زمانوں کے من چلوں سے کیا امید ہو سکتی ہے۔ (جب اُس گذشتہ بہتر زمانہ میں اچھے نہ تھے۔ اور ہر قسم کی برائیاں اُن سے سرزد ہوتی تھیں) لہٰذا جتنا جلد ممکن ہو کامل کوشش کے ساتھ اسباب تعلقات دنیوی کی دلدل سے اپنے آپ کو نکال لو۔ زمانہ کا فرق اور اختلاف جس کا ذکر مَیں نے تمہارے سامنے کیا اور اُس کو صحیح قرار دے کے مَیں تم سے کچھ کہہ رہا ہوں۔ محض اس بنا پر ہے کہ تم عادت کے پابند ہو۔ ورنہ مزاج اس زمانہ بے ثبات کا ابتدائے پیدائش سے اِس وقت تک (جس زمانہ کی نہ ابتدا معلوم ہے اور نہ انتہا ظاہر ہے) نیکی اور بدی اور پستی و بلندی میں ہمیشہ یکساں رہا ہے۔ یعنی اچھے اور بُرے ہر زمانہ میں تھے۔ یہ بڑے افسوس کے لائق بات ہو گی کہ اشتغال دنیائے ناپائدار کے لئے (کہ جس کا وجود اس وجود غیر حقیقی کی طرح ہے جو کسی بھینگے کو دکھائی دیتا ہے) خلاصۂ حیات کو ترتیب اسباب لاحاصل میں صرف کیا جائے۔ اور یہ بھی افسوس کے قابل امر ہو گا۔ کہ جو باتیں تم حکمت و معرفت کی کرتے ہو اور تمہارا یہ نفس مکار کبھی کبھی صرف ایسی باتوں سے تم کو دھوکا دے دیتا ہے کہ تم حکیم و عارف ہو۔ اگر تم اُس کے دھوکے میں آجاؤ۔ کیونکہ یہ راہ حکمت و معرفت تو بہت طولانی۔ باریک اور خطرناک ہے۔ اس راستہ میں تو راہنما بھی بھٹک گئے ہیں۔ اور پہلے ہی قدم میں غرق ہو گئے ہیں۔ علم اگر آمیزش چرک ریا سے پاک ہو کر افعال درست کے ساتھ آراستہ نہ ہو۔ تو تمہیں دیکھو کہ کتنی بڑی خرابی کا سبب ہے۔ اس لئے

مولوی روم کہتے ہیں ؎

جس کسی کی عقل میں نقصان ہے   کام اُسی کا کچھ نہ کچھ آسان ہے

کیونکہ نقصان عقل کے ہوتے ہوئے عذاب ملامت سے ایسا شخص بری ہے۔ اس لئے کہ بیوقوف سے کوئی عاقل مواخذہ نہیں کرتا۔ ماشاء اللہ ایک چشم زدن میں خدا پر میں تو اعتراض کرتا ہوں۔ ممکن سے نسبت میں واجب کے سوائے رضامندی اور خوشنودی کچھ اور ظہور میں آئے تو یہ علامت بدبختی کی ہے۔ یہ عجیب تماشا ہے کہ میں ہی قابل عتاب ہوں اور میں ہی اپنے پر عتاب کرتا ہوں۔ یعنی میں خود اپنے آپ کو ملامت کر رہا ہوں۔ بیمار بھی خود ہی ہوں اور معالج بھی خود ہی۔ (حالانکہ مقولہ مشہور ہے رای العلیل علیل) ایسا مُسہل کہاں سے ہاتھ آئے جو ظاہری فہم و دانش کے اخلاط فاسدہ کو دل کے معدہ

بلیں سے
دیوانہ باش تا غم تو دیگراں خورند
دور بینان خرد عقلا و حکما۔
فاضلہ برتر و بزرگ۔ محصول حاصل شدہ
الہامی تمامینا می نویسند۔
ہرچہ تمامتر کامل۔ خلاب کیچڑ۔
تفاوت و تباین ہر دو بمعنی فرق و جدائی۔
تکیہ کردن اعتماد کرنا۔
حیف افسوس۔ آلائش آلودگی۔
مراد انہماک و اشتغال۔
انتظام درستی و ترتیب۔ نخوری صحیح بخوری۔
ذو فنون مکار۔ بازیت میدہد ترا
فریب می دہد۔
فرو رفتن غرق ہو جانا۔ دھنس جانا۔
دُکُس چرک میل۔ شوائب جمع شائبہ۔
آمیزشہا۔ حیرانی صحیح خرابی
نکال بفتح عقوبت و عذاب۔
نکال معنوی مراد نقصان عقل۔
وبال ناگوارائی و دشواری۔
وبال ظاہری مراد ملامت کیونکہ نادان
سے کوئی مواخذہ نہیں کرتا۔
درگاہ وجوب مراد حق تعالیٰ

مُسہل دست لانے والی دوا۔
رسمی ظاہری۔ نابالغ غیر کامل۔
اتصال حقیقی وصول الی اللہ۔
ہرزہ گرد واہی تباہی پھرنے والا۔
مالیخولیا قسمے از جنون (انگریزی ملنکلی)
واو بہر دو دال مہملہ برادر بزرگ۔
نہاد ذات۔ خانوادہ خاندان۔
مردمی انسانیت۔ مروّت۔ جوانمردی۔
سائر کل۔ مناسبات مراد اقتضائے حال۔
سُبحان اللہ کلمہ استعجاب و تعظیم۔
نگاہ کردن طرفۃ العین۔ چشم زدن۔
معاتب بکسر چہارم عتاب کرنے والا۔
اسم فاعل و ثانی بفتح چہارم اسم مفعول۔
عتاب کردہ شدہ
فنائے کلی خودی و خود بینی سے دُور
ہوکر فنافی اللہ ہو جانا۔
ایں طائفہ مراد گروہ صوفیہ۔
خیالات خام پختن اُلٹا سیدھا خیال پیدا کرنا
ایں سرائے وحشت آباد بے آدمی مراد دنیا
جو نفرت کے قابل ہے اور جس میں کوئی انسان نہیں
قوت جان غذائے روح۔ مراد کلمات حکمت و معرفت آمیز۔
نفس ناطقہ قوتے مدرک کلیات و جزئیات۔

ترجمہ

گذشتہ زمانہ کے برادران انسانی کے معلومات اور مشاہدات کی نسبت (کہ ہمارے زمانہ کے عقلا کے گمان میں وہ زمانہ بہترین زمانہ تھا) تمہیں معلوم ہے کہ اُن کے کل

پیچ ڈالنا ہے۔ یا اپنے اطمینان کے گریبان کو بے انصافی کے ہاتھ سے چاک کرنا ہے۔ یعنی اطمینان و بے انصافی کو دست و گریبان کر دینا ہے۔ نہ جان کر گفتگو کرنا بیہودہ کاری ہے۔ اور کسی چیز کو بغیر پائے ہوئے بیان کرنا دلیل بیخبری و نادانی ہے۔ خموشی میں اظہار فقر و کمال دوکانداری ہے۔ اے جویاے راہ حقیقت کسی قابل و واقف کو بتانے کی ضرورت نہیں کہ اُس کے سامنے رموز معرفت بیان کئے جائیں۔ اور ناقابل سے اس معرفت کی بات کی ہی کیوں جائے اور نامحرم کو خلوت سرائے الہی میں کیوں پُہنچایا جائے۔ اس بات کو خوب دل سے پہچان لے کہ اگر تجھے کچھ شناسائی معرفت سے اور آگاہی حقیقت سے ہوئی ہے یعنی اس دریاے بے پایان کا ایک قطرہ اور اس بیابان کا ایک ذرہ تیرے ہاتھ لگ گیا ہے اور تو دربانی کا منصب پا گیا ہے تو دربان کی طرح اُس کی حفاظت بھی کر ورنہ اپنی حد سے باہر نہ جا اور بیہودہ شور نہ مچا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تیرا یہ دل آزار شور بارگاہ سُلطان تک پہنچے اور اُس کی ناراضی کا باعث ہو۔ انیس صفر سن یک ہزار میں لکھا گیا +

اللہ بہت بڑا ہے

اے ابوالفضل باوجود بینائی پھر کیوں اندھے بنتے ہو۔ اور دانا ہو کر کیوں نادانی کو پسند کرتے ہو +

صفحہ (۱۴)

دید و دریافت بصیرت و ادراک۔
کلیلہ و دمنہ جس کا ترجمہ فارسی مترجمہ ملاحسین واعظ کاشفی الموسوم بہ انوار سہیلی رائج ہے۔
تجارب جمع تجربہ آزمودہ۔ اس کے بعد لفظ **شان** بڑھالو جس کا مرجع اخوان ازمنہ سابقہ۔ ہے۔
عنفوان مراد آغاز و ابتدا۔

بے ثبات ناپائیدار مراد دُنیا۔
احول دو بین۔ بھینگا۔ **نمائش** نمود۔
حرف بلند دریافت ارجمند مراد حکمت و معرفت۔
بے گم کردن بھٹک جانا۔ گمراہ ہو جانا۔
فہمید نی مراد علم۔ **کردار** عمل۔
ہر کرا ور عقل و دانائی سے تو ابلہی بہتر ہے حدیث میں ہے۔ اہل الجنۃ بلہٗ۔ سعدی کہتے

مخدرات پردہ نشین ۔ کمر بستہ مستعد و آمادہ ۔ پاسبانی حفاظت
قدسی پاک ۔ آستان بارگاہ ۔ خاقان مرادخدا
درمیان آوردن ظاہر کرنا ۔ بیان کرنا دیدہ وری بینائی ۔ بصارت ۔

ترجمہ

کنیز دُنیا وہ بدبخت ہے کہ باوجود اقسام بدی و بدافعالی کہ جس کا ذکر اوپر ہو چکا کلیتہً راہ راست اور درستی کار سے ہٹا کر نفع حاصل کرنے اور ضرر دُور کرنے میں مراتب شادی اور مدارج غم میں مکاری کے پشتوں کو طے کر کے آمادۂ فریب وریا ہے ۔ مہر کے مہینہ میں سن چھتیس[۳۶] جلوس اکبری میں دل سے نکل کر زبان قلم پر آیا ۔

فائدہ

ایسے داناؤں میں کہ جن کی دانائی کو دیکھ کے ہوش اُڑتے ہیں پوشیدہ نہ رہے کہ مقصد اعلیٰ اور مطلب والا دریافت کرنا ذات و صفات الٰہی کا ہے (بزرگ ہے شان اُسکی) اور اس گوہر معرفت کے جویا دو گروہ ہیں ۔ ایک گروہ تو مکاشفہ اور مشاہدہ سے دریافت معرفت کے دامن کو اپنی ہمت کے ہاتھ سے پکڑتے ہیں ۔ اور دوسرا گروہ دلیل اور برہان کے عمدہ وسیلہ سے اس مقصد باعزت کی بارگاہ بلند پر چڑھ کے کامیاب حکمت ودانائی ہوتے ہیں ۔ فرقۂ اوّل کی دو صنفیں ہیں ۔ ایک تو وہ جو باوجود کشف نبیؑ پر ایمان رکھتے ہیں ۔ ان کو صوفی کہتے ہیں ۔ اور اگر نبیؑ کے قائل نہ ہوں تو حکمائے اشراقیین کہلاتے ہیں ۔ اور دوسرا گروہ یعنی جو دلیل و برہان سے تمسک کرتے ہوئے کسی نبی کے بھی معتقد ہوں تو ان کا نام متکلمین ہے ۔ ورنہ حکمائے مشائین ان کا نام ہے ۔ یہ جو میں نے لکھا یہ خلاصہ سید شریف جرجانی کا ہے ۔ جس کو انہوں نے حاشیہ کتاب مطالع میں محققین قدما کے اقوال سے نقل فرمایا ہے ۔ اے اللہ جو تیرا پسندیدہ ہے اُس کی طرف ہدایت فرما ۔ نوشتہ ابوالفضل بن مُبارک خدا اُن دونوں کو معاف کرے ۔

اللہ بہت بڑا ہے پیارو

خود ہدایت یافتہ نہ ہو کر دوسروں کو ہدایت کرنا بصارت کو نابینائی کے ہاتھ

گرپوہ بکسر تین پشتہ۔
مہلک جائے ہلاکت۔
خادعیت مکر۔ فریب۔
مستبصر دیدہ ور۔ حکیم۔ صاحب بصیرت دانا۔
ہوش ربا صفت مستبصر ایسے دانا جن کی دانائی دیکھ کر لوگوں کے ہوش اڑ جاتے ہیں۔
اقصیٰ دور تر۔
اسنیٰ بالقصر بلند تر۔ وبالا تر۔ روشن تر۔
ایں گوہر بے بہا مراد معرفت ذات و صفات الٰہی۔
کشف کبھی اس کا اطلاق امانتہ بالفہم پر اور کبھی تحقیق زیادہ حال پر اور تحقیق اشارہ پر ہوتا ہے۔
دلیل وہ حجت جو مفید ظن ہو۔
برہان وہ حجت جو مفید علم ہو۔
سُدہ آستانہ۔
ارجمند باعزت۔ چہ ارج بمعنی عزت و مند کلمہ اتصاف ہے۔
گرویدن مائل شدن۔ نبی خبر دہندہ۔
بوجود نبی گرویدہ اند نبی پر ایمان لائے ہیں۔
طبقہ اُخریٰ جو ادلہ سے کام لیتے ہیں۔
متکلمین علم کلام کے جاننے والے۔ یہ لوگ نبی کو مان کر کسی مسئلہ میں دلیل برہان سے کام لیتے ہیں۔
سیّد علامہ سیّد شریف۔
جرجان معرب گرگان علامہ مذکور گرگان کے رہنے والے تھے۔
مہتدی ہدایت یاب۔
دست و گریبان اُلجھنا جھگڑا کرنا۔
بخموشی حرف سرا شدن بات نہ کرکے لوگوں پر اپنے کمال کا اظہار کرنا۔ جیسا کہ بعض فقرائے ریاکار کیا کرتے ہیں۔
مخدرات قدسی کنایہ از رموز معرفت۔
دربانی حفاظت ور۔ حاجبی۔
نوحہ دل آزار سے مراد اظہار رموز معرفت الٰہی نابینائی۔
مشائین اصحاب ارسطو۔ چونکہ یہ لوگ کسی حقیقت کے معلوم کرنے میں دلائل کے لئے نفس کو حرکت فکری میں رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کو مشائین یعنی چلنے والے کہتے ہیں۔
مطالع منطق کی ایک کتاب ہے۔
راہ ہدایت شناختن دوسروں کی ہدایت کرنا۔
آرمیدگی اطمینان۔
مُستعد قابلیت رکھنے والا۔
مقدمات معنوی اُصول ابتدائی رموز معرفت۔

واندوہ نہیں ہوتا ہے۔ ابن الدنیا وہ عقل بیٹا۔ دل کا اندھا ہے جو اس دنیا ے کہنہ و ناچیز اور نادان کو بلند مرتبہ اور دانا کو ذلیل کرنے والے کی موافقت سے شادی وغم کا زیان رسیدہ ہو۔ حالانکہ ان لذائذ دنیا کے حاصل ہونے پر بھی اُس کی شادی کے حوصلہ کا پیٹ بھرتا نہیں۔ اور نہ اُس کی خواہشات کا نفس آرام پاتا ہے۔ یعنی دُنیا کی خوبیاں حاصل ہونے پر بھی ہوس کم نہیں ہوتی۔ اور نہ اس معدوم وجود دنیا کے ہاتھ نہ آنے سے اُس کے روزگار کا معارہ ماتم پر ہوتا ہے۔ اور نہ خواہش کا پاؤں لنگڑا ہوتا ہے۔ یعنی دنیا کے حاصل ہونے پر اُس سے وہ بیٹھے اور پھر اس کی طلب نہ کرے۔ اُس سے یہ بھی نہیں ہوتا۔ اور بندۂ دنیا وہ کمبخت ہے کہ باوجود پہلے رنج اُٹھانے کے پھر بھی اس دنیا کے مقاصد لایعنی کے حاصل کرتے وقت کہ جس کو داناؤں اور فقیروں نے چھوڑ رکھا ہے۔ یہ شخص شاہراہ راستی و درستی سے منحرف ہو جاتا ہے۔ یا اس ظالم مکار کے مکروہات کے دور کرنے میں راہ شریعت سے ہٹ کر اپنی نجات کے لئے مکر و حیلہ سے تمسک کرتا ہے ؀

صفحہ (۳۱)

اَمَۃ کنیز۔ لونڈی۔ فنون اقسام

سُوری شادی و سرور در آخر یائے نسبت

گرگُ بزُت اصلاً یہ لفظ فارسی ہے گرگ بزی گرگ۔ بھیڑیا۔ بزُ بکری۔ اور یائے مصدری سے مرکب ہے۔ بھیڑیا بکریوں کے گلہ میں ملکر پہلے اُن کے خوف کو دور کرتا ہے تاکہ اُن کا خون خوف سے خشک نہ ہو جائے۔ پھر کسی ایک کو دبا بیٹھتا ہے۔ اس لئے اس کے معنے مکاری کے ہیں۔ اہل عرب نے اپنے قواعد کے موافق تائے مصدری ملا کے گر بزی سے جزُ بزت بنا۔ ایرانیوں نے اُس کو گربزت کرلیا۔ گربزی مخفف و مبدل گرگ بزی کا ہے۔

شہود کبھی اس کا اطلاق رویتہ اشیاء پر بدلائل توحید۔ اور کبھی رویتہ حق و اشیاء پر اور کبھی حقیقۃ الیقین من غیر شک پر ہوتا ہے۔

علیاء باعلیٰ بلند تر مونث اعلیٰ۔

فرقہ اولیٰ سے مراد وہ لوگ ہیں جو کشف و شہود کے ذریعہ سے کسی چیز کی حقیقت معلوم کرتے ہیں۔

اشراقیہ اصحاب افلاطون جو حقیقت اشیا نور قلب سے معلوم کرتے ہیں۔ بلاکسی دلیل کے۔

سمت بکسر اول و فتح میم از وسم نشان و داغ۔

جلب ماائم حصول نفع۔

ترجمہ

خیر سگال نیک افعال وہی شخص ہو سکتا ہے۔ کہ جو اللہ کی رحمت عام کو کسی گروہ سے مخصوص نہ مان کر (جیسا کہ ہر مذہب کا آدمی سمجھا کرتا ہے) اپنے آپ کو آلودگی خواہش نفس سے پاک رکھ کے اور تسلیم و رضا کی مسند پر بیٹھ کے اپنے تمام امور کو خدا کے حوالہ کر دے۔ اور اس سے پست مرتبہ والا وہ خوش نصیب ہو سکتا ہے۔ جو دوست و دشمن اور اپنے اور بیگانے سب کے ساتھ دوستانہ سلوک کرے۔ اور اس سے گھٹ کے وہ بلند اقبال ہو سکتا ہے۔ کہ اگر سیر گاہ محبت میں نہیں پہنچ سکتا ہے۔ تو رہنمائی بخت خدا داد سے مرتبۂ عزت رضا پر پہونچ کے دل کشادہ پیشانی کے ساتھ خوشنودی خدا ہی کو اپنی خوشنودی سمجھے۔ اور اس سے پست مرتبہ وہ نیک ذات ہو سکتا ہے۔ کہ اگرچہ مرحمت عام ایزدی کو اس نے کسی گروہ سے مخصوص سمجھا ہو لیکن رد اور طعنہ زنی مخالف سے مطمئن ہو کر صلح کل پر عامل ہو۔ اور اس سے کمتر وہ سعادت مند صاف باطن ہو سکتا ہے۔ کہ اگرچہ وہ دولت سرائے محبت کل اور سیر گاہ رضائے کل اور دار الامن صلح کل میں نہ پہنچا ہو۔ مگر اس طریقہ پر جسے دوسرے پیشوایوں نے از راہ نقصان عقل یا تقلید کامل نکالا ہے مکرر یا کو دخل دیئے بغیر اس روش کے اچھے کو بجا لائے۔ اور برے سے بچے۔ اور ان چار[ع] بزرگ گروہوں کے طبقے اس انسان کے درجوں کی طرح کہ جس کا مرتبہ ان سے پست ہے پایۂ شمار سے باہر اور احاطۂ بیان سے بڑھ کر ہیں ؛

"اللہ بہت بڑا ہے پیارو"

بڑا دنیا دار وہ پست فطرت نابینا ہے کہ جو اس بدشکل اور بڈھی ڈھڈو دنیا کو عروس زیبا سمجھے۔ لیکن پھر بھی چونکہ اس کے دماغ جان میں کچھ خوشبو ہمت کی پہنچ گئی ہے۔ اس لئے اس دنیا کے حاصل ہونے سے جو نامردوں کو فریب میں پھانسنے والی ہے۔ اطمینان اور آرام و سکون قلب سے نہ ہٹ کر خورسند و شادمان نہیں ہوتا ہے۔ اور اس دنیا سے بیوفا کے ہاتھ سے چلے جانے پر جو دوست کی قاتل اور دشمن پر نوازش کرنے والی ہے۔ پامال غم

[ع] اگرچہ شیخ نے عبارت میں پانچ طبقے بیان فرمائے مگر یہاں چار ہی کہتے ہیں۔ اگر مراتب محبت کل و رضائے کل و صلح کل مراد لیں تو یہ تین ہی ہیں۔ ممکن ہے چار کی جگہ پنج ہو ۱۲ از شارح ؛

٢٦ ربیع الاوّل ٩٩٩ھ میں شہر لاہور میں اسے لکھا۔

صفحہ (١٢)

مخصوص طائفہ ہر مذہب کا فرد غفران خدا رحمت الٰہی کو مخصوص اپنے مذہب والوں سے سمجھتا ہے۔

اجتناب پرہیز از نواہی۔

احصاء شمار کردن۔

بار روے بدصورت۔ **عجوز** پیرزال۔

مشام دماغ **نسیم** بو۔ ہوا۔

اقبال پیش آمدن۔ سامنے آنا۔

این نامرد فریب دنیا جو نامردوں کو دھوکا دینے والی ہے۔

راہ بار پیچھے ہٹ جانا۔ پیٹھ موڑنا۔ ضد اقبال۔

بے یار دانش دانش جس کی یار و مددگار نہ ہو۔

تفویض کل تمام امور کو خدا کے سپرد کر دینا۔

قلاوزی رہنمونی۔ (ترکی)۔

امتثال بجا آوردن اوامر۔

ظلوم جہول بڑا ظالم اور نادان مراد انسان۔

اکمہ مادر زاد اندھا۔ سورداس۔

شناسید صحیح شناسد۔

ہمت کبھی اس کا اطلاق ترک تمنائے دلی پر اور کبھی صدق اولیٰ مرید پر اور کبھی ان تمام ہمتوں پر ہوتا ہے۔ جو صفائے الہام [illegible] ہوتی ہے۔

این بیوفائے دوست کش دشمن نواز مراد دنیا۔

فرتوت بوڑھا پھپھس مراد دنیا۔

بے حقیقت ناچیز۔ فرومایہ۔ معدوم۔

دانا افگن عقلمندان کو پست اور ذلیل کرنے والی۔

لذات این شراب فنا مراد لذات دنیا۔

تیر گیہاے سابق رنجہاے زمانہ سابق۔

میان تہی پوچ ولایعنی۔

مردود رد کیا ہوا۔ نامقبول۔

مزور پُرزور۔ مکار۔ **انتماء** بچیزے نسبت یافتن۔

طریق مراد راہ راست راہ شریعت۔

نادان پرور نادانوں کو بلند مرتبہ بنانے والی۔

خسران زدہ زیان رسیدہ۔

فنا انتما فنا پذیر۔ قابل زوال۔

بافراہم آوردگی باوجود مجتمع ہونے۔

نشا صورت عالم ظاہر۔ دنیا۔

انحراف ورزیدن ہٹ جانا۔

جادہ راہ بزرگ و شارع عام۔ ایرانی بتخفیف دال استعمال کرتے ہیں۔

چلتے ہیں ایسی حالت میں کس لئے بدکار کو اس عبادت میں اُن کی خلل ڈالا جائے - بیشک جو بیمارِ مرضِ عدمِ امتیاز ہو وہ اس سے زیادہ کیا کر سکتا ہے - اے میرے نفس اپنی پست ہمتی یا حماقت سے (باوجودیکہ تو بدذاتان مکارین سے ہے) تیرے قول وفعل سے میرا یہ گمان ہے کہ تو آیندہ اچھا ہو سکتا ہے اس لئے تجھ سے میں یہ پند آمیز اور آشتی کی باتیں کرتا ہوں - ورنہ کسی بُرے کو بُرا سمجھنا اور اُس سے برسرِ پیکار ہونا اگر درویشی سے دور ہے - تو معاملہ فہمی سے تو بعید نہیں - کاش میرا دشمن یعنی نفس یہ سمجھ لیتا کہ میں اُس سے کیونکر مطمئن ہو گیا ہوں (یعنی بد کو بد سمجھ کے اُس سے کنارہ کش ہوں) تو بالضرور اپنی مصاحبت پُر فریب سے باز آکر اور ظاہر و باطن اُس کا یک رنگ ہو کر وہ بھی راحت و آسایش میں ہو جاتا اور پھر مجھے کبھی فریب نہ دیتا - اور کاشکے میری خیر اندیشی کو جو میں دشمن (نفس) کے حق میں کیا کرتا ہوں یا میری راست بازی کو کہ جس میں خیانت و نفاق کو ذرہ بھی دخل نہیں - یہ میرا نفس جو دوست طفل مشرب اور حقیقت نا فہم ہے جان لیتا تو فی الفور میری دوستی سے رنجیدہ نہ ہوتا - دیکھنا چاہیئے کہ میں کب اپنی اس زن بدکار کی ناپاکی بیان سے کہ معاملہ کے نہ سمجھنے والے لوگ اُسے نفس ناطقہ اور دانش کے میدان میں تیز چلنے والے یعنی فقرا اسے نفس امارہ کہتے ہیں - پاک ہو کر امن خوشی کی طرف مائل ہوتا ہوں ۔

صفحہ (۱۱)

عبد خواہش بندہ شہوت مراد ابوالفضل -
دشمن عالمیان عالم والوں کا دشمن مراد نفس یا شیطان -
عظمی و کبریٰ بمعنی بزرگ -
کثرت آباد دُنیا -
جہانیاں اہل عالم -
جہان دشمنی ایک عالم دشمنی کا یعنی بہت بڑی دشمنی - دوسری یائے تحتانی توصیفی ہے -

دوستدار جہانیاں مراد ابوالفضل -
دو ضد اجتماع ضدین محال مانتے ہیں -
گرانی رنج -
دشمنی دشمن عالمیاں شیطان یا نفس اہل جہان کا دشمن جان ہے - جو شیطان یا نفس کا دشمن ہو وہ اہل جہان کا دوست ہوگا - کیونکہ مسلم ہے کہ دشمن کا دشمن دوست اور دشمن کا دوست دشمن ہوتا ہے -
این علفت خواراں مراد از نادانان دنیا -

حیض کنایہ از پلیدی۔ گفت بیان وکلام۔
تیز روان عرصہ دانش کنایہ از فقرا۔
مامن جائے امن۔

...ن معنوں کے ساتھ صاحب منتخب عربی نہیں
...نا تے۔ مگر لغت منجد میں اس کے دخیل ہونے
...ی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا۔

(نوٹ) چونکہ حل لغات میں بعض جمل مشکلہ کی توضیح کر دیتا ہوں۔ لہذا اگر بیان معنی میں صرف ترجمہ پر اکتفا ہو جائے تو اُس کے مفہوم کو فرہنگ میں دیکھنا چاہیئے ٭

ترجمہ

اور اُس درگاہ معرفت کے بزرگ ہیں (جو دونوں عالم کی پیشوائی کے لئے برترین اسباب وسائل میں سے ہے) اس قدر ادراک ہو کہ مراتب خوف ورجا۔ وبسط وقبض سے گذر کر کوئی خوشی یا غم اُس کی خاطر پاک میں جگہ نہ پاتا ہو۔ میرا ارادہ تھا۔ کہ اُن چند مقامات بلند تر پر جو میں پہنچا ہوں جب اُن کا ذکر کروں تو اپنے معلومات کو زیب قلم جواہر رقم کروں۔ لیکن کیا کروں میری دانش جو جہان کی یار اور فطرت پر آشکار ہے۔ اُس کے لکھنے کی اجازت نہیں دیتی ہے۔ میرے دل شوریدۂ فقر وفنا میں یہ بات آتی ہے کہ رجائی بزم عشرت حق تعالیٰ ہم نشینوں کے لئے ایک سایہ بلند پایہ ہے۔ اور خوفی ملازمان درگاہ سلطنت کبریائی کے لئے ایک نور موافق ہے۔ اور وہ بزرگ درگاہ معرفت محرمان خلوت خانہ شہود (واقفان رموز فقر) کے لئے ایک نمونہ خوب ہے کہ جس کی پیروی کرنا چاہیئے ٭

اللہ سب سے بڑا ہے

وہ حسد جو حاسد کو ہر شخص سے زیادہ غم دائمی میں مقید رکھتا ہے۔ یہ غم دائمی خود اُس حاسد کے حسد کی سزا ہے جو ہر وقت اُس کے لئے موجود رہتا ہے۔ اے میرے نفس انسانی کبھی ایسا نہ کرنا کہ اپنے دل میں خیال انتقام منافقوں کی طرح پوشیدہ رکھنا یعنی حاسدوں سے انتقام کی خواہش کبھی نہ کرنا۔ اور اے میرے معاملہ نافہم نفس تیرا وظیفہ تو دریچۂ قدس سے قضا وقدر نے نور باطن کو مقرر کیا ہے۔ پھر کیوں ان حاسدوں کا خیال تیرے لئے سنگ راہ ہو۔ اگر یہ حاسد تیری نیکی کو سمجھ کر تیری دشمنی پر آمادہ ہیں۔ تو یہ مرض حسد کے بیمار ہیں۔ مریض سے ایک صحیح کام کی اُمید رکھنا خود غلطی ہے۔ اور اگر تجھے یار سمجھ کر تیری مخالفت کرتے ہیں۔ تو پھر تو اپنے علم کے موافق عیادت کے راستہ پ...

قال بالدوام کہتے ہیں۔ اور اگر اُس کا زوال ہو جائے اور دوسری ویسی حالت لاحق ہو تو قال بعدم دوام کہتے ہیں۔
شہود رویۃ اشیاء دلایل توحید کے ساتھ و بمعنی رویۃ حق بالاشیاء۔ وحقیقہ یقین بغیر شک۔
سنگ راہ مانع۔ الحق بیشک۔
مبلغ مرتبہ وحد۔ سلوک کردن چلنا۔
زیادہ ازیں مراد مخالفت بد یا بے تمیزی
خداع مکار منش فطرت۔
منشی میں یا بمعنی "ہستی" ہے۔
گمان خوبی بردہ ام میرا یہ خیال ہے کہ تو آیندہ اچھا ہو جائے گا۔
ایک رنگ حرف میزنم اس طرح کی آشتی والی اور پند آمیز باتیں مَیں تجھ سے کرتا ہوں۔
خدا اندیشی مراد فقیری و درویشی۔
دشمن ضد و مخالف۔ دراصل دُو عدد معروف و شمان بمعنی ضد سے مرکب ہے یہاں مراد نفس ہے۔
ملازمت۔ یا۔ ملایمت نما مردانہ سے مراد مکروفریب نفس ہے۔
نفس ناطقہ جوہرے مجرد از مادہ بذاتِ خود و مقارن بمادہ در افعال خود۔ از معارضہ اشوات اگر آنرا سکون حاصل شود و اضطراب زائل شود مطمئنہ گویند۔ واگر سکون کامل نباشد و با تعرض موافقت نفس شہوانی کند لوامہ نامند اور اگر مرتکب تعرض نہ ہو کر اُسے اطاعت مقتضیات شہوانیہ کرے تو امارہ کہتے ہیں۔
سزا مراد اندوہ دائمی۔
راتبہ روزینہ۔ ظلمتیان مراد حاسدان۔
در سیاہ فہمیدن۔
سنگ تفرقہ انداختن متفرق کر دینا۔ منتشر کر دینا۔ کیونکہ جہاں چند پرندے مجتمع ہوں۔ اُن کے غول میں اگر ڈھیلا یا پتھر پھینک دو تو کوئی پرندہ کسی طرف اور کوئی کسی طرف اُڑ کے چلا جاتا ہے۔ یہاں مراد یہ ہے کہ اُن کی عبادت میں تو مخل کیوں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ بد کے ساتھ مخالفت کرنا وہ عبادت سمجھتے ہیں۔
بارے میں یائے مجہول تنکیری ہے۔
مرد گوٹ۔ محاربت جنگ۔
معاملہ دانی مراد شریعت۔
من از و چہ رنگ آسودہ ام مَیں نے اُس نفس سے کیونکر اطمینان حاصل کر لیا ہے یعنی نفس کی بدی کو خوب سمجھ لیا ہے۔
دوست طفل مشرب سے مراد روح یا نفس۔
بنقد فی الفور۔ فی الحال۔
قحبہ زن فاجرہ۔ زن بدکار و زناکار۔

ورنہ قبول کرنا ہی کچھ مناسب تھا۔ یہاں تک کہ پہلی رمضان ۹۹۱ھ کو یہ تجویز یوں قرار پائی
کہ کلیات امور سے واقف ہو کر ایک مرتبہ میں خود ہی ان مقاصد کے پورا کرنے میں انہماک کروں
اے اللہ چھڑا دے ہم کو خطرات نفسانی سے اور وسوسہ ہائے شیطانی سے۔ اور مشرف کر
ہم کو وصول الی اللہ سے اور ملا دے ہم کو عالم فرشتگان مقرب بارگاہ الہ سے۔

اللہ بہت بڑا ہے۔

معرفت کے آستانہ سے مستفید وہ امید وار خندہ رو ہو سکتا ہے کہ بحالت کثرت
نشاۂ وانبساط دونوں عالم کی غمگساری اس کی ہمت کی مدنظر ہو۔ یا وہ بڑھنے والا تر شرو
مستفیض ہو سکتا ہے۔ کہ اگر تمام عالم سرور ائسے میسر ہو تب بھی شادمانی سے آشنا نہ ہو۔

صفحہ (۱۰)

نشاتین عالم ظاہر و باطن۔ دنیا و آخرت۔
دریافت ادراک۔ ایں درگاہ مراد معرفت۔
الرجا الطمع فی الاجل۔
قبض حالت خوف ایک وقت خاص کی۔
یا۔ وارد قلبی جو موجب اشارۂ عتاب بے
تادیب ہو۔
فراتر ازیں الخ ان چند مراتب مذکورہ سے
بڑھ کے جن مراتب پر میں پہنچا ہوں اُن کا
ذکر جب میں کروں تو اپنے دریافت کردہ امور
کو معرض تحریر میں لاؤں۔
تیز رو اوّل مراد رجائی۔
کوہکن دوم مراد خوفی۔
بارگاہ سلطنت جلال حق تعالےٰ۔
دوربین سوم مراد بزرگ معرفت۔
مداہنت خیانت و نفاق و دروغ (منتخب)

را بمعنی برائے و از برائے تبعیض۔
آن مایہ آن قدر۔
فراتر کے قدرے بلند تر۔
الخوف جو چیز کہ آیندہ مکروہ سے بچائے
بسط وہ حالت ہے جس میں اور چیزیں
سماتی ہیں اور وہ کسی چیز میں نہیں سماتی۔
بعض نے حالت رجا کو بسط کہا ہے۔ بعض
کے نزدیک وہ وارد موجب رحمت و
انس ہو۔
مقام پورا کرنا حقوق مراسم سلوک کا پورے
طور پر۔
حال قلب سالک پر جو حالت کہ بلا تعمد
و اجتلاب وارد ہو بایں شرط کہ اُس کا زوال
ہو اور اس کے بعد ویسی ہی دوسری حالت
طاری ہو۔ اگر حالت اوّل باقی ہے تو اُسے

جب کشمکش تقدیر ازلی خالق دوجہان مجھ حیران ہیچدان عاجز و ناتوان کو اپنی حکمت بے پایان سے اعدا و افراد اہل زمان میں لے آیا (یعنی اللہ نے مجھے پیدا کیا) تو دنیا کے فضول کاموں میں ایسا مشغول کیا کہ لذت حیرت [(محمود ہ) اللھم زدنی حیرۃً ٹھیک ہے] سے کہ وہ بھی بوجہ پست فطرتی اور عدم قابلیت سے ہے مگر کبھی کبھی وہ حیرت لاحق ہوتی تھی۔ اس انہاک دنیوی نے اب اس سے بھی روک دیا +

صفحہ (۹)

فسق بکسر برون آمدن بندہ از فرمان۔ و ترک امر حق نمودن و بیرون آمدن از راہ راست و کار بد کردن۔

فجور بضم میل کردن از حق و دین۔ و دروغ گفتن۔ و بے فرمانی و تباہی کردن۔ و ضائع نمودن نماز۔ و برانگیختہ شدن بر معاصی۔

حرام مراد اکل و شرب ناجائز۔

دیّان پاداش دہندہ۔

جلائل جمع جلیلہ بمعنی بزرگ۔

الاء جمع الی بمعنی نعمتہا۔

عبید الدراہم والدینار بندہ زر ہونا۔

رُباعی ترانہ۔ دوبیتی۔ ایک قسم اس کی خصی ہے جس کے تیسرے مصرع میں قافیہ نہیں ہوتا ہے۔

یہ رُباعی ابوسعید ابوالخیر کی ہے۔

اشرار روزگار شریران زمانہ۔

این وحل مراد حیرت یا شر۔ یا دنیا۔

تلبیس مکر و فریب۔

خلان جمع خلیل۔ دوستان۔

انجاح روا کردن حاجت۔

عُرفی عادت و شہرت سے منسوب۔

نفس الامری یقینی۔

وساوس جمع وسوسہ۔

برخوردار مستفید۔

کشادہ پیشانی خندہ رو۔

گرہ برابرو غمگین و ترشرو۔

عالم عقول عالم عقول عشرہ یا عالم فرشتگان

صاحب مالک۔ ہمنشین۔

لایسأل عما یفعل شانا جو تو کرتا ہے اس کی بابت تجھ سے پوچھا نہیں جا سکتا۔ یہ آیت تیری شان میں ہے۔

تابید ہمیشگی۔

نیرد جنگ کشمکش کھینچا تانی۔ تنگی۔

شگرف نادر و عجیب۔

ہائل ہولناک۔ خوفناک۔

امر ہائل مراد حیرت۔

وحل کیچڑ۔ درچنگ اے در دست مراد حاصل۔

لباس از لبس بمعنی اظہار۔

دل سُست کو اس بات پر آمادہ کیا۔ کہ جو کچھ دل زیادہ طلب کو پسند آئے اُسے میں لکھوں۔ اس بنا پر اپنی پریشانی کا کچھ زمانہ اس میں صرف کر کے اپنی دل پسند باتوں کو لکھ لیا۔ اور ناظرین کی پسند اور ناپسند کی پروا نہ کر کے اوّل تو اپنے نفس بیمار کی شفا پھر ضرورت مندان غمخواری کے علاج کی اس انتخاب سے اُمید و تمنّا ہے۔ لاحول ولا قوۃ میں یہ کیا بکواس کر رہا ہوں اور مہمل بک رہا ہوں۔ بہتر تو یہ ہے کہ میں اپنی زبان بادہ سرا پہ مہر خموشی لگا کر ان خیالات محالات سے باز آؤں (کیونکہ ان باتوں سے نہ نفس بیمار کو شفا ہی ہو سکتی ہے۔ اور نہ ضرورت مندان تیمار کا علاج) اور چپ ہو جاؤں رباعی

دانا ہوتا تو یہ بیان کم کرتا ۔۔۔ راہ اِن باتوں کی بند محکم کرتا
دل سوختہ چند میں فراہم کرتا ۔۔۔ اِن باتوں پہ روتا اور ماتم کرتا

اے اللہ چشم بینا اور اسباب فنا عطا کر اور میرے دل بے حاصل کو سیر گاہ رتبہ تسلیم و رضا میں لیجا کر مرتبہ صلح کل عنایت فرما۔ اور عالم دُنیا کی کشاکش سے رہائی دے (ان باتوں سے خدا سے بکرات مغفرت چاہتا ہوں) باوجودیکہ جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے تیری حکمت کامل سے وہی ظہور میں آتی ہے۔ مگر میں تیری درگاہ فضل و کرم سے مانگے اُٹھتا تو پھر اس بیحیائی کے بھنور سے کیسے نکلتا۔ اگر روز کا دُعا مانگنے والا نہ ہوتا۔ یعنی تیرا ہر کام اگرچہ حکمت سے ہوتا ہے باوجود اس کے مجھ سے سوال کرنا وقوع میں آ ہی جاتا۔ مگر روزانہ کی دُعا نے ایسے سوال سے روک لیا۔ یعنی جب خدا کے کام مبنی حکمت پر ہیں۔ تو پھر طلب و تمنّا بے معنی چیز ہے (نوشتہ ابو الفضل بن مُبارک خدا اُن دونوں کو معاف کرے) ۔

خدا بزرگ و برتر ہے

(کلمہ اللہ اکبر دربار اکبری میں بطور سلام مستعمل تھا جو ضمناً الوہیت اکبر پر دال ہے)

(میرا دل عجز بہ کار ایسی حیرت میں ہے کہ جس کا بیان ناممکن ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس حیرت سے میں کیونکر عہدہ برآ ہوں گا۔ دیہ حیرت کیسے دُور ہو گی) اشعار

اُس کی حکمت کا دشت گو ہے عیاں ۔۔۔ چھور اِس دشت کا مگر ہے کہاں
عقل حیران اُدھر چلی کچھ گام ۔۔۔ ہر طرف پھر کے آ گئی ناکام

بینائے وشہپر عنقائے وصلح کل سب کا
تعلق "عنایت فرمانے" ہوگا۔
سر برآوردن نکلنا۔ ابھرنا۔
از گرداب سر برنہ آوردن غرق ہو جانا۔
اعجوبہ وہ چیز جسے دیکھ کے تعجب ہو۔
حیرۃ التردد فی الامر۔
از عہدہ چیزے برآمدن اس سے
فراغت پانا۔
ذاہل غافل۔
فرورفتگی دھنس جانا۔
جہل نادانی ۔ بیمار خود کنایہ از نفس خود۔
شقاوت بدبختی ۔ چشم داشتن امید رکھنا۔
مداوا علاج ۔ فضول زیادہ خواہ۔
شطر جزو ۔ مفلس ناداران رموز فقر۔
ژاژ خائیدن بیہودہ بکنا۔ اور بے نتیجہ
کام کرنا۔ کہتے ہیں کہ ژاژ ایک قسم کی گھاس ہے
بدمزہ جسے اونٹ چباتا ہے اور بدمزگی کی
وجہ سے نگل نہیں سکتا ہے۔ اسی وجہ سے
بیہودہ کام کرنے کے معنے ہیں۔
کون و فساد ہونا اور مٹ جانا۔ عالم دنیا۔
داعی دعا کرنے والا۔ بلانے والا۔

بالغ کامل۔
دراز کردہ کا مفعول زبان ہے۔
زبان دراز کردن بڑھ بڑھ کے کہنا۔
سر از چیزے برآوردن عہدہ برآ ہونا۔
نمیقہ رقیمہ۔ نوشتہ۔ محررہ چہ نمق بمعنی نوشتن
آمدہ یا نمقۂ بصیغہ ماضی یعنی لکھا اس کو۔
اور اس کا مرجع حیرت ہے۔
بیداء بیابان جمعش بید بکسر۔
قائد آگے چلنے والا۔ جیسے اندھے کو کوئی
لیکے چلتا ہے۔ سائق ہنکانے والا جیسے
گلہ بان گلے کو لیکے چلتا ہے۔
لایعنی لاطائل۔
باز داشتن روکنا۔
پیدا ظاہر۔
سرگشتہ حیران و پریشان۔
درگل ماندہ عاجز و مجبور۔
درافزاو ابنائے دنیا در آوردہ یعنی
پیدا کیا۔
بمثابۂ آں چناں۔
دست دادن حاصل ہونا۔
مشاغل جمع مشغلہ کاروبار ضد فراغ۔

ترجمہ مطلب خیز

نفس امارہ کے فریبوں سے غافل اور بے خبر ہو کر نادانی کی کیچڑ اور بدبختی کی دلدل میں پھنس جانے کی کوئی اطلاع نہ تھی۔ یہاں تک کہ خود آرائی تماشا یا جستجوے نے چند دن مطالعہ شرح آداب المریدین شیخ شرف الدین منیری کا پابند رکھ کر

اس نشۂ غرور کو اُتار دے۔ تاکہ تھوڑا سا افاقہ پاکر اپنی روش کے راستہ کو بھول نہ جاؤں۔
اور جس چیز کو میں نے اپنے موٹے نفس کی لاغری کا سرمایہ سمجھا ہے کہیں وہ مزید فربہی نفس کا
سبب ہو جائے۔ اے اللہ مجھ جلد باز حریص کو اپنی تدبیر کے تمسک سے باز رکھ کر مجھے اپنی
کفالت و ضمانت کے دام میں (جیسا کہ تو نے اس سے پہلے رکھا ہے) اب بھی رکھ۔ تاکہ اُس
آرام و اطمینان کے شرف دولت سے مشرف ہو جاؤں۔ جس میں اضطراب و بیقراری کی
گنجائش ہی نہیں ہے۔ اور قید بقا و حیات کی منّت پذیری سے رہائی پاکر کبھی خوف فنا نہ ہو۔
جو طالب مولا ہوتا ہے اُسے خیال شکر گذاری وجود کب ہوتا ہے۔ اور فنا کا خوف اُس کو
زندگی دنیوی کی دُعا کی حمایت میں کب لے جا سکتا ہے۔ کیونکہ طالب مولا کو نہ خواہش کسی
اُمید کی ہوتی ہے اور نہ وہم کسی خوف کا۔ اے ابوالفضل تم کو اپنی ذات سے شرمانا چاہیئے کہ
طالب مولا ہو کر بندۂ علم بنے اور اُس سے بھی گرتے پڑتے نکل کر بندۂ طبیعت ہو گئے۔
اگرچہ ایک مُدت تک لباس صاحبان علم میں تم رہے۔ مگر تمہاری وہ ہمت مردانہ کیا ہوئی کہ
اُس میں جوش پیدا ہو۔ اور قید غلامی طبیعت سے نجات دیدے *

آغاز انتخاب شرح آداب المریدین

دل پریشان از روئے پریشانی گرد و پا بند۔ بیقراری و قرین سوز درونی ہو کر جہان
والوں کے سراپا پر نثار ہوتا تھا۔ اور ٹوٹے ہوئے پاؤں اور اندھی آنکھوں سے روش
اہل جہان کے راستوں میں چل کر اور خوشنودی بنی نوع انسانی کا لحاظ کر کے سعادت کی سیڑھیوں
پر چڑھ جانے کا گمان اپنے حق میں کرتا تھا *

صفحہ (۸)

مُخادَعات فریبہا و مکرہا و حیلہ ہا۔
وَحَل کیچڑ۔ نامضبوط غیر منتظم۔
خَلاب دلدل۔ مشوّش پریشان۔
تماشا دیدن۔ دلاویز پسندیدہ۔
نامحرم ناواقف راز مراد ذات ابوالفضل
یا صفت قلم۔

تیمار بروزن بیمار بمعنی غمخوار۔
مزخرف باطل و تنزویر کردہ شدہ و
آرائش دادہ۔
محکم کردن بندش میں استحکام مراد ہے
دیدہ بینائے چشم بابصیر یا مجہول یا تو امر کی ہے بمعنی عد
کن یا وحدت یا تنکیر کی ہے۔ اس صورت میں دید

ابن فربہ اشارہ بطرف نفس امارہ۔
فربہی نفس کی موٹائی مراد ہے۔
رجبالہ دام ورسن۔
نعمت کشی احسان مندی۔ منت پذیری
داعیہ خواہش۔
عبد الطبعی طبیعت اور خواہش نفسانی
کا پابند ہونا۔
بندبندگی قید عبد الطبعی۔
جہانیان اہل دنیا۔
مدارج مراتب۔ سیڑھیاں۔ زینہ۔
بقدر قدرے واندکے۔

افاقہ مرض سے صحت پانا۔ نیند سے جاگنا۔
غفلت سے ہوشیار ہونا۔ مجنوں سے عاقل ہونا
عجول بڑا جلدی کرنے والا۔
تکفل ضمانت۔
عبد اللہ طالب مولا۔
عبد العلمی انہماک بہ تحصیل علم۔
ترکانہ بہادرانہ و دلیرانہ۔
رہین مرہون۔ گرو۔
ارتقا سیڑھی پر چڑھنا۔ بلند ہونا۔
صحبت گذشتہائے سے مراد مطالعہ
کتب فقرائے مرحوم۔

ترجمہ مطلب خیز

اسی حیرت و سرگردانی میں مرحومین فقرا کے مصنفات کے مطالعہ کی رغبت دل کو پیدا ہوئی کہ جن کی زندہ دلی اور فراغت خاطر از دنیا و مافیہا کا یقین ایک جماعت کو ہے۔ اور ایک گروہ مظنون مانتا ہے۔ یہاں تک کہ طبقات صوفیہ مصنفہ شیخ عبد الرحمٰن سلمی جن کا مرتبہ فقرائے پیشین میں بہت بڑا ہے دیکھنے میں آئی۔ اُس وقت کی حالت اور ذوق کے موافق (کہ جس پر کوئی اعتماد نہیں کرسکتا ہے) اُس میں سے جو بھلا معلوم ہوا لکھ لیا۔ موجودہ اور آیندہ کے لوگوں سے اُمید ہے کہ اگر اس مسودہ پر اُن کی نظر پڑے تو میرے اس منتخب کا میری اُس حالت پر قیاس کرکے اگر اعتراض نہ کریں تو یہ بات انصاف سے بعید نہ ہو گی۔
۲۶ رمضان ۹۰؁ھ میں فتحپور سیکری لکھا گیا۔

دیباچہ چھوٹے باعقل کے کجکول کا

مجھ مجحجوب باطن اور مقید ظاہر کی خام خیالوں میں سے یہ بات ہے کہ مجھے اس امر کی تمنا ہے کہ بے سروسامانی و عزلت گزینی کے زمانہ میں جب غرور ترک تعلق دنیوی میں گرفتار ہوتا ہوں۔ مجھ ہوشیار باطنی اور مست صوری کے کاسۂ سر میں یہ کجکول ترشی کا کام کرے اور

منتخبات طبقات صوفیہ کے آخر میں جو ابوالفضل نے لکھا

(عنوان از جانب جامع کتاب ہے)

اختلال حالات میں جب کہ خاطر سست کو موجودات عالم سے ملال کامل حاصل ہوا خصوصاً صحبت ابنائے زمان و برادران جہان سے طبیعت کو پوری آزردگی اور دل تنگی لاحق ہے۔ پھر بھی بوجہ موانع لازمی کے کہ ضرورت اور لزوم اُس کا از روئے پستی و فرومایگی ہمت اور کمی دانائی کے بہم پہنچا ہے۔ اپنے آپ کو تنگی ہمنشینی بر اوجان رسمی میں مقید رکھتا ہے لیکن ہدایت عنایت بے نہایت رب العزت سے اس دُنیائے پر آشوب کی تنگ گلیوں سے عالم باطن میں کبھی کبھی بشتابی و تعجیل یا برائے مدت قلیل نجات پاکر اُس مرغ وحشی کی طرح جو مدتوں پنجرے میں رہا ہو اور رہائی پانے کے بعد پریشان اور حیران ہوکر مطلب کی راہ بھول جائے اور بے چینی کی حالت میں ہر طرف جائے اور ہر سمت مارا مارا پھرے۔ میں بھی گھبرایا ہُوا اِدھر اُدھر پڑا پھرتا تھا +

صفحہ (۷)

انحاء جمع نحو بمعنی اطراف۔

ترصّد ترقب۔ دیکھ بھال۔ نگہبانی بمعنی چشم داشت مستعمل۔

مسّودہ مفعول از تسوید بمعنی نوشتہ شدہ و بمعنی نوشتہ مجاز ہے (رف کاپی) اس کے مقابل مُبیّضہ بمعنی (فیر کاپی) ہے۔

مجرّد مراد آزاد باطن۔

مقیّد مراد پابند ظاہر۔

رعونت خود آرائی۔ حمق۔ نرمی و سستی۔

نزور۔ الوقوف مع الطبع۔

ہشیار ہوشیار باطن۔

مشتی متفرق۔

در قلم آوردن نوشتن۔

اخوانِ حال اشخاص موجودہ دُنیا۔

اخوانِ مآل اشخاص آیندہ

کجکول بمعنی گدا و کاسۂ گدا مرکب از کج ضد راست و کول بمعنی دوش و کتف از جہت کہ بالاپوشے راکہ بجہت گرمی بر دوش پوشند کولیچہ گویند۔ چوں کجکول ظرفے کج می باشد و از شانہ می آویزند لہذا کجکول نام نہادند۔

بے نوائی بے سروسامانی۔

تجرد ترک تعلقات دنیوی۔

مست مست ظاہر۔

ترشی حموضت۔ کھٹائی نشہ کو اُتار دیتی ہے۔

عنایت کسی کے لئے رنج برداشت کرنا۔
مضیق جائے تنگ۔
۱۸۱- **ممتنع الوجود** جس کا وجود غیر ضروری ہو جیسے شریک باری۔ **ممکن الوجود** جس کا عدم و وجود مساوی ہو جیسے تمام موجودات۔
واجب الوجود جس کا وجود ضروری ہو جیسے

ترجمہ مطلب خیز

جو نایابی مقصود کا معذب ہو اُس کی رفتار و گفتار و روش و قول و آرزو و تمنا ہی
کیا چیز ہے۔ الحاصل اُس کم حوصلگی کی وجہ سے جو زمانہ کے زندگان مردہ دل سے حاصل ہوئی
ہے۔ خواہاں ہم نشینی مردگان زندہ جان ہوں۔ یعنی اُن مرے ہوؤں کے تصانیف
دیکھ کر اپنے میں ہمت و حوصلہ پیدا کرتا ہوں۔ اور تعلقات حیات ظاہری سے جوش میں
(اُکتا کر) آکر اپنا کچھ بچایا ہوا وقت اُس گروہ کے کلام میں صرف کرتا ہوں کہ جن کی صحبت
کی دلی تمنا ہے۔ اور نیک ذاتی اُن کی تحریر و تقریر سے باہر ہے۔ اور اطوار پسندیدہ سے
آراستہ ہونا جن کا بعض کے نزدیک یقینی اور ایک گروہ کے نزدیک مظنون ہے۔ اور
واہی تباہی پھرنیوالے دل کو ہیچ پر خوش کرتا ہوں۔ اور کتب بلاغت و فصاحت یعنی
مطالعہ ادبیات سے کہ جن کی فصاحت و بلاغت مانگے ہوئے کپڑوں سے زیادہ حیثیت
نہیں رکھتی ہے تنگ آکر سیر اُس شرح کی کرتا رہتا ہوں۔ جیسے شیخ شرف الدین منیری
نے **آداب المریدین** مصنفہ شیخ عبدالقادر سہروردی پر لکھی ہے۔ جس کی زبان:
نہایت بے تکلف اور سادہ و صاف ہے۔ جو کچھ کہ وقت اور حال کی مناسبت سے وہ کلام
کہ مصنف کے ساتھ نسبت فرزندی رکھتا ہے اور مجھے بھلا معلوم ہوا اُس کو میں نے
لکھ لیا۔ یہاں تک کہ آخری تاریخ ماہ ربیع الاول سنہ ۹۶ھ کو اُس لکھنے سے مقام لاہور میں
فراغت حاصل ہوئی۔ اور نفس امارہ کی جو ایک دیوانہ ہے زنجیر ٹوٹ گئی یعنی اُس کو قید
تحریر سے رہائی مل گئی۔ اے اللہ تو مجھ کو اپنے عرفان اور ادراک کی زنجیر کا مقید بنالے
یا ایسی عقل عطا کر کہ بدیہیات اولیٰ ہی پر نہ رک جائے بلکہ دوسرے علوم کی بھی طالب
ہو اور اگر وہ عقل حادثات عالم پر خوش نہ ہو تو کم سے کم اُن پر صبر کر کے تقدیر پر اعتراض
تو نہ کرے۔ خدا سے معافی و بخشش چاہتا ہوں کہ یہ میں نے کیسی تمنا اور دعا کی۔ کب وہ
وقت آئے گا کہ اپنے ارادوں اور مقصود سے ہٹ کر گلزار خوشنودی خدا میں آسودہ
ہوں اور پھر خدا سے مغفرت چاہتا ہوں ٭

لوگ جو مر کے اپنے کارنامے چھوڑ گئے ہیں۔
یا اہلِ فقر۔
مسترقاتِ زمانہ سے مراد کاروبارِ دُنیوی سے بچایا ہوا وقت۔
طائفہ گروہ۔ یہاں مراد گروہ فقرا۔
حرف سے مراد تحریر۔
صوت سے مراد تقریر۔
ہرزہ کردار بیہودہ عمل۔ اس کے بعد راعلامت مفعول بڑھالو۔ یا۔ ہرزہ گردرا پڑھو۔
بلاغت اقلال لفظ بے اخلال معنیٰ۔
بلاغت کل ہے اور فصاحت جزو۔
فرزندی مراد کلام۔
سلخ مہینہ کی آخری تاریخ۔
بدیہیاتِ اوّل وہ باتیں جن میں غورو فکر کی محتاج نہیں۔ اور بمجرد تصور محکوم علیہ ومحکوم بہ عقل اُن کے حتمی ویقینی ہونے کا حکم کرتی ہے۔ جیسے دو چار کے نصف ہیں
خاطر دل۔ اس جگہ شاید باری بمعنی خدا بہتر ہو۔
درخلال درمیان۔
دست دادن حاصل شدن۔
انزجار آزردہ شدن۔ یا۔ انضجار دل تنگ شدن۔
فطرت آفرینش۔ دین۔ اسلام۔ یا۔

فطنت بکسر زیرکی وحذاقت۔
محبوس مقید۔ **ازرہگذر** ازروے۔
تنگنائے پرآشوب کنایہ از دُنیا۔
سراسیمہ پریشان خاطر و آشفتہ دماغ۔ دراصل سر بمعنی راس اور آسیمہ سے مرکب ہے۔ آسیمہ حُمال آسامہ کا ہے۔ اور آسام قلب بعض آماس کا ہے۔ اور اسام کا مخفف سام ہے جیسے سرسام جب ورم دماغ و سر ہو تو حواس مختل ہوتے ہیں اس لئے بمعنی پریشان دماغ ہے۔
ازتمر ازروئے۔
سوانح جمع سانحہ آنچہ پیش آید وواقع شود اے واقعہ۔
خرسند خوش وقانع۔
مُلتقط منتخب۔ مفعول از التقاط بمعنی برچیدن۔
اختلال رخنہ پذیری۔
اخوان جمع اخ براوران۔
دنائت پستی وفرومایگی۔
مجالست ہم نشینی۔
براوران رسمی ابنائے زمان۔
بدرقہ بیشرو لشکر۔ رہنما۔
برق خاطف برق خیرہ کنندۂ چشم یہاں مراد بسرعت تمام یا برائے مدت قلیل
ممر جائے مرور۔ رہگذر۔

مصری بھی کہتے ہیں۔
بعضوں کے نزدیک عبرانی لفظ سے مشتق ہے جس کے معنے راز یا اخفا کے ہیں ممکن ہے اصل میں **شامان** ہو کیونکہ اہل یونان مصر کو سام ابن نوح کی نسبت سے **شامیا** کہتے ہیں۔
ایک جماعت کا خیال ہے کہ یہ دراصل **سیمیا** تھا۔ اس کے معنی بھی اخفا اور پوشیدگی کے ہیں

اوراق جمع ورق مراد کتاب۔
باز ماندن عاجز شدن۔
دست بدامن کسے زدن اس سے تمسک کرنا۔
مُداوی علاج کرنا۔
رَجع القہقری اُلٹے پاؤں پھرنا *

خاتمہ شرح آداب المریدین مصنفہ شیخ شرف الدین منیری کا

شیخ مُبارک کا بیٹا ابوالفضل کہ نارسائی مقصود کی وجہ سے کتب بینی سے اپنا علاج ڈھونڈتا ہے۔ جب اس کی عقل آبلہ پا یعنے ناقابل رفتار اپنی جستجو اور گفتگو سے عاجز ہو گئی یعنی سمجھنے سے قاصر ہے۔ تو اُلٹے پاؤں پلٹ کر ہر خس و خار سے تمسک کرتا ہے *

صفحہ (۶)

سنگسار ایک قسم کی تعذیب کہ کسی کو کمر تک زمین میں کھڑا دبا کے اس پر سنگ باری کرتے تھے۔
ملیسر آمدہ صحیح **میسر آمدہ**۔ اگر ملیسر آمدہ رکھو تو صلہ کے بعد کاف بیان بڑھالو۔
حیات حسی حیات ظاہری یعنی زندگی دُنیا *
مسترقات جمع مسترقہ۔ صیغہ مفعول از استراق جس کے معنے چوری کرنے کے ہیں۔ منتخب و منتخب میں استراق کے معنے کسی کی بات چھپکے سُن لینے کے لکھے ہیں۔

یعنی کن سوئیاں لینا۔ اور کاتب کا بعض مردوں کو چھپا ڈالنا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ باب افتعال میں جا کے مطلق دزدیدن کے معنے نہیں رہتے۔ مگر یہاں مسترقہ بمعنی دزدیدہ ہی لایا گیا ہے۔

فصاحت ما یدخل فی الاُذُن بغیر الإذن
دریافت ادراک۔
نایافت نایابی مقصود۔
زندہ ہائے مردہ دل سے مراد ابوالفضل کے زمانہ کے لوگ جو نا کارہ تھے۔
مردہ ہائے زندہ روان سے مراد وہ

نوٹ۔ بینات الفتح سے جس کو تاریخ اتمام تفسیر بتایا ہے سنہ نو سو بیاسی نکلتا ہے۔ اور **تفسیر اکبری** کے اعداد نو سو تراسی ہوتے ہیں۔ اس کی تاویل سوا اس کے کیا ہو سکتی ہے کہ اواخر سنہ ۹۸۲ھ میں اس سورہ کی تفسیر کو شروع کیا ہوگا۔ اور ختم بھی مثلاً آخر ماہ ذیحجہ میں ہوئی ہوگی۔ مگر نام کتاب تجویز کرتے وقت سنہ ۹۸۳ھ شروع ہو گیا ہوگا۔

لغات صفحہ (۵)

الماس رسالہ کاوہ میں جو برلن دار السلطنت جرمنی سے شائع ہوتا تھا لکھا تھا کہ آواماس یونانی زبان کا لفظ ہے جو مدت مدید سے مشرق میں منتقل ہو کر آیا۔ چنانچہ زبان پہلوی میں الفاظ الماس اور الماست پائے جاتے ہیں۔ صاحب مخزن الادویہ فارسی لفظ ماس بتاتے ہیں۔ دوسرے اہل لغت کہتے ہیں۔ کہ جب یہ لفظ اہل عرب میں منتقل ہوا۔ تو الف و لام تعریف کا لجزو ہو گیا۔ ہیرے کے قلم سے موتی بیدھے جاتے ہیں۔ صاحب جواہر نامہ نباتی۔ زیتی۔ پستئہ۔ زرد سرخ اور سیاہ اس کے رنگ بتاتے ہیں۔ اس کی بہترین کان دکن میں تھی۔

دود چراغ خوردن چراغ کی روشنی میں راتوں کو کتب بینی کرنے سے کنایہ ہے۔

شب بروز آوردن رات بھر جاگتے رہنا۔ کثرت بیداری سے دماغ میں خشکی پیدا ہو جاتی ہے۔

دست کسے گرفتن اس کی مدد کرنا۔

دست از کار رفتن بیکار ہو جانا ہاتھ کا۔

مؤشح مزین و آراستہ چہ توشیح بمعنی حمایل در گردن افگندن آمدہ۔

شرح آداب المریدین نام کتاب مصنفہ شرف الدین منیری۔

کہ ہر جوہرے کی جگہ کہ از جوہرے۔ یا۔ زہر جوہرے پڑھو۔ درخور سزاوار و لائق۔

خاور مشرق۔ **باختر** مغرب۔ ان دو سمتوں کے نام فارسی لغات میں ملتے ہیں اور کتابوں میں بھی آتے ہیں مگر شمال و جنوب کے اسمائے فارسی سے اکثر لوگ ناواقف ہیں جو یہ ہیں۔ **برین** شمال **و فرودین** جنوب کیونکہ نقشہ زمین میں شمال اوپر اور جنوب نیچے تحریر کرتے ہیں۔

کیمیا لفظ کیمیا کی حقیقت میں علما نے خوب قیاسات کے گھوڑے دوڑائے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کمی سے مشتق ہے جس کے معنے سیاہ زمین کے ہیں۔ قدیم زمانہ میں مصر کا بھی نام تھا۔ چونکہ اس فن کا گہوارہ مصر ہی تھا لہذا مصر کے نام پر اس فن کا بھی نام ہو گیا اس کی تائید یوں ہوتی ہے کہ کیمیا کو فن

تمنا تھی اُس کو پورا کرکے۔ اور بالخصوص جو دل کی خواہش تھی۔ اُس کو روا کرکے اُس نے ہم پر احسان کیا۔ اشعار

پاک ہے بیہودگی سے اس رسالہ کا کلام
ہے بلند اس کی بنا اور بام ہے عالی مقام
نام کے اعداد سے نکلے گا سن اختتام
بینات القرآن جب رکھا ہے میں نے اس کا نام

اے اللہ نور ذات و تجلیات کے اوّل صبح کے نور میں مجھے محو کر دے۔ جس طرح آفتاب کے نور میں ذرّے محو ہو جاتے ہیں۔ واسطہ کمال ذات نبوی اور اُن کے جمال حال و اصحاب و آل کا ۔

ترجمہ قطعہ فارسی متضمن تاریخ۔ صفحہ (۵)

احسان ہے خدا کا کہ یہ درّ شاہوار
کرتے ہیں انجم فلکی سے برابری
بیہ۔ ہا قلم نے ہیرے سے پھر سلک نظم میں
ایسا پرو دیا ہے کہ ہیں مرغوب جوہری
ہر جوہر اپنی قدر سے شایاں اسی کا ہے
بن جائے گوشوارۂ خورشید خاوری
لایا ہے جوہری انہیں بہر نثار شاہ
اُس کی سی کس گہر میں ہے پاکیزہ گوہری
سُلطان عہد اکبر غازی کہ چرخ پر
سیکھی اُسی سے مہر نے ہے ذرہ پروری
ایسا سخی ہے اُس کی عطائے کثیر کو
کافی انہیں ہے مہر کی بھی کیمیا گری
اُس کے زمانہ میں جو ہنر کا رواج ہے
ہر چیز عیب وار ہے غیر ہنروری
برکت سے عہد و جہد شہ دُاُستاد کے
کرتی ہے طبع یاری و توفیق یاوری
دس پانچ سال اپنے پدر کے حضور میں
حاصل کئے ہیں میں نے علوم مقرری
راتیں مطالعہ میں کتب کے گذاری ہیں
معذور ہوں جو مغز میں میرے نہ ہو تری
اے شاہ میں وہ ہوں کہ ہزار آرزو کے بعد
کی آپ کی طرف مری قسمت نے رہبری
یہ آرزو ہے میرے دماغ اُمید کی
خوشبوئے لُطف سے ترے پائے معطری
بیکار ہاتھ ہو گئے امداد چاہیئے
دریائے غم میں میں نے جو کی ہے شناوری
شیدا رہو کے یہ تحفہ کیا ہے پیش
دیکھو نگاہ لطف سے خواہش یہ ہے مری

تفسیر جب یہ نام پہ شہ کے لکھی گئی
تاریخ اُس کا نام ہے تفسیر اکبری

ہوئے) ہے جو بمنزلہ قلب لشکر کے ہے۔ کیونکہ قلب بعد مقدمہ ہوا کرتا ہے۔ اور نیز اس
میں ذکر اسم ذات ملک قیوم ہے۔ جیساکہ قلب لشکر جائے قیام بادشاہ ہوتا ہے۔ اور
یتم نعمتہ علیک (تاکہ کامل کرے اپنی نعمت کو تم پر) یہ آیت بمنزلہ میمنہ کے ہے۔ اور ہدایت
کرے تمہاری راہ راست کی یہ بمنزلہ میسرہ کے ہے۔ اور اتمام نعمت کو میمنہ کے ساتھ
مخصوص کرنا اس لئے ہے کہ وہ زیادتی شرافت کے ساتھ مخصوص ہے۔ پھر میں نے
تفسیر اور تاویل اُس سورہ کی شروع کی۔ اور جو تحقیق اور تفصیل کے لئے ضروری تھا۔
اس کا میں نے بیان کیا۔ اور اُس میں بہتے عمدہ عمدہ فوائد تحریر کئے۔ کہ اُن فوائد سے
باریک بینوں کے ذہن موافقت کرتے ہیں (یا اُن فوائد سے دوسروں کو فیضیاب
کرتے ہیں۔ اور اُس میں میں نے ایسے نفیس موتی رکھ دیئے ہیں کہ جن سے محققین کی کتابیں
آراستہ و مزین ہوتی ہیں۔ اور بہت سے نکتے میری فکر رسا سے سمت میں آئے۔ اور بہت
سے نادر فقرے میرے ذہن قاصر نے ڈھالے۔ اُمید ہے کہ یہ تحفہ فتحیہ اور سرنامہ فتوح
الٰہی قبول کیا جائے۔ اور میری مرادوں کی صورت مہربانی و فضل کے آئینہ میں جلوہ گر
ہو۔ اور میرے مقصود کا قد لباس اقبال و خوش بختی کو پہنے۔ بیشک مجھے یقین ہے کہ میری
مراد کا چہرہ اُس کی عطا کے آئینہ میں دیکھا جائے۔ اور اُس کی بخششوں کے جمال میں میرے
مقاصد کی صورتیں مشاہدہ کی جائیں۔ خوبی ہو میری کوشش کے لئے اور مژدہ ہو
میری سعی کو۔ اب میں اُس شاہ کے بقا کی دُعا کرتا ہوں۔ جس کا پیش آنا میرے لئے
ضروری ہے۔ اور اس دُعا کی قوت سے دوام درس اور ذکر خدا میں (جو کبھی نہ مریگا)
مشغول ہوتا ہوں۔

وہ عبارت جو اس خطبہ یا تفسیر کے خاتمہ میں لکھی

حقیقت حمد مخصوص ہے۔ اُس حمد کے سزاوار (خدا) کے لئے جس نے اس تفسیر
کے ختم کرنے کی آسانی اور توفیق عطا کی۔ اور اُس کے تمام کرنے اور ترتیب اور تحریر
سے فراغت پانے میں مدد کی جو ایسی ذات کے لئے ہے جس نے ہم کو اس کی طرف
ہدایت کی باوجود یکہ ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے۔ اگر اللہ ہماری ہدایت نہ کرتا۔ جس کی [illegible]

صفحہ (۴)

لاحق پس۔ بعد۔ ضد سابق۔
مَلِکِ قیّوم بڑا قائم رہنے والا بادشاہ مراد خدا
سَمُحَت سخاوت و جوانمردی کردند۔
حُلِیَت آراستہ اور مزین ہوئیں۔
نُکَت جمع نکتہ۔ باریک بات۔
اَوَابِد جمع آبد۔ غیر معمولی۔ رمندہ۔
صِیغت از صوغ۔ ڈھالے گئے۔
تجلّت جلوہ کند۔ روشن شود۔
تجلّت لباس و حلہ پوشد۔
سَجَنجَل آئینہ۔ صاحب لغت الفرائد الدریہ
اس کو فارسی الاصل بتاتے ہیں اور محشی فقہ
اللغہ نے اس کو رومی کہا ہے اور اسپکولم
اس کی اصل بتاتی ہے۔
اسم ذات اللہ جو لیغفر لک اللہ میں
مرقوم ہے۔
اُوْدِعَتْ ودیعت نہادم۔ سپردم۔
فَرائد جمع فریدہ دریکتا۔
زُبُر بضمتین۔ جمع زبور بمعنی کتاب
فاتر سست
فِقَر جمع فقرہ۔
مرجو امید کردہ شدہ۔

مرآۃ آلہ رویت۔ آئینہ۔
کِسْوۃ لباس۔
بُشریٰ نوید و مژدہ۔
قنوت دُعا۔
تیسُّر آسانی۔
تنسیق ترتیب و تنظیم۔
تسوید سیاہ کرنا۔ مسودہ کرنا۔ لکھنا۔
انجاح روا کردن حاجت۔
شطح کلام بیہودہ و امور خلاف شرع۔ کلمۂ
کہ از و بوئے رعونت و دعوے یافتہ شود
و آن در محققین نادر است۔
احصاء شمار کردن۔
تسمیہ نام نہادن۔
تباشیر نور اوّل صبح۔
بوارق جمع بارقہ چمک۔
رجونا امید داشتیم۔
التماس درخواستن۔
مقرنس وہ عمارت جو بصورت قرناس (قلعہ) کو ہو۔ بنائے بلند
اشراق روشن شدن و درخشیدن۔
محو ناپدید شدن۔ مٹ جانا۔
لُوح بضم یائے موحدہ نامے از نامہائے شمس۔

ترجمہ مطالب خیر

کیونکہ فتح و نصرت اوّل و آخر و پیش و پس اُس وقت کے ہیں۔ اور وسط میں
رہ کے لیغفر لک (تا کہ اللہ بخش دے تمہارے وہ گناہ جو تم سے پہلے سرزد

ترجمہ مطلب خیمہ

کیونکہ اُس کے ادنیٰ غلاموں میں سے دُنیا کے شاہ ہیں ٭ اور بزرگترین سلاطین
پابوسی کنندگان ارکان درگاہ والاجاہ ہیں ٭ کب کسی کو دعویٰ برابری و ہمسری اُس سے
لائق وسزاوار ہے ٭ درحالانکہ فتح و نصرت اُس کے مقامات نبرد و جا بہائے جنگ
کی عاشق و جان نثار ہے ٭ ان صفات سے موصوف ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر شاہ
غازی ہیں ٭ جو پیرو احکام نبی حجازی ہیں ٭ ماہی سے لیکر ماہ تک ہمیشہ بلند رہیں سے
اُن کی دولت کے نشان و اعلام ٭ اور اُن کی دروازہ کی خاک سے بادشاہوں کی
پیشانیاں خاک آلود رہیں سے جو کہ ہے باعث تقویم انام ٭ اُس کے مزید دولت و اقبال
کی دُعا میری زبان پر جاگزیں ہے ٭ اور اُس کو فتح و نصرت حاصل ہونے کی توجہ ہر وقت
دل نشین ہے ٭ کیونکہ اُس کے زمانہ مبارک کی برکات سے یہ بات ہے کہ مجھے شرف حصول
علوم منقول و معقول صغر سنی ہی میں حاصل ہے ٭ باوجودیکہ طفلی باریکہائے فہوم سے
گردانندہٗ کال ہے ٭ چونکہ اُس کی فتح و فیروزی سے مطالب حاصل ہوتے ہیں ٭ اور
اُس کی نصرت و کامیابی سے لوگ حاجت برآری سے واصل ہوتے ہیں۔ لہٰذا جب گروہ
گمراہ و سرکش کو مٹا کر بذریعہ قتل و غرق ٭ اُسے فتح جدید حاصل ہوئی بر ممالک شرق ٭
تو خوش ہونے والوں کی شادمانی کی جو انتہا ہوا اُتنی ہی خوشی مجھے حاصل ہوئی پیہم ٭ اور
بڑھ گئی میری راحت و فرحت و مبادم ٭ لہٰذا میں نے فتح کی مُبارکبادی میں اس بات کو
انتخاب کیا کہ سورہ انا فتحنا کے وقف اوّل کی تفسیر لکھوں۔ اس وقف میں پانچ باتوں
کو اکٹھا کیا ہے۔ ابتدا[1] میں فتح مبین کا ذکر ہے۔ اور آخر[2] میں مغفرت گناہ کا۔ درمیان میں
تکمیل نعمۃ[3] اور رہنمائی بطرف راہ راست۔ اور فتح غالب کا بیان ہے[5]۔ اور یہ پانچ چیز
اس شہنشاہ کے لئے بمنزلہ ارکان پنج گانہ کے ہیں۔ (اگر بجائے خمس خمیس پڑھیں
تو یہ معنے ہوں گے۔ اور یہ پانچوں اس بادشاہ کے لئے بمنزلہ ارکان لشکر کے
ہیں) جو یہ ہیں۔ ہر اوّل[1]۔ قول[2]۔ صول[3]۔ سالہ[4]۔ چنداول[5]۔ لہٰذا اکبر کے لشکر
کا مقدمہ انا فتحنا لک فتحاً مبیناً (ہم نے تم کو فتح نمایاں عطا کی) اور پچھلا حصہ
اُس لشکر کا وینصرک اللہ نصراً عزیزاً۔ (مدد کرے گا تمہاری خداوند غالب
کے ساتھ) ٭

شاداب و نہال ہو گئے ۔ اور اُس کی عطا و بخشش کے چشموں کی روانی سے بعد گمنامی و بے نشانی کس قدر حوض طریقت کے پُر آب و مالامال ہو گئے ۔ ذرا دیکھو اُس کی برتری شان کو ۔ اور ملاحظہ کرو اُس کی بلندی قدر و منزلت و مکان کو ۔

صفحہ (۴۳)

اقیال جمع قیل بالفتح مہتر و سردار اور لغت میں بمعنی ملک و شاہ ہے ۔
مُقبلین چومنے والے ۔ یے بوجہ اضافت گر گئی ۔
توازی باہم مقابلہ کردن ۔
ذِروہ بلندی ۔
سماک نام دو ستارہ ۔ ایک کو سماک اعزل اور دوسرے کو سماک رامح کہتے ہیں اور دونوں بمنزلہ دو پائے برج اسد ہیں ۔
ملاک بفتح آڑ ۔ ٹیک ۔ (المنجد) صاحب منتخب بکسر بمعنی اصل ۔ و چیزے کہ برا و قائم باشد چیزے لکھتے ہیں ۔
تُلہّی برگردانندہ ۔ و در لہو و لعب اندازندہ
مآرب جمع ارب بکسر بمعنی حاجت ۔
فِرَق جمع فرقہ گروہ ۔ جماعت ۔
باغیہ سرکش ۔
اقصیٰ انتہا ۔ غایت ۔ دور تر ۔
آثرتُ صیغہ متکلم از ایثار بمعنی برگزیدن
صراط مستقیم راہ راست ۔
غفران بخشش ۔ مغفرت ۔
ذنوب جمع ذنب گناہ ۔

غلمان بکسر جمع غلام ۔ طفل بے ریش ۔ و بمعنی بندہ مستعمل ۔
اماجد جمع امجد بزرگ تر ۔
ارکان جمع رکن بمعنی ستون مراد معتمدین سلطنت
مغازی جا ہائے غزا و جنگ ۔
سمک ماہی زیر زمین جو حامل زمین ہے ۔
جباہ جمع جبہہ بمعنی پیشانی ۔ اور جبہہ برج اسد میں ایک منزل قمر بھی ہے ۔
مُغبّرہ خاک آلود ۔
متمکّن جاگیر ۔
جَنان دل ۔
جلائل جمع جلیلہ ۔ بزرگ ۔
غوامض جمع غامض خفی و پوشیدہ و باریک ۔
افناء مٹانا ۔ فنا کرنا ۔ نابود کرنا ۔
طاغیہ گمراہ ۔
انشراح صدر خوش دلی ۔ فرحت ۔
حیناً بعد حین دمبدم ۔
مقدمہ اگلا حصہ فوج کا ۔ قلب درمیانی میمنہ دھنا ۔ میسرہ بایاں ۔ ساقہ پچھلا انہیں پانچ حصوں کی وجہ سے عربی میں لشکر کو خمیس کہتے ہیں ۔

معروف مشہور - نیک پسندیدہ ٭
صدّ روکنا پھیر دینا ٭
احاسن جمع احسن - بہترین ٭
طائفتہ گرد گردندہ - طواف کنندہ ٭
الیمن بابرکت جمعش ایامن ٭
عاکفتہ اعتکاف میں بیٹھنے والا - عابد -
خلوت نشین ٭
مطاف جائے طواف ٭
شمال بفتح باد شمالی و بکسر خو و طبیعت ٭
نہلان رواں شدن - سیراب کردن مادہ
نہل سے اس وزن کا مصدر چند لغات عربیہ
میں نہ ملا اس لئے نیسان پڑھو جیسا کہ
حاشیہ پر بطور نسخہ لکھا ہے - اگرچہ یہ لفظ
عربی نہیں - رومیوں کا ساتواں مہینہ جبکہ
آفتاب برج حمل میں ہوتا ہے - اس مہینہ
کی بارش کو بھی مجازاً نیسان کہتے ہیں -
(غیاث اللغات)
خمول گمنام شدن - حیا ض کے لئے یہ لفظ ان
معنوں کے ساتھ بے محل معلوم ہوتا ہے -
مناسب مجمل اس لفظ کے کوئی معنے نہ ملے ٭
سُمو بلندی ٭
نَوال عطا و بخشش - استعارہ تخئیلہ کے اعتبار سے
نوال کے ساتھ لفظ میعان بھی مجھے اچھا نہ معلوم ہوا
مکان منزلت و مرتبت و وقارت ٭

ترجمہ مطلب خیز

اُسی کی وجہ سے نور ہدایت و رہنمائی پھیلا ہے ٭ اسی کے لئے مخصوص دعائے زندگی و بقا ہے - اور وہی ہر قوم کا ہادی و رہنما ہے ٭ کھل مل گئے ہیں (ٹپکتے ہیں) پاکیزہ اور عمدہ فیض ہارون میں اُس کے خصائل پسندیدہ کے ٭ مسلسل و متموج ہیں - حوض اُس کی بخشش کے چشموں سے اُس کے آثار حمیدہ کے ٭ نسیم حاصل کی بہار عدل و احسان نے باد شمالی کے چلنے کی جگہ میں اُس کی مکرمت کے ٭ اور شگفتہ ہو گئے ہیں - باغ علم و فضل کے اُس کے آب صاف کے بہنے کی جگہ سے مرحمت کے ٭ کوئی نشان محرمات اور ممنوعات کا اُس کے زمانہ میں نہیں - اس درجہ احکام خدائی کا وہ حافظ و نگہبان ہے ٭ اُس کے اجرائے احکام سے کوئی تجاوز کرے یہ کب کسی کی تاب و توان ہے ٭ روکنا بُرائی سے اُس کے نزدیک ایک امر معروف و مقبول ہے ٭ اور پھیر دینا بھلائی اور نیکی سے ایک فعل نامعلوم و مجہول ہے - جس کی طرف اسناد و اعتماد نامعقول ہے ٭ خوشترین القاب والا اُس کے کعبہ جمال کے گرد طواف کرنے والا ہے ٭ اور متبرک او ہمایوں والا اُس کے طواف گاہ کمال میں اعتکاف کرنے والا ہے - دیکھو اُس کے اقبال کے جریان آب سے بعد پژمردگی باغہائے شریعت کیسے سرسبز و

مطابقت قدم پر قدم رکھنا۔ پیروی *
سبک پگھلنا۔ و **سکب** بہنا۔ ٹپکنا *
حمائل حمیل۔ سینہ کا ایک زیور *
مناہل جمع منہل چشمہ۔ گھاٹ *
مخائل جمع مخیلہ۔ آثار و علامات و ابر
سیلے باران (الفرائد الدریہ)
روض جمع روضہ۔ باغہا مثل ریاض *
مخمر خمیر کرنے والا۔ گوندھنے والا۔ اسم فاعل
از تخمیر
راح شراب *
اراقم جمع ارقم مار سیاہ (منتخب)۔
مساحب جمع مسحب کھینچنے کی جگہ *
ارج بوے خوش *
مساکب جمع مسکب پانی بہنے کی جگہ *
فالج بفتحتین جوے خرد *
رشاد راہ راست پر ہونا *
شمائل جمع شمال و شمیلہ خصائل نیک *
جوابات جمع جوابی جو در اصل جوابی تھا۔
جس کا واحد جابیہ ہے بمعنی حوض *
تنسم باد نرم پانا *
مہب ہوا چلنے کی جگہ *
شمال باد شمالی *
مصب جائے ریزش *
رسم نشان، آئین و عادت و قاعدہ و
قانون ۔ و تعریف شے بعرضیات جیسے
تعریف انسان بہ ماشی و ضاحک *
تعدی تجاوز *
نہی منع کرنا۔ نہی عن المنکر بدی سے
منع کرنا *
امر بالمعروف بھلائی کے کرنے کا حکم
دینا۔ حکم اسم وحد مصطلحات منطق منکر۔
معروف امر و نہی۔ محارم۔ اصطلاحات
فقہ۔ امر۔ حکم۔ نہی۔ تعدی۔ معروف و
مجہول۔ فعل۔ اسناد۔ مسند الیہ۔ اصطلاحات
صرف و نحو۔ ان الفاظ میں صنعت ایہام
تناسب ہے یا مراعاۃ النظیر *
استراض سرسبز و شاداب شد *
غرب البعد *
ذبول پژمردن۔ کمھلانا *
استغاض پر شد۔ بھر گیا۔ ماضی از
استغاضہ بھر جانا پانی کا کناروں تک حتی
کہ بہنے لگے *
حیاض جمع حوض *
سیعان جاری شدن *
تبسم ہنسنا۔ کھلنا *
حدود جمع حد سزائے گناہ۔ و احکام۔
و غایت۔ و قدرت و طاقت۔ تعریف شے
بذاتیات جیسے تعریف انسان بہ ناطق۔
محارم امور ممنوعہ *
منکر بفتح کاف امر بد و قبیح و ناشایستہ۔

خوشخبری ومژدہ دیا رباعی

ہے اُن کا خیال بار جاں خلوت میں ہے پیش نظر جمال بھی جلوت میں
دے اُن کو خداوند تحفہ ہائے رحمت بڑھکے ہوں جو ریگ دشت سے کثرت میں

درود ہو اللہ کا اور سلامتی اُن پر اور اُنکی آل اطہار و اصحاب کبار اور پیروان اخیار پر
بعد حمد و نعت و منقبت کے (واضح ہو) کہ یہ خطبہ ایک فتح والا تحفہ اور خوش بختی کا ہدیہ بمنزلہ دعا لطف خداوند تعالے وتبارک سے التجا کرنے والے فقیر حقیر ابوالفضل بن شیخ مبارک کی طرف سے (رکھولے اللہ اُس پر دروازے فضل کے اور افضال کے اور ظاہر کرے اُس پر نشانیاں جمال وجلال کی) اُس شخص کی درگاہ میں ہے۔ جو شاہنشاہ اور عالم والوں کے لئے پناہ ہے + اور دُنیا میں سایہ اللہ ہے + روز قیامت سایہ لطف الٰہی میں پناہ لینے والوں کا پیشوا۔ شہنشاہ شرق وغرب وشیر بیشۂ حرب ہے۔ اللہ کی طرف سے تائید یافتہ وکامگار ہے۔ اور قوت یافتۂ لشکر پروردگار ہے۔ قلعوں کی فتح کی کنجی اُس کی تلوار ہے + گھروں کے لئے اُس کا ذکر چراغ پُر انوار ہے + جو اس کی مخالفت کے میدان میں گیا اُس کو آب رودخانہ بہا لے گیا اور اُس کو عنقا اُڑا لے گئی۔ یعنی اُس کے لئے ہلاکت ہے + اور جو تیزی سے اُس کے شکارگاہ اطاعت میں اُڑ کے گیا اُس کی عمر دراز ہو گئی اور اُس کے لئے خوبی عیش وراحت ہے۔ **اشعار**

وہ ہے معمار قصر فتح میدان فضیلت میں ہے باغ مکرمت میں بونیوالا نخل نصرت کا
ہے تخمیرے راحت سرشت لطف میں اُسکی اور اُس کے خشم سے آثار زہر ما ہیں پیدا

وہ ایسے جانشین نبی ہیں کہ اُن کی ہمت کے دامنوں کے کھنچکے چلنے کی جگہ سے نکلتی ہے خوشبو نیابت نبوی کی + اور اُن کے ارادہ وعزم کی نہروں کے جاری ہونے کی جگہ سے جاری ہوتی ہے نہر پیروی مصطفوی کی +

صفحہ (۲)

مُعمِر آباد کرنے والا۔ از تعمیر +
فاَرِح صیغہ ماضی از فوح خوشبو کا پھیلنا
ساحۃ میدان۔ صحن +
اذیال جمع ذیل بمعنی دامن +
غارس بونے والا۔ از غرس +
سَاحَ ماضی از سیح رواں شدن آب
رَوح آسائش ورحمت +
نُہمت حرص وہمت (منتخب)

مُلتجی از التجا۔ پناہ گیرندہ ✣
جمال حُسن صُورت و سیرت ✣
جلال شان و شوکت ✣
لاُجل برائے ✣
کہف پناہ و غار ✣
امام پیشوا ✣
مُستظلّین جمع مُستظل۔ سایہ لینے والے مراد بادشاہ۔ یعنی سایہ گیرندہ بہ سایۂ لُطف الٰہی
یوم العرض پیشی کا دن مراد روز قیامت۔
ضرغام شیر ✣
غابہ بیشۂ شیر ✣
مؤیّد تائید یافتہ ✣
مُشدّد قوت یافتہ ✣
جُند لشکر۔ اجناد و جنود جمع ✣
مفتاح کھولنے کا آلہ۔ کلید۔ کُنجی جمعش مفاتیح ✣

قِلاع جمع قلعہ۔ دژ۔ بارہ ✣
ذکر یادگاری ✣
مِصباح آلۂ نور و روشنی۔ اسے چراغ جمعش مصابیح ✣
بِقاع جمع بقعہ۔ جا و مقام و مکان ✣
مَصافّ جائے صف، زدن میدان جنگ
سَاَل بہ اُسے بہائے لیا ✣
وادی رود خانہ۔ (منتخب)
طَار بہ اوڑا لے گیا ✣
عَنقاء بفتح مونث اعنق اسے گردن دراز ایک فرضی پرندہ جس کی تعریف میں معلوم الاسم و مجہول الجسم کہتے ہیں۔ و داہیہ و مصیبت (بلا (منتخب)
طَار بہ العنقاء کنایہ از ہلاک الشی و بطلانہ ✣
مَصاد شکارگاہ۔ جائے صید ✣
اِنقیاد مطیع و فرمانبردار ہونا ✣

ترجمہ مطلب خیز

اے علم و حکمت کے دروازوں کے کھولنے والے اور اے نعمت و عطا کے جھنڈوں کے بلند کرنے والے جس چیز کی ہمیں شناسائی نہیں ہے۔ اُس کا شناسا اپنے فضل سے بناوے اور جس چیز کا ہم کو علم نہیں اُس کا علم ہم کو سکھادے۔ رباعی

اے فاتح در بستۂ اقسام حِکم
اے رافع رایات عطاہائے و نعم
کُن عارفم از ہرچہ کہ نشناختہ ام
آموز ز علم از آنچہ نادان ہستم

اُس ذات کی ہم حمد و ثنا کرتے ہیں۔ جس نے مخلوق کے پاس اپنا رسول امین بھیجا۔ اور خطاب اِنّا فَتَحنَا لَکَ فَتحاً مُّبِیناً۔ (ہم نے تم کو فتح نمایاں عطا کی) سے اُس کو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

دفتر سوم انشائے ابوالفضل

جس میں خطبے خاتمے کتابوں اور دیباچوں کے انتخاب اور دوسری نثریں ہیں

خطبہ کچھ آیات سورہ فتح کی تفسیر کا

فاتح کھولنے والا - فتح کرنے والا چونکہ یہ خطبہ بعض آیات سورہ فتح کی تفسیر میں ہے لہٰذا یہ لفظ بطور براعت استہلال آیا ہے ٭

حکمت علم و عمل بقدر طاقت بشری جمعش حِکَم ٭

رافع بلند کرنے والا ٭

اَعلام جمع عَلَم رایت - نشان - جھنڈا -

ایادی جمع ایدی بمعنی نعمت ٭

مُبین روشن و واضح ٭

جَلیس ہمنشین

رِمال جمع رَمل ریگ - ریت - بالو ٭

فَلَوات جمع فلاة - بیابان ٭

خَلَوات جمع خلوت تنہائی ضد جلوت -

صِلات جمع صِلہ انعام و بخشش و عطا -

صَلَوات - جمع صلواة درود و رحمت ٭

اَضعاف جمع ضِعف بکسر بمعنی دوچند -

اضاعیف جمع الجمع ضِعف بمعنی بسیار -

تابع پیرو - وہ شخص جس نے صحبت صحابہ جناب رسالت مآب پائی ہو ٭

سے اور کچھ رحم کھا کر اس کے شریک ہو گئے اور اُس نے پٹنہ پر حملہ کر دیا۔ شیخ بنارسی اور غیاث الدین کی بزدلی سے وہ پٹنہ پر قابض ہو گیا۔ یہ خبر سنتے ہی عبد الرحمن پٹنہ آیا۔ دریائے پن پن پر لڑائی ہوئی۔ مگر پہلے حملہ میں قطب الدین اور اس کے شریک بھاگ نکلے۔ قطب الدین قلعہ میں گھس گیا۔ عبد الرحمن ساتھ ہی اس کے پیچھے پہنچا۔ اور اس کو قتل کر دیا۔ جب بعد کامیابی عبد الرحمن دربار جہانگیر میں پہنچا۔ تو اس کی بڑی عزت ہوئی۔ چند دن بعد ہی بیمار ہوا۔ اور باپ سے گیارہ برس بعد سن ایک ہزار بائیس میں مر گیا۔

پشوتن نے جہانگیر کے عہد میں سات سو پیادہ اور تین سو سوار کی افسری تک ترقی کی۔ مگر شاہجہان کے عہد میں پانصدی کا منصب پایا۔ اور ۱۵ سنہ جلوس شاہجہانی تک خدمتیں سر انجام دیتا رہا۔

۱۳ مارچ ۱۹۳۰ء

سید اولاد حسین شاداں بلگرامی

سلیم کو یہ سب خبریں پہنچتی رہتی تھیں۔ اور جانتا تھا کہ شیخ کا دل میری طرف سے کیسا ہے۔ اس لئے ڈرا کہ اگر ابوالفضل آگیا۔ تو پھر باپ اور بھی ناراض ہو جائے گا۔ لہذا راجہ نرسنگھ دیو کو لکھا جو صوبہ اُجین میں رہا کرتا تھا کہ نروا اور گوالیار کے آس پاس گھات میں لگا رہے اور جہاں موقع ملے اس کا سر کاٹ کے میرے پاس بھیج دے۔ بہت سے انعام اور منصب پنجہزاری کا اس کو امیدوار کیا۔ راجہ نرسنگھ دیو ایک ہزار سوار اور تین ہزار پیادے لے کر ابوالفضل کی تاک میں رہا۔ شیخ جب کالا باغ پہنچا۔ اور نروے کا رخ کیا تو یہ لوگ اس پر ٹوٹ پڑے۔ شیخ کے تین سو سپاہی بہت بہادری سے لڑے۔ مگر مخالفین کی تعداد زیادہ ہونے سے سب کے سب کٹ مرے۔ شیخ کی لاش جب دیکھی گئی۔ تو اس پر بارہ زخم آئے تھے۔ اکبر کو جب اس کی خبر ہوئی۔ تو بہت غم کیا۔ اور اس کی لاش بے سر آنے پر یہ شعر پڑھا۔

شیخ ما از شوق بے حد چوں سوئے ما آمدہ ز اشتیاق پائے بوسی بے سر و پا آمدہ

ابوالفضل کی قبر گوالیار سے پانچ کوس کے فاصلہ پر انتری میں اب تک موجود ہے۔

چونکہ امراء دربار اس سے خوش نہ تھے۔ اس لئے کوکلتاش نے اس کی موت پر یہ مصرعہ تاریخی کہا۔

ے تیغ اعجاز نبی اللہ سر باغی بریدؔ

مادہ تاریخ لفظ باغی ہے۔ سر اصطلاح معمیٰ میں حرف اول لفظ کو کہتے ہیں۔ اور لفظ برید ن وغیرہ حذف حرف یا لفظ پر دال ہوتے ہیں۔ لفظ باغی میں سے اگر حرف بائے موحدہ باشارہ "سر باغی برید" دور کر دیا جائے۔ تو الف و غین و یائے تحتانی باقی رہتے ہیں۔ اور حساب جمل میں ان تینوں حروف کے اعداد ایک ہزار گیارہ ہوتے ہیں۔ یہی سن قتل ابوالفضل ہے۔ اس صورت بیان کو فن تاریخ گوئی میں تخرجہ کہتے ہیں۔

ابوالفضل کا بیٹا عبدالرحمٰن باپ کے ساتھ دکن کی لڑائیوں میں رہا۔ اور خوب جوہر شجاعت دکھائے حیات ابوالفضل میں عبدالرحمٰن کے یہاں سن نو سو ننانوے میں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام اکبر نے پشوتن رکھا۔

جہانگیر نے اپنے زمانہ حکومت میں ابوالفضل کی طرف سے غصہ کو بھلا کر عبدالرحمٰن کو دو ہزاری منصب دیا۔ اور افضل خاں خطاب مرحمت فرمایا۔ اور سن تیس جلوس جہانگیری میں اسلام خاں اس کے ماموں کی جگہ کو بہار کا صوبہ دار بنایا۔ بلکہ گورکھپور بھی اس کی جاگیر میں دے دیا۔ جب عبدالرحمٰن بہار کا صوبہ دار تھا۔ تو پٹنہ صدر مقام تھا۔ اور اس کی طرف سے شیخ بنارسی اور مرزا غیاث الدین پٹنہ کے حاکم تھے۔ ایک جعلساز فقیر قطب الدین نام وہاں آیا۔ اور لوگوں کو بہکایا۔ کہ میں جہانگیر کا بیٹا خسرو ہوں۔ کچھ لوگ لالچ

کے اکبر نے خود مجھے طلب کیا۔ مگر قیاس یہ چاہتا ہے کہ فیضی محرک ہوئے ہوں کیونکہ ایشیا کے امراء وشاہان کو قلت اختلاط عامہ ناس کی وجہ سے کسی صاحب کمال کی اطلاع ہی نہیں ہوا کرتی ہے۔ چہ جائیکہ ابوالفضل ایسا شخص جس کا ہر شخص دشمن تھا۔

ابوالفضل کا بیان ہے۔ کہ جب بادشاہ نے مجھے بلایا۔ تو دربار میں جانے کو میرا دل نہ چاہتا تھا۔ کیونکہ میں آزادی اور تجرد کو پسند کرتا تھا۔ مگر باپ اور بھائی نے بہت طرح سے سمجھایا۔

جب اکبر مہم بنگالہ پر گیا ہوا تھا۔ تو وہاں سے فیضی لکھتے تھے۔ کہ اکبر تم کو بہت یاد کرتے ہیں۔ جب پٹنہ کو فتح کر کے اجمیر گئے۔ تو اجمیر سے بھی فیضی نے یہی کلمات لکھے۔ میں نے اس زمانہ میں سورۂ فتح کی تفسیر لکھی جب اکبر اجمیر سے فتحپور آئے۔ تو میں دربار میں گیا۔ اور اُس تفسیر کو پیش کیا۔

پہلے پہل ابوالفضل کو گھوڑے داغ کرنے کی خدمت سپرد ہوئی تھی۔ چونکہ ابوالفضل ایک عالم اور انشاپرداز تھے۔ اور اکبر جوہر شناس تھا۔ اس لئے اکبر نے دارالانشاء کی خدمت ان کے سپرد کی۔ ابوالفضل ہر حکم کو بہت احتیاط اور جانفشانی سے انجام دیتا تھا۔ اس لئے بہت جلد اکبر کا معتمد اور معتبر بن گیا۔

۹۹۳ھ کے جشن میں منصب ہزاری ملا۔ اور ۹۹۹ھ میں جہانگیر کے بیٹے خسرو کے استاد بنے۔ سن ایک ہزار میں دو ہزاری منصب ملا۔ اس کے بعد ڈھائی ہزاری ہو گئے سن ایک ہزار چھ میں ابوالفضل مہم دکن پر مقرر ہوئے۔ تخمیناً تین سال دکن کی مہم میں صرف ہوئے۔ ایک ہزار نو میں بیس ہاتھی مع ہتھال اور دس عمدہ گھوڑے انعام میں ملے۔ اور ایک ہزار دس میں ایک خاصہ کا گھوڑا ملا اسی سن میں پچاس ہزار روپیہ بھی ملا۔ بلکہ ایسے انعامات ہر سال ملا کرتے تھے۔ اسی سال میں پنجہزاری منصب بھی عطا ہوا۔

رمضان ۱۰۱۰ھ میں اکبرنامہ کی جلد سوم کیا ختم ہوئی کہ تصنیف ہی کا خاتمہ ہو گیا۔

چونکہ ابوالفضل ہر ایک کی سچی بات اکبر سے کہدیا کرتا تھا۔ چاہے وہ بات کسی شہزادہ کی ہو یا امیر کی لہذا شہزادہ سلیم (جہانگیر) اسے اپنا چغلخور سمجھ کر ہمیشہ اس سے ناراض رہتا تھا۔

سلیم نے الہ آباد پہنچ کر دعوی سلطنت کیا تھا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوانا تھا۔ اس کے اس فعل سے اکبر ناراض تھا۔ مگر جب دکن سے اکبر پلٹ کے آیا۔ تو سلیم سے ظاہری صورت حال کو درست کر لیا تھا۔ سن ایک ہزار گیارہ میں سلیم نے پھر شاہزادہ سلامتی کو پھوڑا تو اکبر نے ابوالفضل کو دکن سے بلوایا۔ ابوالفضل دکن کا کام اپنے بیٹے عبدالرحمن کے سپرد کر کے چل کھڑا ہوا۔ اور اکبر کو لکھا۔ کہ میں بہت شہزادہ کو آپ کی خدمت میں مناسب خواہ نامناسب حالت میں پیش کر دوں گا۔

کبھی جملے تو پیچیدار نہیں ہوتے ہیں۔ پھر بھی طرز بیان ایسا ہوتا ہے۔ کہ معانی حاصل کرنے میں اشکال پیدا ہو جاتا ہے۔ جیسے

(۱) من دوستدار جہانیاں را جہان دشمنے کہ دشمنی دشمن عالمیان باشد چہ عطیہ الیست کبری و موہبتے ست عظمی۔

(۲) و نیز در نصیحتہاے باستانی طلسم ساز پیکر و فن را بہ سیمابی سو شنا ساخته اند تو اند در ہم شکست و بے پیوستن بے نشان جدائی در پے گزند

(۳) بدیں نامۂ ناموز دیر یاز ٭ بماندم بود نام او را دراز

کنایات و استعارات نے بھی کی اس کتاب میں کثرت ہے۔ اس کتاب کو اور بھی مشکل کر دیا ہے

شیشہ جانی عدم تحمل	**وادی ایمن** طریقۂ تصفیہ باطن
معاملہ جا دنیا	**بازار ائے سوداگری** ارتکاب امر بے امید
مرگستان جان کنان خواہش مضامین ستائش	**نفع خود** بخلوص نیت
امراد اظہار تمنا۔	**وسط المطالب**۔ متوسط میان تجرد و تعلق
نور پذیری۔ مطالعہ و استفادہ	
باران روشنی مضامین	**پردگیان آسمانی**۔ معانی نو مضامین

مورخین سابقین پر یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ نفع کی امید میں جھوٹی باتیں لکھ دیتے ہیں۔ اور حقیقت پر پردہ ڈال دیتے ہیں۔ جیساکہ دیباچہ دفتر اول اکبر نامہ میں خود تحریر فرماتے ہیں:۔

"آزمندان تباہ سرشت د ہرزہ لایان شوریدہ سر بکار دائی خود نادرست گفتارہا درآوردند وبہ دانستگی حق را باطل آمیز گردانیدند"

پھر آپ ہی اکبر کے ہر عیب کو چھپاتے ہیں یا ہر ممکن تاویل سے اس پر پردہ ڈالتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ہر مورخ۔ خوش اعتقادی۔ محبت۔ یا نفع کے خیال سے۔ یا پروپگنڈے کے لحاظ سے اس قسم کے امور کا مرتکب ہوا کرتا ہے۔ مگر جب ابوالفضل خود اس سے نہ بچ سکے۔ تو پھر دوسروں پر اعتراض کر کے خود را فضیحت و دیگراں را نصیحت کا مصداق بنتا ہے۔

داخلہ دربار اکبری و خدمات

خود ابوالفضل تو یہ لکھتے ہیں۔ کہ بغیر کسی کی تحریک یا میری درخواست یا سفارش کسی امیر دربار

اوّل اشرف الاشراف اس میں حکما و علما و سادات و اتقیا داخل ہیں۔ دوسرے اشراف اس میں امرا وکانشتکار وغیرہ شامل ہیں۔ تیسرے درمیانی لوگ۔ اس میں پیشہ وروں اور سوداگروں کا شمار ہے۔ چوتھے ادنیٰ درجہ کے لوگ جو ان سے کمتر ہیں۔ جیسے پاجی اور آوارہ گرد لوگ۔ اور ہر ایک کے لئے جداگانہ سزا مقرر ہے۔ کہ وقتِ اظہار نیکی ان سے کیا سلوک کیا جائے۔ اور برائی کا بدلہ ہر ایک کو کیا دیا جائے۔

یہاں تک نقل کرکے چھوڑ دیتے تو کچھ حرج نہ تھا مگر اس پر ابوالفضل اظہار رائے کرتے ہیں "والحق اگر ہر بدکنندہ را یکساں مالش نمایند پائے از شاہراہ معدلت کمسو کردہ باشند"

چونکہ جرم یکساں ہے۔ پھر چاہے کوئی شریف ہو یا رذیل اگر کوئی مذہب سزا میں تفاوت تجویز کرتا ہے۔ تو وہ مذہب قابلِ نفرین ہے۔ بلکہ ایک عالم اور حکیم سے بالنسبت جاہل کے زیادہ مواخذہ کیا جائے تو بجا ہے۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے۔ حسنات الابرار سیئات المقربین۔ مگر ابوالفضل ایسے خیال کا آدمی اس تفاوت سزا کی تحسین کرتا ہے۔ مذہب کا اندھا اسی کا نام ہے۔

سوا چند قلیل الاستعمال الفاظ کے لغات مشکلہ اپنی عبارت میں نہیں بھرتے۔ مگر جملہ در جملہ کرکے ایسا پیچیدہ کر دیتے ہیں۔ کہ مبتدا و خبر و فعل و فاعل و مفعول کا پتہ بہت غور کے بعد چلتا ہے۔

مثلاً (۱) اگر نہ داعی دعائے بوحی بودے، زگرداب بیحیائی کہ زبان طلب در درگاہ کرم تو مقتضائے حکمت بالغہ آنچنانکہ بایستے بظہور در آوردہ دراز کردہ بودم کے سر برمی آوردم

غرض بیان یہ ہے۔ باوجودیکہ بمقتضائے حکمت بالغہ آنچنانکہ بایدہرشئے بظہورمی آری زبان طلب در درگاہ کرم تو دراز کردہ بودم۔ از گرداب بیحیائی کے سر بر آوردم اگر نہ داعی دعائے بوحی بودے۔

(۲) سررشتہ معاملات دنیوی وانگاہ از سرکار خود نگاہداشتن چوں راہ مخالفت سپردن یافطرت بلکہ طبیعت بود۔ دریں مدت کہ چہ مثل پست ہمتاں دنیوی وچہ بغیر آں درگردہ بے شکوہ عاشقان دُنیا مبعوث است بسر وقت آں نمی آمد۔ وہموارہ ایں را از طول عمل وشور حرص وطغیان آزدانستہ بمہات سرکار خود نمیرسد۔

(۳) ہمانا کہ روزگار دست نوازش چیلے برسر لطان خود کشیدہ باشد کہ مثل خواجہ نصیرے را بامثال ایں مقدرات گویا دارد۔ تا حال نازشے بر اہتمام خود کند کہ مثل من طالب صلح کلی را در خارستان منازعت آسودہ خاطر اں کوئے عدم می اندازد۔

سے جو خیالات ان کتابوں کی نسبت دل میں گذرے ہیں۔ ان کا اظہار کیا ہے۔ گویا ان کتابوں پر ریویو ہے اکثر جگہ نفس ناطقہ کے مراتب عالیہ۔ طبیعت کی وارستگی ترک تعلق و تجرد۔ آزادی دل۔ دین و دنیا سے بیزاری کے مطالب کو خوب حکیمانہ انداز سے ادا کیا ہے۔ اور بلند پروازی خیالات کا ڈھیر لگا دیا ہے اس دفتر کے دیکھنے والے کو فلسفہ و حکمت و تصوف و اشراق کا جاننا لازم ہے۔ تب اس کے مطالب سمجھے جا سکتے ہیں۔

کچھ سادہ بیاضوں پر دیباچے شعرائے کاملین کے پسندیدہ اشعار کسی کتاب کی عبارت یا تاریخی روایات۔ اپنے کہے ہوئے اشعار۔ حساب و کتاب کی یادداشت لکھا کرتے تھے۔ ان بیاضوں کی کچھ عبارتیں بھی اس دفتر میں ہیں۔

جہانگیر نے حالت شاہزادگی میں خطاطوں کے کتبے جمع کئے تھے۔ اور اس کا نام مرقع شاہی رکھا تھا۔ اس پر جو خطبہ ابوالفضل نے لکھا تھا۔ وہ بھی اسی میں ہے۔ اس خطبہ میں مختصر طور پر مشاہیر خوشنویساں و موجدین خط اور خط کے ترقی دینے والوں کا ذکر کیا ہے۔ مخالفین کی وجہ سے مبارک کو جو تکالیف اٹھانا پڑے ہیں۔ ان کا بیان مفصل کیا گیا ہے۔ سید امیر حیدر بلگرامی تاریخ اکبری میں دفتر چہارم ابوالفضل کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ شاید اس سے مراد رقعات ابوالفضل ہو۔ حافظ سید عبدالجلیل بلگرامی ثم المارہروی کے پاس میں نے بھی ایک کتاب دیکھی تھی۔ یہ یاد نہیں کہ دفتر چہارم انشاء ابوالفضل تھا۔ یا رقعات ابوالفضل۔ غالباً رقعات ابوالفضل کی جلد تھی۔

انتقاد۔ ابوالفضل کے خیالات بلند اور حکیمانہ ہیں۔ مگر بعض مرتبہ اندھے منہ گر پڑتے ہیں۔ کہ ان کے ایسے آدمی سے سخت ابعید معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ دفتر سوم میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ:۔

ایک سید عراقی جو یگانہ زمانہ تھا۔ اور علم کو عمل سے اور قول کو فعل سے مزین رکھتا تھا۔ اس پر ان بدمعاش ملاؤں نے تہمت لگائی مگر توجہ شاہنشاہی سے اس پر قابو نہ پا سکے۔ ایک دن ہمایوں کے دربار میں عرض کیا کہ جب بنا بر فتویٰ گواہی سید کی مردود ہے۔ تو پھر پیش نمازی کے سزاوار یہ کب ہو سکتے ہیں اور بعض کتب حنفیہ سے بطور استشہاد کے عبارتیں پیش کیں۔ ان میں لکھا تھا۔ کہ اشراف عراق کی گواہی نہیں مانی جا سکتی۔ وہ بیچارہ سید بہت پریشان ہوا۔ اور مبارک سے آکر واقعہ بیان کیا۔ اس سید کی ان الفاظ میں تسلی کر دی۔ کہ یہ لوگ اس روایت کے معنی نہیں سمجھے۔ کتب حنفیہ میں اکثر جگہ تشریح کی گئی ہے۔ کہ اس روایت میں عراق سے مراد عراق عرب ہے نہ عراق عجم۔ اور یہ باشندہ عراق عجم تھا اور یہ لوگ اشرف اشراف اور اشراف میں بھی تمیز نہ کر سکے۔ سزاوار سزا کے یہ ردر ہے مفر ہیں۔

تصنیفات (۱) اکبرنامہ تین دفتروں میں۔ (۲) دفتر سوم آئین اکبری۔ (۳) کچکول خورد و بزرگ (۴) ترجمہ مجموعہ حکما بعبارت سہل عربی۔ (۵) عیار دانش ترجمہ کلیلہ و دمنہ بعبارت سہل فارسی۔ (۶) جامع اللغات ایک مختصر کتاب لغات۔ شاید زمانہ طالب علمی میں انہیں جمع کیا ہے۔ اس میں کوئی خوبی نہیں ہے۔ (۷) رزمنامہ ترجمہ مہابھارت پر دو جزو کا خطبہ لکھا ہے۔ (۸) **رقعات** اس میں خان خانان کے بارہ میں جو کچھ لکھا ہے۔ اُسے پڑھ کر شرم آتی ہے۔ حالانکہ پہلے دفتر میں جو فرامین اکبر کی طرف سے اور دوسرے دفتر ابوالفضل میں جو خطوط اپنی طرف سے لکھے ہیں۔ اُن سے بجد اظہار محبت ہوتا ہے۔ (۹) انشاء **ابوالفضل** تین دفتر ہیں۔ (۱۰) تفسیر سورۂ فتح

مکاتبات علّامی

یعنی انشاء ابوالفضل جو پہلے سے درس فارسی میں داخل ہے۔ مگر دفتر اول و دوم۔ اسی وجہ سے بیشتر کے لوگوں نے شرح بھی دفتر اول و دوم ہی کی لکھی۔ اب پنجاب یونیورسٹی نے دوبارہ دفتر اول و سوم کو داخل نصاب امتحان منشی فاضل و ایم۔ اے فارسی کیا ہے۔ اس کتاب کو شیخ عبدالصمد نے جو ابوالفضل کے بھانجے اور تربیت یافتہ تھے۔ مرتب کیا ہے۔

دفتر اوّل۔ اس میں اٹھارہ مراسلے اکبر کی طرف سے سلاطین ایران و توران وغیرہ کو لکھے گئے ہیں۔ اور وہ فرامین بھی ہیں۔ جو سلطنت کی طرف سے امرار دولت کے نام جاری ہوئے ہیں معانی کا ہجوم۔ فقروں کی چستی۔ مضامین کی بلندی۔ کلام کی صفائی۔ زبان کا زور۔ الفاظ کا شکوہ۔ سلطنت کے مقاصد۔ ملکی مطالب۔ اُن کے فلسفیانہ دلائل۔ آئندہ کے نتائج مرقوم ہیں۔ حکیمانہ کلام سے یہ دفتر مملو ہے۔ عبداللہ اوزبک کہا کرتا تھا۔ کہ اکبر کی تلوار تو دیکھی نہیں۔ مگر ابوالفضل کا قلم چھکے چھڑائے دیتا ہے۔

دفتر دوم۔ اس میں خود ابوالفضل کے خطوط اور مراسلے ہیں۔ جو امراد احباب و اقربا کے نام لکھے ہیں اس دفتر کے مطالب اور قسم کے ہیں۔ اس میں بعض مراسلے جو خان خاناں یا کوکلتاش کے نام لکھے ہیں۔ وہ دفتر اوّل کے طرز پر ہیں۔ اور باقی دفتر سوم کے خیالات ہیں۔ ان دونوں دفتروں کے کما حقہ سمجھنے کے لئے لازم ہے۔ کہ پہلے بابر۔ ہمایوں۔ اور اکبر کی تاریخیں۔ پھر سلاطین صفویہ ایران اور عبداللہ خاں اوزبک توران کے حالات پڑھنے والے کی نظر سے گذرے ہوں ورنہ کوئی حظ نہیں اٹھایا جا سکتا۔

دفتر سوم۔ اس میں بعض کتابوں کے دیباچے ہیں۔ اور بعض مصنفین سلف کی کتابوں کے دیکھنے

اور ابوالفضل نے بھی اپنی بھدرا کی۔ مزہ تو یہ ہے کہ شیخ مبارک کی وفات پر بھی ان دونوں بھائیوں نے اپنی بھدرا کرائی۔

شاہ ابو المعالی لاہوری اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں۔ کہ میں ابوالفضل کو اچھا نہیں سمجھتا تھا۔ ایک رات کو خواب میں دیکھا۔ کہ ابوالفضل آیا۔ اور نبی علیہ السلام کا جبہ پہنے ہوئے ہے دریافت کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ اس کی بخشش کا وسیلہ اس کی ایک مناجات ہوئی۔

ذخیرۃ الخواتین میں لکھا ہے۔ کہ رات کو فقرا کی خدمت میں جاتا تھا۔ اشرفیاں نذر میں دیتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ ابوالفضل کے لئے سلامتی ایمان کی دعا کرو۔

انشاپردازی شیخ کی انشاپردازی اور واقعہ نگاری کی تعریف نہیں ہوسکتی۔ ہر مطلب کو بڑی خوبی سے ادا کرتے ہیں۔ کوئی جزئی بات بھی اس واقعہ کے متعلق چھوٹنے نہیں پاتی۔ دوسرے انشاپرداز بہار و باغ و گل و بلبل و بزم و حسن و جمال سے عبارت میں ندرت پیدا کرتے ہیں۔ مگر ابوالفضل اپنے پاکیزہ اور حکیمانہ خیالات کو سادہ الفاظ میں اس طرح ادا کرتا ہے۔ کہ ہزاروں رنگینیاں اس پر قربان ہیں۔ اپنے لطف خیالات کو شستہ الفاظ میں ڈھال لیتا ہے۔ اور نئے ڈھنگ سے لکھتا ہے۔ جتنا لکھتا ہے۔ عبارت کا زور بڑھتا جاتا ہے۔ گو عربی الفاظ کو ترک نہیں کیا ہے۔ مگر کثیر الاستعمال الفاظ عربیہ عبارت میں صرف کرتے ہیں۔

عربی مرکبات کے تراجم فارسی میں کیا خوب کئے ہیں۔ بطور نمونہ چند الفاظ لکھے جاتے ہیں۔

پہلو جویا محتمل المعانی کجاساز جامع شب نشین قائم اللیل و نزاھن۔ ایزد توانا موید من اللہ آویزش درونی۔ مجاہدہ پالغز ذلات و مغالطہ داد و ستد معاملات بایستگاہ محل ضرورت

امین احمد رازی نے اسی زمانہ میں تذکرہ ہفت اقلیم لکھا ہے۔ اس ایرانی کا انصاف قابل داد ہے۔ کہ ایک ہندی نژاد کے بارہ میں اس طرح اظہار حق کرتا ہے۔

بے شائبہ تکلف و سخنوری و بے غائلہ تعلف و مدح گستری امروز در عقل و فہم نظیر و عدیل ندارد۔ باآنکہ در خدمت شاہنشاہی چوں عرض بجوہر قائم است اگر ساعتے فرصت می یابد اوقات را بتحصیل سخنان فضلا و تحقیق مطالب حکما مصروف می دارد۔ و در انشا ید بیضا دارد۔ چہ نوادر حکایات بعبارت تازہ در سلک تحریر می کشد۔ و از تکلفات منشیانہ و تصنیفات مترسلانہ اجتناب واجب می داند شاہد ایں معنی اکبرنامہ است۔ و ہمچنیں بشعر خواندن رغبت بسیار دارد۔ و بہ نزاکت و دقت نظم نیک میرسد۔ و احیاناً بنا بر آزمودن طبع جواہر نظمے از کان اندیشہ بیروں می آرد۔

تربیت یافتہ تھے۔

مذہب کے بارہ میں ابوالفضل اپنا خیال اس طرح ظاہر کرتے ہیں۔ کہ کوئی مذہب ایسا نہیں۔ جو بالکل اچھا ہو۔ اور اس میں کوئی عیب نہ ہو۔ اور نہ کوئی مذہب ایسا ہی ہے۔ جو سراسر برا ہو۔ اور اس میں کچھ بھی اچھائی نہ ہو۔ الحق نہایت خوب بات کہی ہے۔

ملا عبدالقادر بدایونی اپنی تاریخ میں ابوالفضل کے مذہب کے بارہ میں لکھتے ہیں۔ کہ سنہ ۹۸۲ھ میں جب اکبر اجمیر سے پھر کے فتحپور میں آئے۔ تو ابوالفضل شیخ مبارک کا بیٹا جسے علامی کہتے ہیں۔ دربار اکبری میں آیا۔ اس نے جہان میں عقل و دانش کا غلغلہ ڈال رکھا ہے۔ اور حسن بن صباح کے عقیدہ کو فروغ دینا ہے۔ اور تمام مذہبوں کی مخالفت کو اپنا فرض سمجھ لیا ہے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ ابوالفضل سنی المذہب ہے۔ مگر تقلید کا دشمن مصلحت زمانہ کا پابند تصوف کا دلدادہ اکبر کا خوشامدی ہے۔ اکبر کا ارادہ ہوا کہ اپنی سلطنت کو تمام ہندوستان میں پھیلانے۔ مگر تلوار یا قوت سے نہیں۔ چونکہ ہندوستان میں مختلف المذاہب لوگ بستے ہیں۔ لہذا ان کو اپنی محبت کا گرویدہ بنا کے سلطنت کے ترقی دینے کو بہتر اصول سمجھا۔ چونکہ دوسرے علما کوتاہ نظر اور تنگ خیال تھے۔ اور اپنے عقیدہ کے مخالف کو کافر جانتے تھے۔ لہذا یہ کام ان کے وسیلہ سے انجام نہ پا سکتا تھا۔ فیضی اور ابوالفضل ہمہ دان غیر متعصب اور آزاد خیال عالم تھے۔ انہوں نے اکبر کے اس خیال کو باحسن وجوہ انجام دیا۔ اور سلطنت کا دستور العمل اس امر کو قرار دیا کہ:۔

پروردگار عالم مخلوق کا روزی رساں اور آباد کرنے والا ہے۔ مسلمان ہندو۔ گبر و ترسا سب اس کے نزدیک برابر ہیں۔ اور بادشاہ ظل اللہ ہے۔ اس لئے بادشاہ کو بھی یہی امر مدنظر رکھنا چاہئے۔ اس ایک نکتہ نے ہر مذہب والے کو اس کا گرویدہ بنا دیا۔

اسی خیال پر پادری بلائے گئے۔ انہوں نے تثلیث کی دلیلیں پیش کیں۔ اور نصرانیت کی حقیقت ثابت کی۔ شہزادہ مراد کو انجیل پڑھنے کا حکم ہوا۔ اور ابوالفضل ترجمہ کے لئے مقرر ہوئے۔

گجرات سے آتش پرست دربار میں آئے۔ انہوں نے دین زردشتی کی حقانیت ظاہر کی۔ اور آگ کی تعظیم کو بڑی عبادت بیان کر کے اپنی طرف مائل کیا۔ ابوالفضل کو حکم ہوا۔ کہ ایران کی طرح ہندوستان میں بھی آتشکدے روشن رہیں۔ اسی وجہ سے عرفی نے ایک قصیدہ مدح اکبر میں کہا ہے جس کا قافیہ یزدان مہمان وغیرہ اور ردیف آفتاب ہے۔

جب ماہم انگہ مر گئے اور مریم مکانی کا انتقال ہوا۔ تو اکبر نے بھدرا کرائی اکبر کے تتبع میں فیضی

کہ وہ اچھا آدمی نہیں۔

یہاں سے بھی بھاگنے کی جب ضرورت پیش آئی تو ابوالفضل نے ایک شخص کو بتایا۔ اور وہ ویسا ہی نکلا۔ جیسا کہ ابوالفضل نے اپنی فراست سے اُسے تجویز کیا تھا۔ اس کے بعد سے باپ اور بھائی دونوں ابوالفضل کے کہنے پر چلتے تھے۔

اکبرنامہ میں دس سال کے حالات لکھ کے نظرِ ثانی کے لئے فیضی کو دکھایا۔ فیضی نے جو ترمیم کی۔ وہ ابوالفضل کو پسند نہ آئی۔ یہ واقعات اور ذہانت والے واقعات کا اظہار کرنا خودستائی سے خالی کیونکر کہا جا سکتا ہے۔

فیضی نے ابوالفضل کی مدح میں جو شعر کہے ہیں۔ اُن کو بھی نقل کیا ہے۔

صد سالہ رہ میانِ من و اوست در کمال   در عمر گر ز دو سہ سالے فزوں ترم

مباحثہ میں اگر کوئی مناظر مجتہد ذریعہ میں سے کسی کا قول بطور سند پیش کرتا تھا۔ تو ابوالفضل کہتے کہ فلاں جولاہا ہے۔ موچی۔ یا حلوائی کی بات سے ہم پر حجت قائم کرتے ہو۔ یہ واقعات غرور خود رائی و غرور پر دال ہیں چاہے واقعہ ہی کیوں نہ ہوں۔

ہر ہر مقام پر اپنے آپ کو ایک بڑا ولی نیک نفس۔ تارک الدنیا۔ مجرد اور آزاد دکھاتے ہیں۔ غور کیا جائے۔ تو ملازمت سلطنت ہی ان امور کے منافی ہے۔

ابوالفضل لکھتے ہیں کہ جب میں منصبِ اعلیٰ پر پہنچا۔ تو دشمنوں سے انتقام نہیں لیا۔ مگر ملا عبدالقادر کہتے ہیں۔ کہ ان کو بری طرح رسوا کیا۔

عاشق مزاج بھی معلوم ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ایک لڑکے پر عاشق ہونا خود لکھتے ہیں جس کو میں اس سے پہلے ابتدائی حالات کے عنوان کے تحت میں لکھ چکا ہوں۔

کتاب اوصاف الاشراف مصنفہ محقق طوسی کی باتوں کو کہ اُنہوں نے کچھ اعتراضات کئے ہیں۔ زمانہ کا بطلان کاری میں چھنسانے سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور خود ہی ان کے اس فعل پر اعتراض کرتے ہیں۔ اگر اعتراض کوئی بری چیز ہے۔ تو دونوں کے لئے ہے۔ رقعات میں خانخاناں پر بری طرح سے معترض ہیں۔

مذہب ان کے باپ مبارک پر مبارک کے مخالف تشیع۔ مہدویت۔ اور بابیت کا الزام لگاتے تھے اور طرح طرح کی تکلیفیں ان کو پہنچاتے تھے حتیٰ کہ خواہان جان تھے۔ ابوالفضل اس کی رد یوں کرتے ہیں۔ کہ وہ ہر مذہب کے عالم تھے علم اور چیز ہے اور اعتقاد اور ہے۔ ابوالفضل بھی انہیں کے

آئے تھے۔ مگر یہ نہیں بتاتے کہ کس قبیلۂ عرب کے ہیں۔ نہ سلسلہ ہی کسی قرن اولیٰ
تک کہ چھٹے دادا کا نام بھی نہیں بتاتے۔ جن کے نام بتائے ہیں۔ یہ بھی کوئی مشہور نہ
نہیں بتائے۔ یقیناً ان میں سے نہ کوئی نقیب و عالم ہے۔ البتہ امیر ہوتا اس کا ذکر ضرور کرتے۔ ننھیال میں
نانا کا نام بھی نہیں لیتے۔ جو مجہول النسبی پر دال ہے۔

ابتدائی حالات ابو الفضل کا قول ہے۔ کہ سوا برس کی عمر میں خوب صاف بولتے تھے۔ اور پانچ برس
کی عمر میں وہ شعور حاصل تھا۔ جو اس عمر میں نہیں ہوا کرتا۔ جس طرح مبارک پندرہ برس کی عمر میں فارغ ا
تھے۔ اسی طرح ابو الفضل بھی اسی عمر میں کمال حاصل کر چکے تھے۔ اور فارغ تو نو برس کی عمر میں تھے۔ جو
پڑھا اپنے باپ سے پڑھا۔ مگر اسی دفتر سوم میں ایک جگہ لکھتے ہیں۔ کہ ایک لڑکے سے ان کو عشق ہو
اس کی وجہ سے جس مکتب میں وہ لڑکا پڑھتا تھا۔ یہ بھی اس مدرسہ میں پڑھنے جانے لگے۔

پدر بزرگوارم خویش افسون آگہی دمیدے و در ہر فنے مختصرے تالیف فرمودہ یاد دادے مرا اگرچہ
ہوش افزودے اما از دبستان علم چیزے دلنشین نیامدے۔ گاہ مطلقاً در نیافتمے و زمانے اشتباہہا
پیش راہ گرفتے۔ و زبان یاوری نکردے کہ گزارش گوید۔ حجاب الکنی آوردے۔ و با تو مندی سخن گذاری نماشت
در آں انجمن گریہ افتادے۔ و بہ نکوہش خود در شدے۔ دریں اثنا مرا یکے از مظاہر کونی علاقۂ خاطرے پیدا آمد
دل ازاں کم بینی و کوتہ شناخت باز ماند۔ روزے بریں گذشتہ بود کہ ہمزبانی و ہم نشینی او بجائے مدرسہ
گردانید۔ و خاطر سرتاب رمیدہ را بایں کار فرود آوردند۔

ت ملا سعد الدین تفتازانی اور علامہ سید شریف پر علم بلاغت میں جو اعتراضات ابو الفضل کیا کرتے تھے
کے دوست نوٹ کر لیتے تھے۔ اتفاقاً اسی زمانہ میں خواجہ ابو القاسم کا حاشیہ مطول پر آیا۔ بعینہٖ وہی
ات اس حاشیہ میں مرقوم تھے۔ سب دیکھ کے دنگ ہو گئے۔
حاشیہ اصفہانی کا ایک نسخہ کرم خوردہ ملا۔ اس کی تکمیل ابو الفضل نے اپنی قابلیت سے کر دی۔ پھر ایک
یا۔ اس سے مقابلہ جو کیا۔ تو ہو بہو وہی عبارت پائی گئی۔ جو ابو الفضل نے لکھی تھی۔ صرف چند
میں مترادفات کا فرق تھا۔
و عادات اولاد تیمور کے کل مورخ ابو الفضل کو خود پسند۔ خود رائے اور خود ستا لکھتے ہیں۔ اور
ہے۔ اسی دفتر سوم کے پڑھنے سے متعدد جگہوں سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔
الفضل و فیضی و مبارک جب دشمنوں کے خوف سے بھاگے۔ تو فیضی نے ایک شخص کو تجویز کیا کہ
ر میں پناہ لیں۔ ابو الفضل نے اس رائے سے مخالفت کی۔ فیضی نے نہ مانا۔ بعد تجربہ معلوم ہوا

میں گھومیں گے۔ اس لئے نکل کھڑے ہوئے۔ اور احمد آباد گجرات پہنچے۔ یہاں بڑے بڑے اہل کمال کا مجمع تھا۔ اس لئے احمد آباد میں قیام کر لیا۔ تحصیل علوم میں مشغول ہو کر بہت سی کتابیں تصوف و علم اشراق و منطق و الٰہیات کی پڑھیں۔ یہیں ابوالفضل گازرونی کی خدمت میں پہنچے اور انہوں نے ان کو بیٹا بنا لیا۔ اور تجرید و شفا و اشارات و تذکرہ و محسطی کے بہت سے دقائق انہیں بتائے۔ یہیں مجذوب یوسف سے بھی فیض حاصل کیا۔ انہوں نے کہا۔ کہ سمندر کا راستہ تمہارے لئے بند ہے۔ آگرہ میں جا کر بیٹھو۔ وہاں مقصد حاصل نہ ہو۔ تو ایران اور توران کو چلے جانا۔ جہاں حکم ہو۔ وہاں بیٹھ جانا۔ اور علوم رسمی کو اپنا پردہ بنانا۔

۶ محرم ۹۵۰ھ کو آگرہ آئے۔ شیخ علاؤ الدین مجذوب سے ملے۔ اور ان کے کہنے سے آگرہ میں دریائے جمنا کے پار محلہ چار باغ میں میر رفیع الدین صفوی چشتی انجوی کے ہمسایہ میں قیام کیا۔ اور ایک خاندان قریشی کی لڑکی سے شادی کر لی۔ فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ درس و تدریس سے کام تھا امراو شاہان کے دربار میں جانے کا کبھی خیال نہیں پیدا ہوا۔ معتقدوں میں سے کوئی با احتیاط آدمی خلاص کے ساتھ نذرانہ پیش کرتا تھا۔ تو بقدر ضرورت لے لیتے تھے۔ ۹۵۴ھ مطابق ۱۵۴۷ء میں جبکہ مبارک کی عمر تینتالیس سال کی تھی۔ تو فیضی اور ۹۵۸ھ میں ابوالفضل آگرہ میں پیدا ہوئے۔

مبارک بڑے زبردست عالم تھے۔ لات تو طریقیت تھے۔ مخدوم الملک اور عبدالنبی وغیرہ ان کے دشمن ان کو لونڈی یا غلام بچہ کہا کرتے تھے۔ چنانچہ مبارک ایک خط میں جو فیضی اور ابوالفضل کو لکھا ہے یوں رقمطراز ہیں:-

"بابائے من۔ از فضلائے این عہد کہ ہمہ جو فروش و گندم نمایند دریں رابدیتا فروختہ تہمت آں برابستہ اند۔ از گفتہ حرف آنہا نباید رنجید۔ واز انکہ از طرف نجابت ما گفتگو دارند۔ دل پر تشویش نباید بود۔ در بابامے کہ والد من تفویض ودیعت حیات نمود من بحد تمیز نرسیدہ بودم۔ والدۂ من مرا در سایۂ عاطفت یکے از سادات ذوی الاحترام در کمال عسرت پرورش میداد۔ و در تربیت من از طرف درس علمی و دیگر تادیب کمال نمی بکار می برد۔ از انکہ پدرم مرا حسب فرمودۂ بزرگے موسوم مبارک ساختہ بود۔ روزے یکے از ہمسایہ ہا سے حسد نیشۂ آں سید والا نژاد کہ غمخواری و تیمارداری ما بیکساں می نمودند درم بالکلمات درشت رنجانیدہ مرا بعدم نجابت مطعون کرد۔ والدہ ام گریہ کناں نزد آں سید والا مقام کہ از حسب و نسب پدرم اطلاع داشت رفتہ نالش تعدی او نمود و آں سید او را زجر و توبیخ تمام نمود"

ابوالفضل نے بیان نسب میں بہت زور لگایا مگر اس طعن کو برطرف نہ کر سکے۔ عرب میں نسب کا بڑا لحاظ کرتے ہیں۔ شجرے ہوتے ہیں۔ نساب ہوتے ہیں۔ ابوالفضل کے پانچویں دادا یمن سے ہندوستان

شیخ ابوالفضل اسلام شاہ کے عہد حکومت میں ۶ محرم ۹۵۸ھ کو آگرہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے باپ **شیخ مبارک** نے اپنے اُستاد خطیب ابوالفضل گازرونی کے نام پر تیمناً ان کا نام ابوالفضل رکھا۔ کل سلاطین تیموریہ میں ابوالفضل کے بعد علامہ کا خطاب صرف سعد اللہ خاں چنیوٹی وزیر شاہجہان کو ملا ہے۔ اور اکبر ابوالفضل کو شیخ جیو کہا کرتے تھے۔

نسب و وطن۔ خود ابوالفضل اپنے آبا و اجداد کا وطن یمن بیان کرتے ہیں۔ اجمالاً یہ بھی لکھتے ہیں۔ کہ کچھ اجداد ان کے علوم رسمی اور کچھ امیری و دنیا داری میں اور کچھ گوشہ نشینی فقر میں بسر کر گئے۔ **شیخ موسےٰ** ابوالفضل کے پانچویں دادا یمن سے نکل کے قصبہ ریل علاقہ سندھ میں آکر ٹھہرے۔ اور یہیں شادی کرلی۔ یہیں بیٹے اور پوتے پیدا ہوئے۔

شیخ خضر ابوالفضل کے دادا کو ہندوستان کے ولیوں سے ملنے کی تمنا پیدا ہوئی۔ ساتھ ہی یہ بھی خیال تھا کہ یمن جا کے اپنے رشتہ داروں سے بھی ملیں گے۔ اس ارادہ کے ساتھ کچھ عزیزوں اور دوستوں کو ساتھ لے کر ابتدائے صدی دہم میں قصبہ ریل سے نکل کر ناگور پہنچے۔ اور وہاں سید یحییٰ بخاری جانشین حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت (جد شارح شادان بلگرامی) و شیخ عبدالرزاق قادری بغدادی و شیخ یوسف سندھی سے ملے۔ ان بزرگوں کی دلجوئی سے ناگور ہی میں توطن اختیار کرلیا۔ اور یہیں ۹۱۱ھ میں شیخ مبارک پیدا ہوئے۔

شیخ خضر کچھ دنوں بعد سندھ کو پھر واپس جا رہے تھے۔ کہ اپنے عزیزوں کو ناگور لے آئیں۔ مگر راستہ ہی میں مر گئے۔ اسی اثنا میں ناگور و اطراف ناگور میں وبا پھیلی اور سخت قحط پڑا جس میں مبارک کی والدہ کے سوا سب کے سب اعزہ مر گئے۔ مبارک کو تحصیل علم اور جہانگردی کا شوق تھا۔ مگر مبارک کی ماں اجازت نہ دیتی تھیں چند روز کے بعد خواجہ عبداللہ احرار کی خدمت میں پہنچ کر جستجوئے خدا کا رستہ اُن سے معلوم کیا۔ عبداللہ احرار جستجوئے حقیقت کرتے بطور سیاحی ہندوستان میں آ نکلے تھے۔

اسی اثنا میں مبارک کی والدہ کا بھی انتقال ہوگیا۔ اب کوئی مانع نہ رہا۔ سمندر کا رخ کیا تھا۔ کہ دُنیا پھر

ساتھ ہی تعجیل بھی تھی۔

میں نے اس شرح کو ستمبر ۱۹۲۹ء میں شروع کیا۔ صرف سولہ صفحات کی شرح لکھنے پایا تھا کہ ایک لغت عربی و انگریزی سے ڈیڑھ سو صفحات عربی و اردو کرنے کے لئے مل گئے۔ اس میں تین مہینے صرف ہو گئے۔ پھر اس شرح کو لے کر بیٹھا۔ تو صورت اول کے ڈھنگ کو چھوڑنا پڑا۔ (یعنی پہلے فرہنگ پھر ترجمہ اور نظم کا ترجمہ نظم میں) کیونکہ طول بھی ہوتا تھا۔ اور تعجیل بھی مقصود تھی۔ اب صرف ترجمہ لکھنا شروع کیا۔ اور نظم کا ترجمہ بھی نثر میں۔ مگر ان صفحات میں بھی بعض جگہ نظم کا ترجمہ نظم میں ہو گیا ہے۔ اور کہیں ایسا بھی ہے۔ کہ مثلاً چار شعر نظم کئے ہیں۔ تو ایک شعر کا ترجمہ منظوم بھی ہے۔ آخر میں پھر وہی خیال پیدا ہوا۔ اور نظم کا ترجمہ نظم ہی میں پھر لکھنا شروع کیا۔ اور آخر میں فرہنگ و تصحیح بلحاظ صفحات لکھی۔

ابتدائی فرہنگ میں معمولی الفاظ بھی درج ہیں۔ حل اشارات و کنایات و استعارات و تصحیح بھی ہے۔ مگر بعد میں جو فرہنگ لکھی ہے۔ اس میں الفاظ مشکلہ کے معانی اور کنایات کی حل پورے طور پر ہے۔ کنایات کے معانی وضعی نہیں بتائے ہیں۔ صرف مرادی معنے لکھنے پر اکتفا کی ہے۔ اس کے ختم کرنے میں چار مہینے صرف ہوئے۔ گو درمیان میں کالج کے بعض کاموں کی وجہ سے اس کام کو چھوڑنا بھی پڑا ہے۔ اصل کتاب میں سے جو کچھ میں سمجھا ہوں نہیں۔ اس سے صرف نظر کر کے میرا گمان باطل ہے۔ کہ فرہنگ اور تصحیح تنہا بھی ایک حدید الذہن کے لئے کافی ہو گی۔ ایسے طالب علم کو ترجمہ کی بھی ضرورت نہ ہو گی۔ ترجمہ میں زیادہ تر الفاظ اصل کتاب کے صرف کئے ہیں۔ کیونکہ فرہنگ میں اُن الفاظ کی تشریح کر دی گئی ہے۔ ابوالفضل میں چونکہ جملے پیچ در پیچ ہوتے ہیں۔ اس لئے فاعل و فعل۔ صفت و موصوف۔ شرط و جزا اور کنایات و استعارات کا سمجھنا اس کتاب کے لئے ضروری ہے میرا ہر کار تالیف طلبہ کے لئے ہے۔ کاملین کے لئے کچھ مفید نہیں کیونکہ اُن کے معلومات مجھ سے کہیں زیادہ ہوتے ہیں۔

ابوالفضل کی لائف اور ان کے کلام پر انتقاد بھی اپنی تھوڑی سی معلومات کے موافق لکھ دیا ہے۔ کیونکہ امتحان میں ایسے سوالات بھی آجاتے ہیں۔

میرے تالیفات مطبوعات میں یہ شرح سترھویں ہے۔

سید اولاد حسین شاداںؔ بلگرامی

۴ر اپریل ۱۹۳۰ء

گذارش شارح

کسی دوسرے کی تصنیف کی شرح اور اگر وہ غلط ہو تو اس کی تصحیح خود تصنیف کرنے سے زیادہ مشکل کام ہے خصوصاً جب کوئی کتاب کسی وجہ سے آسان بھی نہ ہو۔ اگر کسی کتاب کی ایک یا زیادہ شرحیں یا ترجمے ہوتے ہیں۔ اور وہ کمیاب ہو جائیں۔ اور کسی سبب سے اُس کتاب کی شرح از سر نو کسی کو کرنا پڑے۔ اور وہ پہلا ترجمہ یا شرح مل بھی جائے۔ تو اس نئے شارح کو بہت سہولت ہو جاتی ہے۔ اگر یہ نیا شارح قابل ہو۔ تو پہلے سے اچھی شرح تیار کر سکتا ہے۔ ابو الفضل کا دفتر سوم چونکہ پہلے سے درس میں نہ تھا۔ اس لئے اس کی کسی نے شرح نہ کی۔ البتہ مولوی ہادی علی صاحب مرحوم نے مطبوعہ نولکشوری پر جو حاشیہ لکھا ہے اُس میں بڑی کوشش کی ہے پھر بھی بہت سے مقامات رہ گئے یا باوجود لکھنے کے حل نہ ہوئے میں نے اس حاشیہ سے بہت فائدہ اٹھایا لو آگے قدم بڑھانے کی کوشش کی مگر اپنے امکان کے اندر میں نہیں کہہ سکتا کہ حل کر سکا یا نہیں اگر بگاڑ دیا ہو تو بھی مجھ ایسے سے بعید نہیں اپنے خیال کے موافق جو مقامات سمجھ میں آئے انمیں بھی لا یعنی خامہ فرسائی کی ہے اس کے بعد یہ بھی لکھ دیا ہے کہ میں سمجھ نہ سکا۔

ابو الفضل ایسی کتاب کا جس کے جملے پیچ در پیچ اور جس میں کنایات و استعارات کا طوفان اٹھا ہوا ہے بغیر حل کنایات۔ ترجمہ یقیناً غیر مفید ہوگا۔ ترجمہ کی حسب ذیل صورتیں نکل سکتی ہیں۔

(۱) ترجمہ لفظی۔ ایسا ترجمہ کچھ مفید نہیں ہوتا۔ صرف دوسری زبان کے الفاظ تو ہو جاتے ہیں مگر گتھی نہیں سلجھتی۔

(۲) حاصل کا ترجمہ۔ یہ ترجمہ برا نہیں ہوتا۔ مگر طلبا کے لئے مفید نہیں ہوتا۔

(۳) ایسا ترجمہ کہ کوئی لفظ ترجمہ سے رہنے نہ پائے۔ اس کی بھی کئی صورتیں ہیں۔

اول۔ ترجمہ تو ہر لفظ کا درست ہو۔ مگر زبان روز مرہ کے موافق نہ ہو۔ دوسرے زبان بھی بول چال کے موافق ہو تیسرے زبان بھی بامحاورہ ہو۔ ایسا ترجمہ بہت اچھا ہوتا ہے۔ اس میں زور بھی باقی رہتا ہے۔ لیکن ایسا ترجمہ وعبارت اور درۂ نادرہ ایسی کتاب کا سخت دشوار و نادر ابو الفضل ایسی کتاب کا سخت ناممکن ہی پاہتا ہے۔ آخر سے قریب کچھ صفحات کے ترجمہ میں اس آخری قسم کے ترجمہ کی کوشش کی ہے۔ مگر زیادہ تر اس کا لحاظ کیا گیا ہے۔ کہ کوئی لفظ ترجمہ سے رہنے نہ پائے۔ اور حتی الامکان مطلب خیز اور بول چال کے موافق ہو مگر پھر بھی خلاف زبان ہونے سے خالی نہیں۔ کیونکہ بول چال کے موافق ترجمہ کرنے میں وقت زیادہ صرف ہوتا تھا۔ اور کثرت اشتغال کی وجہ سے فرصت کم تھی۔

یعنی دفتر سوم ابوالفضل کا پورا ترجمہ ۔ تصحیح ۔ فرہنگ ۔ سوانحعمری
شیخ ابوالفضل اور ابوالفضل کے کلام پر انتقاد مع گذارش شارح ۔

جو

امتحانات منشی فاضل اور ایم اے پنجاب یونیورسٹی کے نصابیں برائے ۱۹۳۰ء
اور آئندہ کے لئے داخل ہے

مؤلفہ

پروفیسر سید اولاد حسین صاحب شاداں بلگرامی

مؤلف فرہنگ حاجی بابا ۔ فرہنگ وصاف ۔ ترجمہ مقامات حمیدی ۔ الکنوز العامرہ تحشی درہ نادرہ ۔ شرح مرد حسیبی
شرح قصائد خاقانی (نصاب لکھنو یونیورسٹی) و فرہنگ قاآنی وغیرہ

حسب فرمائش
شیخ مبارک علی بک سیلر اندرون لوہاری دروازہ لاہور
سنہ ۱۹۳۰ء
در مطبع کریمی لاہور باہتمام میر قدرت اللہ طبع شد

مطبوعات دوکان

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون دروازہ لوہاری لاہور

مطالب الغالب۔ بہترین جدید ترین شرح دیوان غالب اردو از مولانا سہا قیمت بلا جلد عہ۸ مجلد ۳
اردوئے معلّٰی یعنی مجموعہ رقعات مرزا غالب مع ضمیمہ عہ
نقش بدیع یعنی لغت فارسی جدید از جناب مولوی وجاہت حسین صاحب بی۔ اے منشی فاضل قیمت عہ۸
چہار مقالہ مؤلفہ مولوی وجاہت حسین صاحب ۱۲ر
ترجمہ رقعات عالمگیری وزیر جہاں لنگراں
قیمت .. .. ۶ر معہ فرہنگ قیمت ۱۲ر
ترجمہ وزیر جہاں لنگراں ترجمہ حکیم نباتات
قیمت .. .. ۳ر قیمت ۶ر
تحفۃ الاحرار جامی رقعات عالمگیری
قیمت .. .. ۸ر قیمت ۳ر
سیر المتاخرین بابر تا شاہجہان قیمت عہ۸
خلاصہ سیر المتاخرین خلاصہ درہ نادرہ
قیمت .. .. ۸ر قیمت ۴ر
قصاید عرفی ترجمہ عروض سیفی
قیمت .. .. ۱۰ر قیمت ۶ر
رباعیات باباطاہر معہ فرہنگ قیمت عہ
فرہنگ حاجی بابا موازنہ انیس و دبیر
قیمت .. .. عہ۸ قیمت ۳

تاریخ لاہور از رائے بہادر کنہیا لال قیمت ۴
حیات جاوید۔ سرسید کی زندگی کے حالات للعہ
اخلاق ناصری مشہور و معروف کتاب قیمت عہ
رباعیات عمر خیام سب سے سستا اور اچھا ایڈیشن ۱ر
گلدستہ محسن کاکوروی۔ قیمت .. ۲ر
اخلاق جلالی۔ مشہور کتاب۔ قیمت عہ
مقدمہ دیوان حالی۔ شعر و شاعری پر بسوط ریواو
از مولینا حالی مرحوم قیمت .. .. عہ
حاجی بابا اصفہانی (بزبان فارسی) فارسی جدید ام
ایرانی تمدن کی تصویر قیمت ۳
تذکرہ دولت شاہ سمرقندی مشہور معروف تذکرہ نہایت اہتمام سے بہ تصحیح جناب شیخ محمد اقبال صاحب ایم اے شائع کیا گیا ہے۔ قیمت عہ۸
دربار اکبری از حضرت آزاد مرحوم ۵ر
خمکدہ خیام مترجمہ رباعیات عمر خیام ۲
آیات وجدانی۔ دیوان مرزا یاس بلا جلد عہ۸ مجلد عام
دیوان میر درد۔ مشمولہ امتحان آنرزان اردو پنجاب یونیورسٹی۔ قیمت ۶ر
قصاید ذوق۔ مشمولہ امتحان آنرزان اردو پنجاب یونیورسٹی۔ قیمت ۶ر

تشریحات بلگرامی

مکاتیبِ علّامی

یعنی دفتر سوم ابو الفضل کا پورا ترجمہ۔ تصحیح۔ فرہنگ۔ سوانح عمری
شیخ ابو الفضل اور ابو الفضل کے کلام پر انتقاد مع گذارش شارح

مؤلفہ
پروفیسر سید اولاد حسین صاحب شاداں بلگرامی

حسب فرمائش
شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون دروازہ لوہاری لاہور

سنہ ۱۹۳۰ء

در مطبع کریمی لاہور باہتمام میر قدرت اللہ طبع شد